ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

بتوفیق خداوند کون و مکان درین اوان میمنت قران دیوان فیض بنیان از تصنیف منیف



دفتر فصاحت

اردو زبان خاقانی عصر الوری دوران سوم طرز عاشقانہ

باہتمام سبحان مید و مغفرت ایزد منان محمد عبد الرحمٰن خان خلف محمد مصطفیٰ خان صاحب مغفور

در مطبع مصطفائی محمد مصطفیٰ خان طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کثیر اوس پادشاہ بے مشیر و وزیر کو سزاوار ہی کہ جسنے ملک ہستی کا نظم و
بغیر خوض و فکر فرمایا اور نعت بیحد اور مناقب لاتحصی و لاتعد کا اوس نبی مختار اور او
آل اطہار اور اصحاب کبار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین پر انحصار ہی کہ جنکے
مطلع ظہور کی برکت سے اوس استاد یکتا نے دیوان عالم ایجاد کو مرتب کر کے کمال
قدرت کاملہ دکھایا من بعد فقیر سراپا تقصیر کفش بردار اہل سخن نقش قدم استاد ا
یعنی خاکسار ازلی سید ہادی علی رضوی بیخود تخلص خلف سید ناصر علی سحر تخلص
شاہد پرستان یوسفستان سخن مین بے باکانہ نقاب خفا چہرۂ شاہد مدعا سے
اوٹھاتا ہی اور کچھ سرگذشت عمری مصنف اور ماجرای ترتیب دیوان
مختصر اسناتا ہی کہ جو کمالات ظاہری باطنی اور جو صفات صوری و معنوی جنا

جناب اقدس الٰہی سے ذات مجمع البرکات جناب غفران مآب فخر المتاخرین شرف المتقدمین استاد المحققین ملاذ المتبحرین تسمیم اللہ صحیفۂ بلاغت دیباچہ کتاب فصاحت سرآمد استادان جہان وزیر بادشاہ شاعران مجموعہ اوراق ذی کمالی شیرازہ اجزائی نازک خیالی ناخدای سفینۂ علم قوافی و عروض و یکتای بحر کمالات فیوض آسمان ساز زمین شعر و سخن نتیجہ اشکال شعرای زمن صائب عصر کلیم دہر استاد راسخ مایہ بضاعت جناب شیخ امام بخش ناسخ اشیخ الفصحا اکمل الکملا محسود برنا و پیر سخنگوی بے عدیل و نظیر جناب مولانا و استاذنا خواجہ محمد وزیر خلف الصدق جناب خواجہ محمد فقیر تغمدہ اللہ غفرانہ مین جمع فرمائے تھے کسیطرح حصر مین نہین آسکتے اگر جملہ اشجار صحرا قلم ہوجاین اور تمامی صفحات گلستان عالم مرتبہ قرطاس ہم پہونچائین تو بھی ممکن نہین کہ ایکحرف اوس دفتر کا تحریر مین آئے منجملہ اوسکے صفت عالی خاندانی مین بھی وہ ذات قدسی صفات لاثانی تھی شمع بزم شہرت و نکوی الاد و دمانی تھی سلسلہ نسب پاک کا خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے بیشتر بزرگونے اونکے نقش فقر اور عمل جہاد نفس سے اقلیم سلوک کو تسخیر کیا ہے آجداد امجاد سادات عظام بزرگان ننہالی امیرش مرزایان وقر سے نیکنام مرزا سیف اللہ بیگ خان مہر و برادر حقیقی امیر الدولہ حیدر بیگ خان مغفور نانا حقیقی جناب غفران مآب تھے عالی وقاران وقت مین چیدہ و انتخاب تھے فنون شاعری اور تہذیب اخلاق و فروتنی مین ذات بابرکات خواجہ صاحب مرحوم شہرۂ آفاق تھی استغنا اور توکل و سخاوت اور وضعداری مین طاق تھے

جناب شیخ صاحب اپنی زندگی مین بخصین کو حاصل تلامیذ جانتے تھے ذہنی فہم رتبہ شناس
اب بھی ونکی یکتائی کے معترف ہین ورجب بھی جانتے تھے اعمال فتوح اور علم تسخیر وغیرہ مین
بھی ایسی مشق بہم پہونچائی تھی کہ لکھنؤ سے شہر مین انتخاب بے مثل ور لاجواب تھے تو سن طبع
شریف کو بمقتضای شوق نقش کی چال کی عادت ہوگئی تھی شاعری سے بالکل
نفرت ہوگئی تھی انتظام خانہای نقوش سے فرصت نہوتی تھی مہینون کسی شاگرد کی
اصلاح پر رغبت نہوتی تھی مگر جس ور ہندسہ طبع کو ضرب اودھر دیتے تھے لاکھون
مضامین نور آگین بحکم شعو نکی غزلو نمین بھر دیتے تھے عالی ہمت بھی ایسے تھے کہ
اپنی ضرورت پر حاجت روائی سائل کو مقدم جانتے تھے ذوی القربی والیتامی
والمساکین کے حقوق پہچانتے تھے دو بار شہریار نامدار فخر سلاطین اعظم حضرت سلطان العالم
والی ملک اودھ نے کمال سرفرازی اور رعایا نوازی سے یاد فرمایا مگر جناب موصوف نے
بعذر علالت پامی قناعت کو اپنی جگہ سے نہ اوٹھایا فقیر کے اندازے مین سو روپے ماہواری
سے اونکا خرچ کم نہ تھا مگر کبھی یہ نہین کھلا کہ کہانسے آیا اور کون دیگیا اکثر لوگ بجای خود
جب اسکا خیال کرتے تھے دست غیب کا احتمال کرتے تھے زمانہ شیخ صاحب مین ایک
کلیات مجموعہ نتایج طبع سلیم سے مرتب ہوکر طبع ہوا جب سے پھر کبھی لباس شوق شاعری
نہ چمکا اگر کبھی کسی دوست کی فرمایش سے یا تلامیذ کے اصرار و خواہش سے کچھ موزون
فرمایا وہ مسودہ گم ہوا یا صاحب فرمایش لیگیا بیشتر غزلو نکے مسودونکو بے پروائی سے
رائگان فرمایا ہیانتک کہ اکثر مہینون مین چار چار مرتبہ غزلین موزون کین جوہر طبع

طبع عالی دکھایا جب حسب اتفاق خان عالی شان سراپا اخلاق کان خلوص و وفاق
قدرشناس اہل کمال سرچشمۂ فیوض و افضال آبروی سند شاہدان سخن منتخب ضعداران زمن
مقبول بارگاہ یزدان جناب **محمد عبد الواحد خان** مہتمم مطبع مصطفائی حیدر زید
مشتاق کلام ہوکر خدمت خواجہ صاحب مرحوم مین پہونچی اور مصر اجتماع تصنیفات
ہوئے حال بربادی دیوان مفصل نقل فرمایا ایک پرچہ بھی پاس نہ تھا کچھ کچھ یاد سنایا
خانصاحب ممدوح کو بہت حیرت ہوئی اوسی وقت سے بنای اجتماع دیوان سرزمین
دلمیں قائم کی احباب سے فراہمی کلام خواجہ صاحب کی تاکیدین ہوئین کچھ غزلین تلف شدہ
بہم پہونچین متعدد سادی کتابین مشق فکر سخن کے لیے دے آتے اکثر زمینین تجویز فرماکر
شعر کہلواتے یہانتک کہ ایک دیوان مختصر صاف اور مرتب فرماکر نذر خواجہ صاحب کیا
چنانچہ اسطرف جو کچھ جناب مغفور نے نظم فرمایا انھین کے مزید اہتمام سے باقی رہ گیا
جب کبھی خانصاحب ممدوح فرط محبت سے عزم طبع دیوان کا ذکر زبان پر لاتے تھے
بے تکلف ارشاد فرماتے تھے کہ کلام سابق بالکل ناپسند طبیعت ہی ابتدائی مشق کے
شعروں سے مجکو نفرت ہی اگر ستمگارہ زمانہ نے فرصت دی عوارض الحقہ سے مہلت
ہوی تو دو مہینے کی توجہ مین جیسا جی چاہتا ہی بہت کچھ موزون ہوجائے گا
انشاءاللہ تعالی عنقریب دیوان معقول ترتیب پائیگا مگر اجل نے فرصت نہ دی ایفای عدہ
کی نوبت نہ آئی بائیسوین تاریخ شب آدینہ ذیقعدہ گذشتہ ۱۲ ہجری مین جہان گذران ترک
فرمایا خلعت حیات ابدی کو زیب کیا چندے بمقتضای بشریت دل قدرشناسان

اسی الجھن میں پھنسا تھا کہ ہوے آکے شریک	میر محسن علی خوش روش و نیک نہاد
میر صاحب نے مرے ساتھ بہت محنت کی	لائے ہر سمت سے اشعار فصاحت بنیاد
پھر تو جوہر نے بھی کچھ ہاتھ بٹایا میرا	کہ حقیقت میں ہیں وہ جوہر آت وداد
الغرض محنت یکسالہ میں اے بیخود آہ	جمع دیوان ہوا دل دوستوں کا ہوگیا شاد
سال ترتیب یہ رو رو کے لکھا ہے میں نے	آج دیوان مرتب ہوا بعد استاد ۱۲۷۱

ایضاً از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر مجتمع ہوئی نظم وزیر تم آج	ہر بیت اسکی قصر فلک سے بلند ہے
جب دیکھتا ہوں ہوتی ہے تفریح بےحساب	یہ نسخہ کیا دوائے دل دردمند ہے
حسن صفائی یوسف مضمون تو دیکھیے	بازار شہر نظم کا آئینہ بند ہے
عین الکمال کا بھی خطر اب ہمیں نہیں	ہر نقطۂ حروف بعینہ سپند ہے
لکھ کلک فکر سے سن ترتیب اے سفیر	دیوان بے مثال یہ عاشق پسند ہے ۱۲۷۱

ایضاً از امیر علیخانصاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

دیوان جناب شاہ اقلیم سخن	گردید مرتب آن چو بے مثل و نظیر
بنوشت ز کلک موج سال ترتیب	دیوان در شاہوار بحرین و زبیر ۱۲۷۱

ایضاً از سید محمد حسین محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علی صاحب شاگرد بیخود

بنے گا بلبل اب ہر اک سخندان	کلام غیرت گلشن ہوا جمع
رقم کر سال ترتیب اے محمد	گل معنی کا یہ خرمن ہوا جمع ۱۲۷۱

قطعات تاریخ انتقال جناب خواجه وزیر صاحب مرحوم از شعرای گزیده روزگار

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص ارشد تلامیذ سند المحققین فخر المتقدمین و المتاخرین استاد راسخ جناب شیخ امام بخش مرحوم تخلص ناسخ

در غمش جمله قدردان کلام	خاک ماتم بفرق و دست بصدر
تیره گردید آسمان سخن	منخسف گشت او بخاک چو بدر
بحر تاریخ رحلتش این گفت	وای خواجه وزیر عالیقدر ۱۲۷۰ھ

از جناب کپتان مقبول الدوله احسان الملک مرزا محمد مهدی علیخان بهادر ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ امام بخش ناسخ مغفور

زبین شعر و سخن برگذاشت خواجه وزیر	که در تمامی اهل سخن گرامی بود
فصیح بود اگر او در سخنوران هندی	مگر بمائدهٔ نظم رشک جامی بود
بنظم بود تلمذ ز ناسخ مرحوم	که یک بزمرهٔ شاگردیش نظامی بود
وزیر بود چو سلطان ملک معنی را	بملک نظم ز فکرش خوش انتظامی بود
گذاشت و چو جهان را نوشت سال قبول	وزیر پادشه شاعران نامی بود ۱۲۷۰

ایضاً

چون ز دنیا گذشت گردید	پیش شاه شهید جای وزیر
بود در شعر شاه دیگر	نیست ممکن کنم ثنای وزیر

رفت چون از جہان بسوی جنان	نالہ کش خلق شد کہ ہاے وزیر
دل ہر کس کہ ہست موزون تر	پر شد از درد جانگزاے وزیر
سال رحلت چنین نوشت قبول	بسخن شاہ بود واے وزیر

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شہید تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

وزیر داشت تخلص جناب خواجہ وزیر	کہ پادشاہ منش بود در لباس فقیر
خوش اعتقاد و خوش افعال و خوش روش خوش خو	قمر جمال و سپہر جلال و مہر ضمیر
رموز دان علوم ائمہ بود بجفر	کہ قائل ست درین علم ہر صغیر و کبیر
بشاعران جہان برد گوی سبقت ازین	کہ بود در فن اشعار بی عدیل و نظیر
برفت جانب خلد برین ازین دوران	شدند جملہ سخندان بماتمش دلگیر
بچشم ما و را چون شود نہ تیرہ جہان	کہ در زمانہ نماند نشان و نام فقیر
شہید سال وفاتش چنین نمود رقم	بشاعران زمان پادشاہ بود وزیر

از مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

رفت زین دار فنا خواجہ وزیر	شد بچشم دوستان عالم سیاہ
مصرعہ تاریخ رحلت گفت مہر	ناظم ملک معانی بود آہ

ایضاً

خواجہ وزیر شاعر خوش فکر و خوش بیان	مین اور وہ تھے دونو اک استاد سی مشیر
وہ عازم جنان ہوی تاریخ کہی مہر	ملک سخن ہوا ہی برباد بے وزیر

از لاله رام سهای صاحب رونق تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

افصح شاعران هند که بود	بعدیل و نظیر خواجه وزیر
زین جهان رفت چون بملک عدم	در غمش گشت عالمی دلگیر
صاعقه بار ناله دلهاست	چشم خونبار رشک ابر مطیر
شور ماتم به برج قوس رسید	سر کشیده ست آه تا سر تیر
کلک رونق نبشت تاریخش	خسرو این زمانه بوده وزیر

ایضاً

شد ز بیت فنا بملک بقا	خسرو عهد آه خواجه وزیر
مطلع صاف اوست مطلع نور	در ضیا شعر او چو ماه منیر
خوش بیان بود و کامل هر فن	وصف او تا کجا کنم تحریر
وای صد وای زین مرقع دهر	شده پنهان بخاک آن تصویر
هجر او کرد با من آن کاری	که نیاید ز دشنه و شمشیر
جیب صبر و قرار چاک زدم	غم او گشت چون گریبان گیر
با شه کربلا چو الفت داشت	جایش گشت زان جناب امیر
فکر تاریخ رحلتش کردند	دست بر سر زنان صغیر و کبیر
ناگهان رونق از سپهر برین	شد ندا از رفت نزد شاه وزیر

از زبیر الدوله مدبر الملک منشی میر مظفر علیخان بهادر

بہادر جنگ اسیر تخلص شاگرد غلام ہمدانی مصحفی

رحلت خواجہ وزیر اہل جہان کو ہوی شاق — خاک بر سر ہوی اس غم سے صغیر اور کبیر

کی رقم کلک نے صفحے پہ یہ تاریخ وفات — خواجۂ عالم ارواح ہوی جان وزیر

از امیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

جناب خواجہ وزیر وحید عصر و زمان — بفن شعر و سخن بود بیمثال و نظیر

بلند فکرت و نازک خیال و رنگین طبع — زمین ملک سخن داشت یکقلم جاگیر

ہلال سال وفاتش شنید از رضوان — دو شنبہ نشین جنان باد پاک مقام وزیر

۱۲۷

از شیخ الٰہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

اوٹھا جہان سی استاد کامل یکتا — دل زمانہ ہوا مورد تعب صد حیف

یہ سال ہجری ہی ہجری یہیں لکھی عشقی — گیا وزیر بھی ناسخ کے پاس اب صد حیف

۱۲۷

ایضاً

شاعر بے نظیر خواجہ وزیر — در فن شعر بود بس یکتا

زین جہان رفت سوی گلشن خلد — آہ افسوس حیف واویلا

سال فوتش چو کردم استفسار — دوش در بزم اقدس شعرا

این صدا آمد از دل ہر عبد — رضی اللہ عنہ یوم جزا

۱۲۷

ایضاً

جنت کو ہوی راہی دنیا سی وزیر افسوس — اس غم سی دل اے عشقی کیوں چاک نہو جاے

لکھا عیسوی تاریخ اوس اعجاز بیان کی یہ ‏ ‏ ذیقعدہ شب جمعہ بیست و دوم ای ہای

از جناب مرزا اصغر علیخان صاحب دہلوی نسیم تخلص

خواجہ وزیر شاعر بیمثل روزگار ‏ ‏ جان داد و بر زبان ہمان رفت ہای ہای
در جوش غم نسیم بتاریخ فکر گشت ‏ ‏ تحریر شد سخنور کامل بمرد وای

از عبد اللہ خان صاحب مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

دوش بودم بفکر خود غمگین ‏ ‏ ہوش قایم نہ خاطرم برجا
شکوہ روزگار میکردم ‏ ‏ در حوادث نشستہ سرتاپا
کہ بناگاہ از سوی افلاک ‏ ‏ تا بگوشم رسید شور بکا
متحیر شدم کہ خیر شود ‏ ‏ این دگر غلغلہ چہ شد پیدا
کہ بسمعم ندای غیب آمد ‏ ‏ ہاے خواجہ وزیر واویلا
ہوش پرواز کرد از سر من ‏ ‏ غم دیگر گرفت جان مرا
گفتم ای دل ہزار افسوس ست ‏ ‏ کہ چنین کس گذشت از دنیا
شاعرے بود کز عمیم فیضش ‏ ‏ قطرہ میکرد دعوے دریا
بعد ناسخ نبود مانندش ‏ ‏ درمیان معاصرین یکتا
رخت ہستی ز دار فانی بست ‏ ‏ سفری شد بسوے شہر بقا
فکر کردم بسال رحلت او ‏ ‏ بمن ارشاد کرد طبع رسا
بر سر نعش او بگواے مہر ‏ ‏ پادشاہ سخن وزیر کجا

از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

چون مرد وزیر شہ اقلیم معانی	استاد زمان زمزمہ پرداز کہن فکر
تسلیم بسالش ہمہ بیدل شدہ افسوس	لطف و کرم و علم و عمل شعر و سخن فکر

از حکیم محمد ابراہیم صاحب حلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

حلیم آہ جس وقت خواجہ وزیر	گئے مہر گلگشت باغ النعیم
ہوا محشر آباد شیون سے گھر	گیا نالہ تا بام عرش عظیم
زمانے کے ارباب معنی کا دل	ہوا درد و اندوہ و غم سے دو نیم
سیہ پوش ہر نقطہ آیا نظر	بسان سویدائے قلب لئیم
کف دست افسوس صفحہ ہوا	بنا خامہ حیرت سے نبض سقیم
اوسی عالم یاس مین ہر سال	ہوی مائل فکر طبع سلیم
لکھا خامۂ زحمہ انگیز نے	ہوا گیا سخن یا الٰہی یتیم

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دہلوی

گئی دار فانی سے خواجہ وزیر	قیامت کا ہنگامہ برپا ہوا
لکھی مین نے تاریخ اشرف یہی	مزہ شعر کا ہای جاتا رہا

ایضاً

کرد از دنیا سفر خواجہ وزیر	شور ماتم رفت تا چرخ کہن
وای شد بیت معانی بیچراغ	گریہ ہا سر کرد شمع انجمن

گفت اشرف سال تاریخ وفات	اوج بیرون رفت از شعر و سخن

از کبیر الدین صاحب نشاط تخلص شاگرد عبد اللہ خان مہر

از وفات جناب خواجہ وزیر	دل من شد نشاط غم اندود
داشتم فکر سال رحلت او	ہاتف غیب ہم جلیسم بود
حرف با نقطہ را گرفت و گفت	حیف لطف سخن تمام نمود

از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر خواجہ صاحب مرحوم

قبلہ و کعبہ جناب والد استاد ہی	اس سرا سے ہو گئی راہی سو ملک بقا
تھی وزیر پادشاہ شاعران خاقانیین	انتظام ملک معنی اونکی دم تک ہو گیا
کیسی کیسی شفقتیں اونکی مجھی آتی ہین یاد	شاعری کیسی کہ لطف زندگی جاتا رہا
کی اسی غم مین جو مین نے فکر سال فوت کی	ہو کے بیدل روح محزون نے یہ دی مجکو صدا
لکھو یہ مصراع خامی کی طرح رو کر سفیر	گم ہوا نام آج بالکل ناسخ مرحوم کا

ایضاً

وزیر آج ملک عدم کو گئی	نہ کیونکر ہو اقلیم معنی تباہ
مجھی فکر تاریخ تھی ناگہان	ہوا غل مٹا نام ناسخ کا آہ

ایضاً

سیہات دنیا سی اوٹھی والد مری خواجہ وزیر	اونکی قدم سی اب بڑھی زیب شبستان جنان
ہی اشتعال سوز غم تاریخ یہ لکھا ہی سفیر	باد اجل سی گل ہوئی وہ شمع بزم شاعران

از جناب آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد قلق تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ہزار حیف اوٹھی اس جہان فانی سے	جناب قبلہ و کعبہ وزیر خوش اخلاق
قلق صنعت منقوط مین لکھ اب تاریخ	فصیح شاعر و استاد شہرۂ آفاق

از جناب میر محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شاہ ملک سخن جناب وزیر	کرد رحلت ز عالم ایجاد
سال فوتش نوشتم ای محسن	گشت دار عدم وزیر آباد

از میر محمد صاحب عرف میر محمدی سپہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

دنیا سے ای سپہر اوٹھے خواجہ وزیر	چھایا ہے دل پہ خلق کے ابر غم کثیر
خالق نے ہر طرح کے دیے تھے انھین کمال	بیشک تھی اس زمانے مین ذات انکی بے نظیر
کیا اپنے بخت بد کا کرون شکوہ مین حزین	دام الم مین طائر جان ہو گیا اسیر
جبسے سنا تھا مین نے یہ فسانۂ ملال	پڑتی تھے میرے سینے پہ ہر لحظہ غم کے تیر
تاریخ فوت لکھون یہ ہر دم خیال تھا	کنج الم مین طبع رسا تھی مری مشیر
ناگاہ مجکو ہاتف غیبی نے دی صدا	اچھی قریب شاہ شہیدان گئے وزیر

از حکیم میر انعام حسین صاحب مجنون تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

گئی جو ملک عدم کو وزیر شاہ سخن	زمین شعر و سخن ہو گئی خراب و تباہ
لکھا یہ خامۂ مجنون نے سال فوت انکا	شہ و وزیر و فقیر آہ سبکو ہے یہی راہ

شاگرد خواجه صاحب مرحوم

از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

بر در گلزار رضوان بہر سیر   بعد مردن رفت چون اول وزیر
ہاتف غیب از فلک نشتر بگفت   پیش شاه دین رسید اکمل وزیر ۱۲

از میر عباس صاحب عباس تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

رفت سوی گلشن جنت ازین ارفنا   شاعر بی مثل و ممتاز من خواجه وزیر
از حروف بانقط عباس این سال فوت گفت   حیف ای والا وقار استاد من خواجه وزیر ۱۲

از شیخ بہادر علی صاحب ایجاد تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

وردا جناب خواجه وزیر اوستاد من   بسپرد جان خویش بخلاق بی نظیر
تاریخ سال بہر مزار مقدسش   کلکم نوشت تربت پاکیزهٔ وزیر ۱۲

ایضاً

جناب اوستاد و قبلهٔ من   نموده کوچ زین دار جہان حیف
پی سال وفات آن یگانه   نوشتم مرد شاه شاعران حیف ۱۲

از شیخ قادر علی صاحب موجد تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

افسوس سوی شہر خموشان گئے وزیر   شہرت تھی اس زمانے مین اونکی بیان کی
اردو کی شعر کا تھا مزه اونکی دم تلک   باقی رہی نہ منزلت اب اس زبان کی
موجد نے سال ماتم استاد یون لکھا   لو شاعری تمام ہوی سب جہان کی ۱۲

از مرزا انظر علی بیگ صاحب خطا تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

رفت استاد زبردست از دہر	ذات او بود نظیر ناسخ
شد خطا سال وفاتش سقوط	خواجۂ عہد وزیر ناسخ ۱۲

از مرزا اصغر علی بیگ صاحب فقیر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جب گئی جنت کو خواجہ ای فقیر	کیا کہون دلکو ہوا صدمہ عجب
روح پر طاری غم استاد تھا	فرط غم سے ہوگیا مین جان بلب
فکر تاریخ اتنے مین پیدا ہوی	بٹ گئی کچھ کاہش رنج و تعب
دی یکایک مجکو ہاتف نے صدا	خالی کی بائیسوین جمعہ کی شب ۱۲

از مولوی جلال الدین صاحب جلال تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جناب خواجہ ہستی سی عدم کو ہو گئے راہی	گیا ہمراہ اونکی لطف سب رنگین بیانی کا
جلال تلخکام اب سال رحلت اسطرح لکھو	ہوا کافور عنقا یہ مزا شیرین زبانی کا ۱۲

از لالہ جواہر لعل صاحب جوہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

بکربلا شدہ مدفن جناب خواجہ وزیر	کہ بندگیش بود فخر شاعران کرام
صدا از روی دل آمد بسالش ای جوہر	بزم شاہ شہیدان گزید وزیر آرام ۱۲

ایضاً

پادشاہ شاعران خواجہ وزیر	در لحد چون کرد فکر خوابگاہ
گفت جوہر در غمش سال وفات	از شب آدینہ ذیقعدہ آہ ۱۲

از لالہ چھنیت رای صاحب زار تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

استاد میرے حضرت خواجہ وزیر آہ
راہی سوے بہشت ہوئے اس جہان سے

تڑپا الم سے وادی محشر لگی ہے تو
کیون دل کا داغ ہو نہ قیامت اب سنے

گردش ہزار بار جو کھاے فلک تو کیا
پیدا بشر نہ ہون گے کبھی اس کمال کے

درویش دوست صاحب ہمت کریم طبع
از بس ذکی خلیق تھے کل پسند تھے

الو العلم ہند شاعر بے مثل و بے بدل
واقف بہت رموز و نکات سخن سے تھے

تھا علم قافیہ مین بھی اس درجہ کمال
تھے تنگ قافیے شعراے زمانہ کے

کم سیکھے علوم کو ایسا کیا سہل
امکان کیا نظیر ہو کوئی کمال سے

آگاہ علم دین سی بھی شیدای اہل بیت
زاہد خدا پرست وحید زمانہ تھے

پوچھا جو زار سے بدل زار سال فوت
بولا سروش آہ آلی مالک سخن اوٹھے

ایضاً

پادشاہ شاعران خواجہ وزیر
رفت زین دار فنا سوی جنان

از پے سال وفاتش گفت زار
بلبل ہند بوستان شیرین زبان

از مولوی میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شہ کلام متین و رنگین بلیغ و فصیح [illegible]
علیم علم بیان و معنی برنگ فردوسی و نظامی

فروغ بزم سخن جناب کلیم ثانی جہان عالم
درین زمانہ وزیر بودہ عدیل سعد و نظیر جامی

حسن چو جستم سال فوتش بہ درد و رنج و ملال حیران
صدای ہاتف بمن رسیدہ آرام گرفتہ وزیر نامی

از عبد الصمد صاحب حزین تخلص شاگرد مولوی محمد حسن صاحب حسن

عالم علم بیان صاحب سیف و قلم	کشور نظم و بیان بود بزیر نگین
خواجه وزیر متین مالک ملک سخن	رفت ز دار فنا جانب خلد برین
سال وفاتش خرد گفت بصد درد دل	وای شہ شاعران بودہ وزیر ای حزین

از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

افسوس ہی کہ حضرت خواجہ وزیر آج	راہی سوی عدم ہوے دیکہو ہمین تعب
دنیا سی اوٹھہ گیا مزہ شعر و شاعری	طاری سخنوروں کی ہی دل پر الم عجب
اوستاد کے حقوق نہ مجہسی ادا ہوے	ہیہات دل کی دل مین ہین آرزوین سب
معجز جو شفقتین مجھے آتی ہین اونکی یاد	فرط غم و الم سے ہین ہوتا ہوں جان بلب
کرتا ہوں نالی پڑھہ کی یہ مصراع سال فوت	ویران ای وزیر ہی اقلیم شعر اب

از مولوی اشرف حسین خان صاحب اشرف تخلص اہین ضلع بنارس شاگرد معجز

رفت زین دار فنا خواجہ وزیر	بود بنیاد کلامش راسخ
گفت اشرف ز حروف منقوط	ہای بی شاگرد رشید ناسخ

از سید ہادی علی بیخود تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

استاد وقت بست چہ رخت سفر ز دہر	در چشم کاملان سخن شد جہان سیاہ
تاریخ فوت بیخود محزون رقم نمود	ہی ہی وزیر ناسخ مرحوم آہ آہ

از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد بیخود

راہی جنت ہوے خواجہ وزیر	تھی وہ سرخیل فصیحان زمن

لطف شعر و شاعری جاتا رہا — خار ہی نظم و نمین اپنے یہ چمن
بسکہ ماتم وار ہی جان حزین — خانۂ دل بن گیا بیت الحزن
نشتر سریان یہ غم ای ضبط آہ — مرغ دل ہر دم ہی اس سے نالہ زن
جن کے حرف بالفقط لکھہ سال فوت — آہ خالی ہو گیا ملک سخن

از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہزار حیف عجب اوستاد یکتا نے — سرای عالم فانی سے آج کوچ کیا
سن وفات لکھا خامۂ محمد نے — وزیر ملک معانی کا شبہ تھا واویلا

ایضاً

گذشتہ ہای صد حیف آہ ای افسوس واویلا — کہ یکتا بود لا مثل بہر ہر فن وزیر الوا
محمد سال مرگ او نبشتہ آہ آہ از دل — بملک جاودانی گشت سکہ زن وزیر الوا

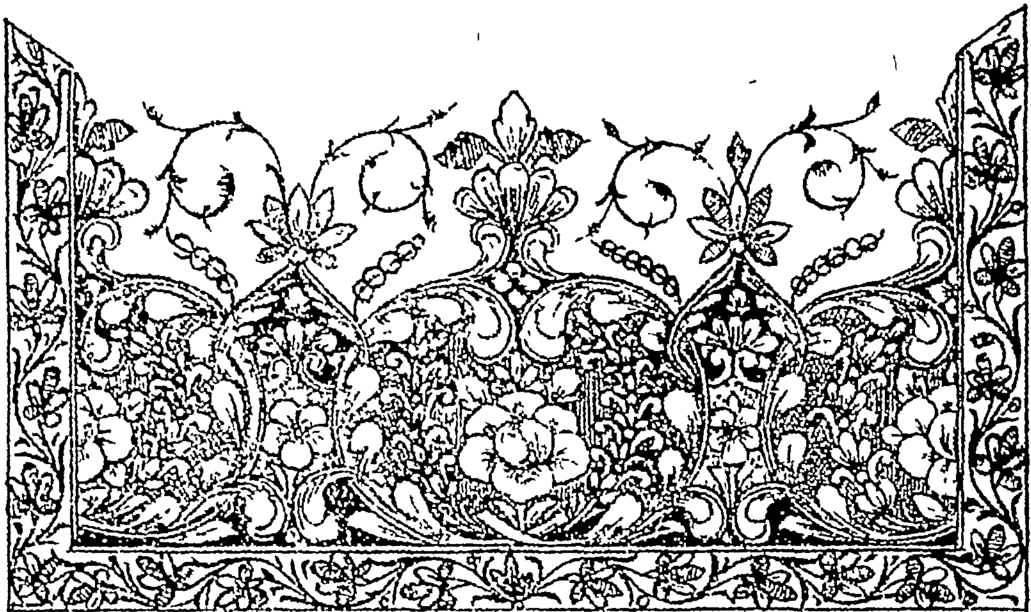
ایضاً

وزیر شہنشاہ اقلیم معنی — گئے یان سے ای وای سوی جنان جب
محمد مسیحی مین تاریخ لکھو — سخندان بے مثل کہیا اوٹھا اب

از عبد الرحیم خان صاحب سالہ دار رحیم تخلص شاگرد بیخود

چون ز دنیا کرد رحلت حضرت خواجہ وزیر — ہر یکی را صدمۂ جانکاہ شد از حد فزون
سال فوتش از دل پرید جان از بیدلی — گفت مرجع نیست جز انا الیہ راجعون

تمت



۱ | بسم اللہ الرحمن الرحیم | ب

ہوا شاہ دواوین نام بسم اللہ سی دیوان کا
سر دیوان پہ ہی الحمد للہ تاج قرآن کا

عوض مطلع کی کھینچو آئینی نقشہ روی جانان کا
بنی تا مطلع خورشید مطلع اپنی دیوان کا

زلیخا کیطرح کس شاہد پاک حسن نے جھانکا
ہر اک بیت روزن بنا ہی چشم یوسف سی زندان کا

نہین ابرو خط ہین جا بجا حسن روی جانان کا
عیان ہی تخت پہ پریونکی جھرمٹ مین سلیمان کا

ہوا جوبن فزون خط سی روی جانان کا
بڑھا ہی آبنوسی جدول سی حسن اور قرآن کا

حنائی ہاتھ کی تاثیر طرفہ رنگ لائی ہی
شجر تیرے نگین کا بنگیا ہی نخل مرجان کا

گلی سی حرف بالونکی نظر آتی ہین حیرت سی
عیان جوہر ہین شک آئینہ ہی جسم جانان کا

کریگا آتش افروزی چمن سو وا ای گیسو مین
دھوان بنکر ولائی کا نظارہ سنبلستان کا

دکھائی بی تکلف ہو کی منہ اوس جو طلعت نے
اوٹھا گھونگھٹ کہ دروازہ کھلا گلزار رضوان کا

بگڑ کر اوسنی چلمن سے جو ہمکو آنکھہ دکھلائی
غزال چشم پر دھوکا ہوا شیر نیستان کا

پری وش پڑھتی ہین کلمہ مرا ہین جو وہ دیوانہ
ہر اک داغ جنون مین ہی اثر مہر سلیمان کا

تری ہونٹونکی آگے رنگ حب اسکا نہین جمتا
تو کیا کیا جوش کھاتا ہی لہو لعل بدخشان کا

ہی حسن دو ہفتہ چار دنکی چاندنی ساقی
چھلک جاتا ہی بھرتی ہی پیالہ ماہ تابان کا

نہین ہی سرمے کا دنبالہ ای ترک آنکھہ مین تیری
پھریرا سر سے ہی یہ نشان فوج مژگان کا

ذقن مین دانہ خال سیہ دیکھا تو مین سمجھا
لطافت سے عیان ہی تخم یہ سیب زنخدان کا

وہ کیا ہین عجب میر یوسف دل گر پڑا جس مین
کبھی پانی نہ ٹوٹیگا تری چاہ زنخدان کا

جہان کو قتل کرتے ہین یہ مہر و جامہ زیبی
مگر تیغ ہلالی ہی ہلال انکے گریبان کا

رہا کرتا ہی وا اپنا دہان شکوہ فرقت مین
کوئی مرہم نہین جز وصل اس زخم نمایان کا

دکھایا اوس نے عارض قبر عاشق کی لگی کھدنے
سحر ہوتی ہی دروازہ کھلا شہر خموشان کا

بنینگے ڈول بہر بازی طفلان جسم گل کے
اثر باقی رہیگا الفت چاہ زنخدان کا

حلب کی صبح صادق کا گمان ہر اوسکی عارض پر
مسی پر لعل لب کی شبہہ ہی شام بدخشان کا

بہت کچھ ٹھوکریں پائی اسنی راہ خود فراموشی
دل گم گشتہ آپ ہی خضر ہی اپنے بیابان کا

گرا قطرہ پسینے کا جو اوس دست مخطط پر
تلی کا جنس جان کے ساتھہ یہ سیپارہ قرآن کا

ہوئی ہین جمع آنسو کہ رہی ہین شمع خیان کیا کیا
گمان ہی دامن مژگان پہ بازیگاہ طفلان کا

فلک سے ہی دریغ ای منعمو اپنا گدائی مین
بہت ہی بوریا خواہان نہین تخت سلیمان کا

دل دیوانہ کی چھینٹے جو زلفون مین بسر ہوگی
لقب ہو جائیگا صبح وطن شام غریبان کا

نہ پایا بوسہ لب اوس پری کا جب تو یہ سمجھا
لب لعلین پہ اوسکی یہ نہین ہی پان کا لاکھا
پہ پیرا اودو نے دی مٹی جو مجکو بعد مرنیکی

نہین انسان کی قسمت مین چشمۂ آب حیوان کا
نکل آیا ہی کہا کر جوش خون لعل بدخشان کا
کوئی تختہ لحد مین تھا مگر تخت سلیمان کا

۲
مسین بھیگین نہین ہین ای وزیر اوس آبرو کی
نمایان پشت لعل لب پہ ہی یہ عکس مژگان کا
۲۳

حیرت افزای جہان جسم مصفا ہو گیا
چار جوہر مل کے آگ آئینہ پیدا ہو گیا

پھٹ گیا دامان یوسف کیا ہی رسوا ہو گیا
کیون نہ سوزن سے کھکر دست زلیخا ہو گیا

اب کرامت کیجیی اب معجزے دکھلائیے
خضر خط رخسار یوسف لب مسیحا ہو گیا

ذکر آیا جب بھوونکا گرے ہم سر کی بھل
آیتین سجدے کی سنکر فرض سجدا ہو گیا

در پہ اوس خوش چشم کی جا بیٹھے ہین مثل فقیر
آہوونکو سایہ اپنا مرگ چھالا ہو گیا

خوب محشر کرکے برپا یار کو دکھلا دیا
آج اور فتار جانان کا رفردا ہو گیا

وای محرومی ندیکھا خواب مین بھی یار کو
میرے اوسکے درمیان غفلت کا پردا ہو گیا

سایۂ قامت بھی ہرجائی ہی کیا تیری طرح
سرو گلشن مین ہوا جنت مین طوبا ہو گیا

طوف کی حیلے ہین ہم بھی گھور نیکو جائینگے
گر سیہ پوشی سے کعبہ چشم لیلی ہو گیا

سلسلہ جنبان ہوئی گردش جو چشم یار کی
بنکی آہو سایہ اپنا دشت پیما ہو گیا

خود نما جب ہو گیا آئینہ سودای عشق
حلقہ زنجیر مجنون چشم لیلی ہو گیا

بنگیا محراب کعبہ کا پیالہ جام سے
مست ہین اللہ کی جو منہ سی نکلا ہو گیا

ہوگیا وحشی کہر دیکہی جو وہ موتی سی دانت
کیا سنایا کیا پڑھا یا ای چمن آرا انہین
جلوۂ محبوب مہوش دیکہ لے ہر رنگ مین
خاک مین ملجای وہ چشمہ نہ جسمین آب ہو
خلق کیا مصروف طوف کعبہ و بتخانہ ہو
خط مشکین سے تری ہی کسقدر لپٹا ہوا
وقت نظارہ معطر آنکہ کے پردے ہوے
کیا نمک ہی تجہ مین ای ساقی کہ پرتو سی ترے
سبزۂ عارض پر نہین نے وجا و روح روان
ہم بغل ہونگی ہی اب تو سراپا آرزو

بڑھ گئی گرد یتیمی وحشت پیدا ہوگیا
گوش گل بہرا دہان غنچہ گونگا ہوگیا
قیس کو آہو بہی چشم شوخ لیلی ہوگیا
پہوٹ جائے آنکہ اگر موقوف رونا ہوگیا
ہمسے گر پوچہو تو چکر مین زمانا ہوگیا
کیا مرے دل کا ورق خط کا لفافا ہوگیا
عطر نرگس تیری آنکہون کا پسینا ہوگیا
بادۂ انگور بہی ساغر مین سرکا ہوگیا
تو سراپا دل ہوا تو خط سویدا ہوگیا
ضعف سی قد جہک کے آغوش تمنا ہوگیا

۲
قبلۂ دنیا و دین مدفون ہوا ہی ای وزیر
شوق سے سجدہ کرون کعبہ مدینا ہوگیا
۲۲

جسم کیسا یان لباس جسم آدہا ہوگیا
جان جائیگی دریچہ اونکا تیغا ہوگیا
پی گئی آنسو جو خالی جام صہبا ہوگیا
چشم کم سی ہمنے دیکہا گہٹ کے قطرا ہوگیا
دانت پر اپنے لگا کر وہ نکلی لیتی ہو کیون

جامۂ تن گہٹ گیا ایسا کہ نیا ہوگیا
شوق نظارہ مین ہر دم طماچا ہوگیا
اب تو ساقی نام دریا نوش اپنا ہوگیا
ای حباب اب تو ترے کوزے مین دریا ہوگیا
آب گوہر مل کے گیا خنجر وہ آبا ہوگیا

سرخ عارض پہ تری ساقی جو نکلا خط سبز
ساغر زرین پہ گویا سبز مینا ہوگیا

سبزہ عارض پہ جو نکلا پھاڑ کر پھینکی نقاب
چاک چاک اس خط کے آتے ہی لفافا ہوگیا

دامن یوسف کا پھٹنا تھا ستم اے دست شوق
ٹکڑے ٹکڑے جامۂ صبر زلیخا ہوگیا

وان بھی جا پونہچے خریدارانِ حسن خود فروش
چاہ یوسف کے لیے دوکان سودا ہوگیا

اوس بت کافر کا زاہد نے بھی نام ایسا جپا
دانۂ تسبیح ہر اک رام دانا ہوگیا

کھا گیا مجھ ناتوان کو غم مری خوش چشم کا
ہو کے کاہیدہ ابھی آہو کا چارا ہوگیا

آتش رنگِ حنا سے دست نازک جل گیا
معجزہ ہاتھ آگیا لو دست موسیٰ ہوگیا

ہوگیا جامے سے باہر اپنے کپڑے پھاڑ کر
چاک پیراہن نکلجانے کو رستا ہوگیا

بل نکالا ہی مژہ کا اوس نگاہ گرم نے
آنچ سے تلوار کی کیا تیر سیدھا ہوگیا

دیکھنا ہم میکشون کی ساقیا دریا دلی
آنسوؤن سے بھر دیا خالی جو شیشا ہوگیا

میرے طالع کا ستارہ کسقدر گردش مین ہے
آسمان پہ چرخ پوجا کا تماشا ہوگیا

وای محرومی گلی پر میرے چلکر رہگیا
منہ ہوا خنجر کا میٹھا جب وہ کڑوا ہوگیا

ابتو رونیکی صدا گوش بتان تک جائیگی
اشک شور انگیز ناقوس کلیسا ہوگیا

بارھ کی ڈوریگا زنار اب گلی مین چاہیے
زخم پیشانی جبین پر اپنی قشقا ہوگیا

قطعہ

ذکر قمری سرو و شمشاد و صنوبر کرتی ہین
چرچے ہین عاشق کے یادِ حق کا حیلا ہوگیا

زیب دیتا ہی تماشا گاہ عالم گر کہون
جسطرف گذری ہے اک محو تماشا ہوگیا

غمزہ و انداز و ناز و کبر و مہر و لطف و حسن
سات یہ اور ایک تم آٹھون کا میلا ہوگیا

۴۴ — ولہ — ۴۳

گرمیان کہین اسقدر ہر عضو شعلہ ہوگیا
شبکو روشن یار کے بازو کا اگّا ہوگیا

خشک دریا ہوگئے موقوف رونا ہوگیا
خاک ہی پائی کہان جوڑا ہا چوکا ہوگیا

ہون موہ لاغر جب کہا اونکی کف رنگین ہاتھ
طائر رنگ حنا بھی رشتہ بر پا ہوگیا

کردیا تحریر اپنی بے صدا تقریر کو
مثل خامہ جو زبان پر آیا انشا ہوگیا

آفتاب داغ سودا کو جو دیکھا اوڑ گیا
جامۂ تن اچنبون شبنم کا کرتا ہوگیا

وا کیا جب یار نے آئی صدا مثل صریر
خط مرا شکل زبان خامہ گویا ہوگیا

بل بے شوخی دیکھتے ہین جب مرا قد دوتا
ہنسکے کہتی ہین بدن کیا انکا دوہرا ہوگیا

آنکھہ پر اک طفل کی اب اچنبون پڑنے لگی
ڈھیلی آنکھون کی چلے مجکو جو سودا ہوگیا

تم نہانے کیا گئے اوسکو ملا یا خاک مین
ریگ ماہی فرط بیتابی سے دریا ہوگیا

طوق قمری ہوکے بالیدہ بنا دیوار باغ
سرو کیا آغوش مین گلزار سارا ہوگیا

افعی مضمون حاسد سب قلم خوردہ ہوے
ہاتھہ مین خامہ عصای دست موسی ہوگیا

اپنی جامی سے اگر باہر ہون اب ممکن نہین
ضعف دامنگیر ہی تصویر دیبا ہوگیا

اونکی چلنے کی صفت لکھی تو ہل چل پڑ گئی
قاصد اپای قلم سے خط روانا ہوگیا

مژدہ ایساقی جنون خیز ابکی آئی ہی بہار
شیشۂ توبہ کو تجھر جام صہبا ہوگیا

دید کے قابل ہی اوکبک دری رفتار یار
ہر قدم نقش قدم چشم تماشا ہوگیا

کھینچ لایا حسن کو بھی عشق اپنی رنگ پر
ضعف سی مین زرد وہ سونی سے پیلا ہوگیا

می سے نکلا جام می اپنے لیے مثل حباب	دیکھ ساقی لطف حق پانی پیالا ہو گیا
ایک ہاتھ اک پاؤن سی ہی جسطرح رفتار کلک	چلتی پھرتے ہین سدا کو جسم آدھا ہو گیا
آینہ دیکھا تو اپنے خط پہ آنکھ اوسکی پڑی	کاغذی بادام اس خط کا لفافا ہو گیا
سنگ اسود کو لب فریاد سی جو پا اگر	ایسا چلایا کہ ناقوس کلیسا ہو گیا
بھر کے دیکھا جام ہمنے پی پیے خالی ہوا	فرقت ساقی مین ہنچورا پیالا ہو گیا
آب و خاک و باد و آتش جسم ہنگر کرد ہین	اس اکیلی جان پر کس کس کا بلوا ہو گیا

۵	کوئی مرتا تھا نہ اوسکی ترچھی نظرون پر نہ تیر یار گذرا دیکھے جب یہ تیر سیدھا ہو گیا	۲۳

تصور یہ ہا آنکھون مین اوس لیلی شمائل کا	کہ اپنی آنکھ کا پردہ بنا ہی پردہ محمل کا
دماغ ایسا ہی جانان تیری درپر اپنی سائل کا	موا ہون تو صدا دیتا نہین کاسہ مری گل کا
بدن مین میری جتنے زخم ہین پانی چراتی ہین	نپوچھو کسقدر پیاسا ہون آب تیغ قاتل کا
پنہایا یار کو بھی طوق منت کی ہمائی سے	فلک نے بار ہی نالہ اس لیا میری سلاسل کا
ادھر مینے تواضع کی ادھر تعظیم اوسنے کی	جھکائی مینے جب گردن تو اوٹھا ہاتھ قاتل کا
بہت جسنے اوٹھایا سر ہی نظرون سی قدر اوسکی	ندیکھا کوئی پروانہ چراغ ماہ کامل کا
کسیکی سنبل خط کے تصور مین جو پھرتا ہون	تو شکل خامہ نقش پا مین ہی عالم سلاسل کا
بنی ہی آہ منہ پھیرے ہوی تصویر بھی اوسکی	کھچا ہمسے رہا کرتا ہی کچھ نقشہ بھی قاتل کا
کسی موی کمر سے خاک ہوئی پر بھی الفت ہی	پڑا ہی بال از خود جب بنا کاسہ مری گل کا

گلا کاٹون مین اپنے ہاتھ سے پی مست قاتل
مری ناخن سے حل ہو جای عقدہ میری مشکل کا

کریہ مین کنارہ کرکے قسمت کچھ عجب شی ہی
لب دریا ذرا لب خشک رہنا دیکھیہ ساحل کا

جنون اب تنگ کیا ہون کہ پھرتا ہین گرد کر
کہین جاگے نہ پای خفتہ سنگر نل سلاسل کا

آتی ہی نکلی قطرون سے آواز آے گھنگرو کی
ٹھہر کے جاے تماشا دیکھکر وہ رقص بسمل کا

کبھی دل مین کبھی آنکھون مین جا دو ان حسینونکو
کہ راہ عشق کا ہی کام طی کرنا منازل کا

نکل جاتے ہین تڑپکر بیلیان سے حنائی کی
لہو بھر جای او قاتل اگر بھیجے نیم بسمل کا

جو اگرتے ہین سبزہ کھیت کا کشتون کی چوٹ
سمجھتا ہون مین یہ بھی اشارہ چشم قاتل کا

چڑھاتے دار پر منصور کے ہمراہ زاہد کو
تماشا دیکھنا منظور تھا گر حق و باطل کا

کسی کی آنکھ کے سرمے نے مجھکو مار ڈالا ہی
ندی آواز اگر ٹوٹی کوئی ساغر مری گل کا

زمین سے بھی نکل جاتی ہی مری پانو کی تیر سے
مجھے مشکل ہوا ہی ساتھ دینا اپنی منزل کا

خوشی آتی ہی جو راحت مجکو جس مین ہی بھی بچھے
جو تکیہ بھی ہو تو پر ہای مرغ نیم بسمل کا

سفر کرنا ستاں شکل سا پتھ مشکل نہین مجکو
کہ بس اک پانو کی لغزش ہی طی کرنا منازل کا

یہی تو جرم ہی جسکی سبب پامال رہتا ہی
حنا نے ذبح کرنے مین تھاما ہاتھ قاتل کا

٦	وزیر اب سینے مین دل کی عوض کیا درد رہتا ہی کہ رویا کرتے ہو پڑھ پڑھ کے تم دیوان بیدل کا	٢٦

نشانہ بعد مردن بھی رہا مین تیر قاتل کا
بنایا کرتے ہین ناوک فلک تو وہ مری گل کا

جو جیتے تھے تو روتے تھے ہوی مین خاک مرنے کے
ہمارا کالبد شاید فقط تھا آب و گل کا

فقیری مین بھی ایدل آسمان پہ ہو دماغ اپنا
گدائی بھی کرین تو لیکے کاسہ کامل کا

گل زخم بدنمین اب گل بازی کا عالم ہی
نکل جاتا ہی مضمون ہاتھ آکر زخم بسمل کا

ولائی یاد شیون پھر کسی گل کی تبسم نے
سکھایا خندہ گل نے ہمین نالہ عنادل کا

برای بازی طفلان ہی آسیا اکثر
وہ سرگشتہ ہون مرنے پر یہ نقشہ ہی گل کا

زبان تیغ او ظالم اگر کچھ حال بیان ہو
دہان زخم سے کہنے لگین ہم مدعا دل کا

غش آیا ہی ہمین بس دیکھتے ہی تیغ ابرو کو
ہماری منہ پہ اب چھینٹا دو آب تیغ قاتل کا

سراپا حال جوش گریہ ہی طوفان سا طوفان ہی
بندھی اس بحر مین مضمون بھلا کیا خاک ساحل کا

خیال عارض جانان مین باہم بسکہ نالان تھے
مہ و خورشید پردہ ہو کا ہوا مجکو جلاجل کا

اگر عقدہ سراپا ہی برنگ اشک کیا غم ہی
مری افتادگی کی ہاتھ حل ہوتا ہی مشکل کا

مری اشکون کے دریا کا کبھی جو شور سنتا ہی
برنگ موج زہرہ آب ہو جاتا ہی ساحل کا

بہن کر کفش نو یاریشہ آکر خوب سا رو ندی
مبارک ہو ہی دشمن تیر یا کہنا مری دل کا

ہی ریگ روان خاک اپنی او ڈھونڈھا کیے تجکو
نچھوٹا بعد مردن ہم سی طی کرنا منازل کا

یوہین ہم ساربانی غیرت لیلی کی کرتے ہین
نہین محمل تو مضمون باندھتی رہتے ہین محمل کا

اگر سیلاب اشکونکا ہی گاہون ہی ای وحشت
بنے گا صورت گرداب ہر حلقہ سلاسل کا

بجھاتی چاندنی مہتاب اور خورشید مشعل ہو
فلک قصاب بھی شاد ہیسی جبکہ لون نام اوسکی محفل کا

کسیکی جستجو مین بخت وا آنکھونمین آتی ہین
تلاش یوسف گم گشتہ مین ہر قافلہ دل کا

مری بدمست کی تلوار تو نکلی ہی پڑتی ہی
بطامری بھی دکھادی اب تڑپنا مرغ بسمل کا

ستارے جھڑتے ہیں جلنے میں اوسکی کفش زریں سے | قبا ہے آسمانی رخ میں عالم ماہ کامل کا
تو وہ یوسف لقا ای زہرہ وش ہے گر کبھی جھانکے | زیادہ چاہ کنعاں سے ہو رتبہ چاہ بابل کا
لگالوں طوق کو بس اب گلی سے مدعا سمجھا | نہیں بوجھ قدموں پر مرے گرنا سلاسل کا
جھکائے ہیں کنوئیں تونی فرشتے کے کہوں منہ پر | ترے چاہ ذقن نے منہ لکھایا چاہ بابل کا
کہے دیتے ہیں اسکو عرش کی زنجیر سے باندھو | فلک پہ ہے وہ باغ اندروں اپنی وحشت دل کا
مسلماں ہوں تو کعبے میں رکھوں سنگ اسود کو | تصور ساتھ ابرو کے کروں رخسار کے تل کا

۷	بنے گا نامہ بر زاغ کماں اب ای وزیر اپنا ہے خط میں وصف خال ابروے خمدار قاتل کا	۲۵

بس مردن بھی مشکل ہے پونہچنا یار تک دل کا | لحد ہے نام ملک عاشقی میں پہلی منزل کا
مہ نو سے کھنچا ہے صاف نقشہ تیغ قاتل کا | دکھا دی ای فلک تو بھی تڑپنا نیم بسمل کا
ہمری کلک فکرت نی سنائے نالہ مجنوں | کوئی مضمون جو وحشت میں لکھا لیلی کی محمل کا
تو وہ لیلی ہے گر پھرتا رہوں تیرے تصور میں | دکھائی آبلہ پاؤں کا میرے جلوہ محمل کا
مہ خورشید اگر پھرتے ہیں تو گردوں بھی پھرتا ہے | حسینوں کو نہیں دشوار طے کرنا منازل کا
کمال عشق میں راحت ہے وہ جو رنج ہوتا ہے | نہیں ہے زخم گردن پر یہ ہے احسان قاتل کا
پہنکر دھانی جوڑا کھیت میں کشتوں کی آ ظالم | ہرا ہو جائے پھر زخم کہن ہر ایک بسمل کا
انا لیلی میں کیا ہی لطف مجنوں ہے مزا ہمیں | تری آغوش میں عالم جو ہو آغوش محمل کا
خودی بھلا وہ بت دیکھے تماشے جب خدائی کے | دھرا رہتا ہے آگے ہاتھ آئینہ مرے دل کا

تری ہین منتظر گنتے ہین ہم اہد راتدن گھڑیان
اری کافر یہ ادنی پردہ ہی عقد انامل کا

کسی دن اوسکو افسون تصور کھینچ لائیگا
اوتاریگا یہی اک روز یہ شیشہ مری دل کا

چراغ ماہ لیکر رات بھر ڈھونڈھا کیا گردون
مین وہ پروانہ گم گشتہ ہون اوس شمع محفل کا

نظر سے میری گر ہمارا اونکی ہو گئین آنکھین
تصدق کے لیے کھچا اون وغل آنکھہ کی تل کا

مثال تیر مغز استخوان سینے سے نکلا ہی
تماشا دیکھا ابرو کمان بیتابی دل کا

کہان تھا آسمان کو دخل ایسا شیشہ بازی مین
اڑایا ڈھنگ اسنی بھی مری بیتابی دل کا

بنایا شمع کو پروانہ آکر اوسنی بھبوکے نے
ہی نقشہ شکل فانوس خیالی اہل محفل کا

سپر طاوس اوسکی تیغ جوہر دار کو سمجھا
دہان زخم سے سائل ہوا ہین تیغ قاتل کا

لگی تیغ و سپر باندھے پھرا کرتا تھا وہ ظالم
لڑکپن بھی تھا خالی ستم سے میری قاتل کا

نمک ایسا ہی اوسمین شور رہو وے چشمہ شیرین
پڑے گر عکس اوس فرہاد اوس شیرین شمائل کا

تری حسرت کے آگے کیا حقیقت ہی گناہونکی
خدایا رو برو حق کی کہان تب ہی باطل کا

پس از مردن بھی مین رہتا ہون نالان انکی ہاتھو سے
بجاتے ہین پپیہا مجنون لڑکے مری گل کا

بنائی گلہ مین شعر مین اب آشیان بلبل
سراپا گل کی ہی صورت ہی یعنی قافیہ گل کا

تمنا یہ رہی اوس بیوفا تک خط پہنچنے کی
کبوتر بعد مرنے کے بنا اکثر مری گل کا

قدم رکھتی ہین تب دشت جنون مین اپنے چلنے سے
پھرا دیتا ہی سر جب مجنون نالہ سلاسل کا

۸۰	فقیری مین وہ رتبہ آگیا پریان پاؤن پڑتی ہین یہ نقش بوریا اپنے لیے ہی نقش عامل کا	۲۴۳

گردم مشق خیال خط جانان ہوگا
پھر تو جو خط مین لکھونگا خط ریحان ہوگا

لب دہن خط کے نکلنے سے نمایان ہوگا
یہ وہ چشمہ ہے خضر سے بھی جو پنہان ہوگا

بعد مرنے کے مرے کوہی نہ گریان ہوگا
زلف جانان کا مگر حال پریشان ہوگا

تیرے ہاتھون مین پری تیغ و حنابند ان ہوگا
طائر رنگ حنا مرغ سلیمان ہوگا

حال پوچھو نہ مرے رونے کا بس جانے دو
ابھی رومال نچوڑونگا تو طوفان ہوگا

ہاتھ جو مین گے سبھی گبر و مسلمان میرے
ایک مین دست صنم ایک مین قرآن ہوگا

یار جائیگا اودھر دلسے اودھر صبر و قرار
صبح کے ساتھ مرا چاک گریبان ہوگا

اونسی تلوارین لگائین ہین مجھے ہنس ہنسکر
گل پژمردہ مری قبر پہ خندان ہوگا

اپنے دروازے کی زنجیر سے باندھے مرے ہاتھ
اپنے در کار نہ کوئی اوسے دربان ہوگا

چاند ہالے مین مجھے دنکو نظر آئے گا
میری آغوش مین جب وہ مہ تابان ہوگا

شاد ہونگا جب مجھے قتل کریگا ظالم
دہن زخم بھی رشک گل خندان ہوگا

ہوگا بیدار وہین سبزۂ خوابیدۂ قبر
میرا لاشہ جو لب گور سے نالان ہوگا

رکھیگا منہ پہ جو آنچل وہ پری رقص کے وقت
شعلۂ حسن چراغ تہ دامان ہوگا

ہون وہ بلبل اثر نغمۂ رنگین سے مرے
رقص مین صورت طاؤس گلستان ہوگا

اور بھی قاتل عالم یہ مرے کی خلقت
کبھی تلوار کے مانند جو عریان ہوگا

ہون مین شاعر نہ تلین گے مرے اعمال زبون
آب موزون یہ مرا خرمن عصیان ہوگا

پاؤن سو جائین گے تو خواب مین دیکھین گے اوسے
نہ فراموش کبھی کوچۂ جانان ہوگا

ہڈیان میری بنی سی جو ہین نکلی آتین
گرسنہ آج مقرر سگِ جانان ہوگا

چاک ہر روز جو ہوتا ہی گریبانِ سحر
کوی اوسیمین بھی مرا تار گریبان ہوگا

مستعدِ قتل یہ تو ہوگا تو مین مرنے پر
خط جو گردون پہ کھینچے گا خطِ فرمان ہوگا

ہم وہ گریان ہین تلین گے جو ہمارے اعمال
چشم پر آب ہر اک پلۂ میزان ہوگا

بس ولا پہلے ہی سے ترک سخن کر دیجے
کوچ آخر تو سوے ملک خموشان ہوگا

۹	ہوکے مایوس سگِ یار پھرے گا جو فریہ استخوان میری ہما کھاکے پشیمان ہوگا	۲۴

کبھی خورشید نہ افلاک مین پنہان ہوگا
لاکھ پردون مین جو تو ہوگا نمایان ہوگا

تیرے آنے کا یہ ڈرا می شب ہجران ہوگا
سایہ دیوار کا گھر مین مرے پنہان ہوگا

کبھی جنت کے نہ دروازے پہ غلمان ہوگا
ہان جو ہوگا تو در دوست کا دربان ہوگا

درمیان ہوگا جو رخ زلفو نسی ہو جایگی صلح
صاف ہو جاینگے گر بیچ مین قرآن ہوگا

ہون وہ بیکس مرے لاشے پہ نہ روئیگا کوی
زخم تن بھی نہ مرے حال پہ گریان ہوگا

گر پڑا اشک مری آنکھ سے پڑتا بانہ
اب جو دریا مین گہر ہوگا وہ غلطان ہوگا

الصنم رات جو چھوٹی ہو تو دن بڑھ جائے
زلف کوتاہ جو ہی حسن دوچندان ہوگا

آزمالیجیو تلوار لگا کر قاتل
ہون وہ گریان کہ مرا زخم نہ خندان ہوگا

یاد ہی کل کی نصیحت مجھے ہنسنا نہین خوب
روونگا مین جو مرا زخم بھی خندان ہوگا

تیغ ابرو کا جو اک بال بھی کھلا ہی گا یا
مورچہ چھوڑ کے تلوار گریزان ہوگا

ہوگی ابرو جو لگے گی مرے ماتھے پہ تیغ
آنکھ پہ تیر لگے گا تو وہ مژگان ہوگا

یار پیشانی و ابرو پہ چھنے گا افشان
آج محراب عبادت مین چراغان ہوگا

یونہین گر زلفون نے تری کین بلائین نازل
ای پری تجھسے ترا سایہ گریزان ہوگا

آؤگے اپنے اسیرون کی خبر کو تم اگر
شکل آغوش ابھی وا در زندان ہوگا

روز اک داغ مرے دلکو جو دینگے گلرو
رفتہ رفتہ یہ مرا غنچہ گلستان ہوگا

ہوگی قاتل کو نہ تکلیف نمک افشانی
شور بختی سے ہر اک زخم نمکدان ہوگا

آہ سے عرش کی زنجیر ہلا دینگے ہم
یونہین گر جوش جنون سلسلہ جنبان ہوگا

آستین سے ہوی باہر جو مری دست جنون
ٹکڑے ٹکڑے ابھی دامان بیابان ہوگا

یاد مین اوس کف رنگین کی جو مانگونگا دعا
اوٹھتے ہی دست دعا پنجۂ مرجان ہوگا

یونہین ہوگا جو ہجوم نگہ مشتاقان
دیکھنا بند کسی دن در جانان ہوگا

تول لیگی اوسی نظرون مین لا رحمت حق
خرمن جرم نہ شرمندۂ میزان ہوگا

رنج سے رنج دیے یار کے دربانون نے
گذرے فردوس سے گر ہم ان بھی دربان ہوگا

استخوان تن سے نکل آئین گی بہر تعظیم
جبکہ عازم مری جانب سگ جانان ہوگا

۱۰	اوس پری کو جو خط شوق لکھونگا مین وزیر نامہ بر آکے مرا مرغ سلیمان ہوگا	۲۵

آیا وہ ماہ لاؤ پیالہ شراب کا
مہتاب کے ہو ساتھ طلوع آفتاب کا

کیا یاد وہ ہی یہ کسی بزم خراب کا
اولٹا پڑا ہوا ہی جو ساغر حباب کا

پرتو سی رخ کی چاندنی ہی سطح آب کا
ہی رشک ماہتاب ستارہ حباب کا

رونے کا جبکہ حال کہا مینہ برس گیا
بجلی گری جو ذکر کیا اضطراب کا

پوچھے جو وہ دہن کی کہو نہین کمر کی بات
کیا ہی جواب دون سخن لاجواب کا

اب عندلیب جا سے کبوتر ہو نامہ بر
نامے مین ہمنے عطر ملا ہی گلاب کا

نام جواب نامہ سنا جان آگئی
بعد فنا جو دھیان تھا خط کے جواب کا

اپنے گناہ آنہین سکتے حساب مین
زاہد کو خوف چاہیے روز حساب کا

اوس گل پہ ہو گئے ہین کبوتر بھی عندلیب
قاصد نکر مجھے متوقع جواب کا

چھٹکی ہی چاندنی جو مرے سیل اشک سے
جلوہ ہی چشم تر مین ہر کس ماہتاب کا

زلفین تو سر چڑھی ہین تری [illegible] کرین
موئے کمر کو کیا ہی سبب پیچتاب کا

جز سوز غم جگر مجھے پہلو مین کون [illegible]
اشک چکیدہ ہون کسی چشم کباب کا

کیا دل جلے نکلے زخم کے انگور سے [illegible]
ساقی شراب مین جو مزہ ہی کباب کا

جلنے مین نازکی سے غش آیا جو [illegible]
چھینٹا دیا پسینے نے رخ پر گلاب کا

ابسکو روز شوق سے ای توسن [illegible]
عالم ہلال مین ہی کسی کے رکاب کا

منظور ہی کہ رنج مجھے ہو جہان کو عیش
توڑون عوض مین پھول کے کانٹا گلاب کا

کہتا ہی وہ چھڑک کے نمک زخم پر مرے
ہنگام صبح پھول کھلا ہی گلاب کا

نامہ نکل گیا دم تحریر ہاتھ سے
مضمون جب مین لکھنے لگا اضطراب کا

قالب تہی کیا ہی جو پابوس یار کو
[illegible] لیا ہی یہ ہمنے رکاب کا

بزم جہان مین ہی کوئی دم یہ مے سرور
ہی ساغر نشاط پیالہ حباب کا

مجھسے کسیکی دل شکنی ہو نہ عندلیب
توڑون کبھی نہ پھول چمن مین گلاب کا

دریا مین کسنے خندۂ دندان نما کیا
لبریز موتیون سے ہی ساغر حباب کا

یوسف کی اور یار کی تصویر کیا ملے
وہ ہی ورق غلام کا یہ آفتاب کا

وہ رشک مہر جاے جدھر منہ ادھر پھرے
عالم ہوا ہی مجمین گل آفتاب کا

١١
کافر ہوا ہون پیکی سے عشق بت وزیر
زنار مجھکو چاہیے موج شراب کا
١٥

اوس مہ کے منہ لگا ہی پیالہ شراب کا
ہی آج آسمان پہ دماغ آفتاب کا

تارے نمود ہون جو غروب آفتاب ہو
آنسو بہین تھی جو ہو ساغر شراب کا

دریا بہت پھرا ہی مرے ساتھ دشت مین
ہی اس سے اسکی یاد مین چھالا حباب کا

مکتب مین غم کے حفظ کیا آہ کا سبق
رہتا ہی یان زبان پہ مطلب کتاب کا

زاہد حرام مے کو نہ کہنا وگرنہ مین
جنت مین چھین لونگا پیالہ شراب کا

میخانہ یاد ساقی کوثر سے خلد ہی
ای میکشو حلال ہی پینا شراب کا

اوس مہ کا جی پھرا ہی جو دریا کی سیر سے
گردش مین اندنون ہی ستارہ حباب کا

ثانی تمھاری مصحف رخ کا ہو کیا کوئی
ممکن نہین جواب خدا کی کتاب کا

پانی چوائی کب وہ مرے منہ مین مرتے دم
صرفہ کرے گی سے جو خنجر کی آب کا

چہرے سے آفتاب قیامت مراد ہی
داماں حشر نام ہی اوسکی نقاب کا

غفلت مین بھی کھلا نہ مرا راز دل کبھی	آیا جو غش گمان ہوا اسکو خواب کا
صحرا مین پاؤن پڑتے مجھے خار رکھتے ہین	ہی سبکے دلمین گھر ترے خانہ خراب کا
وان سے اوٹھے تو منزل اوّل ہی گور کی	ہی قصد کوے یار مین اب پا تراب کا
سیراب کر مجھے ترے خنجر مین آب ہی	گر ہو سکے تو کام بڑا ہی ثواب کا

١٢	بیطرح بجلی آج چمکتی ہی اے وزیر شاید کہین ہی ذکر مرے اضطراب کا	٢٢

کب دی ہین وہ بھر کے پیالہ شراب کا	اوٹھے نہ جسکے ہاتھ سے ساغر حباب کا
فرقت مین تیری مجھسے پھرا دل شراب کا	مُنہ اسطرف کبھی نہوا آفتاب کا
پر لو پڑا ہی کس ورد ندانکی آب کا	آب گہر سے بھر گیا ساغر حباب کا
یہ رو دن ہین فلک سے ملے سطح آب کا	پونہچا وان آسمان پہ ستارہ حباب کا
موجونکی طرح نامے سو سطرین یہ وان ہوئین	قاصد روانہ ہمنے کیا اضطراب کا
ریگ روان سے کیا ہی مرا کالبد بنا	یارب یہ کیا سبب ہی مرے اضطراب کا
یان ہی صریر کلک مین آواز عندلیب	کاغذ ہی اشک سرخ سے تختہ گلاب کا
اے شہسوار یان بھی قدم رنجہ کیجیو	ہی حلقہ ہاے چشم مین عالم رکاب کا
حرف سخن ہین صورت خط زیر لب عیان	ادنی یہ وصف ہی دہن لاجواب کا
گھڑیان ہین گنتی کٹتی ہین وہ عدو کی آتین آہ	ہر شب یہان عذاب ہی روز حساب کا
لوگون نے چاندنی اوسے مشہور کر دیا	دیکھا جو تجھکو رنگ اوڑا ماہتاب کا

ہر اک دہان زخم سے گویا ہون مثل نے		کیا منہ لگا ہون دیکھیے دینا جواب کا
اے مست ناز روے خط جام دیکھکر		آتا ہے درمیان نشہ مین خط کے جواب کا
ہنستا تھا میری بزم مین ہر ایک غنچہ لب		کیا کھل رہا تھا رات کو تختہ گلاب کا
ہمراہ دل جلون کے تہو بیکسی رہے		ہوتا ہے ساتھہ خوب شراب و کباب کا
لڑکے جدا ہین گرد مرے بلبلین جدا		ہر سنگ غم سے پھول بنا ہے گلاب کا
اوس شہسوار کا ہے دماغ آسمان پر		کھینچا ہے جو ہلال نے نقشہ رکاب کا
ریگ روان کیطرح نہین خاک کو قرار		عالم وہی ہے بعد فنا اضطراب کا
جانے لگا جو بزم سے وہ شہسوار حسین	قطعہ	دریا روان ہوا مری چشم پر آب کا
مانند موج اسپ نے جب کی شناوری		حلقہ بھنور کا بنگیا حلقہ رکاب کا
کیا نازکی ہے نیلوفری گل سے ہونٹھ ہون		منہ سے لگائے یار جو ساغر حباب کا

۱۳	تعداد جرم کم تری رحمت ہے بیحساب کچھ غم نہین وزیر کو روز حساب کا	۱۸

بزم صنم مین رات تھا چرچا شراب کا		روشن ہوا تھا شبکو چراغ آفتاب کا
آیا خیال رونے پہ چشم پر آب کا		آنسو کے پوچھنے کو ہو دامن سحاب کا
بیجا نہین حجاب مرے ماہتاب کا		دیکھا ہے منہ کسی نے کہان آفتاب کا
چہرے سے میرے پوچھیے جو تو شکر گرم کو		اے برق جلکے خاک ہوا من سحاب کا
آئیگا کوئی دم کے لیے یار ساقیا		ہو محفل شراب مین ساغر حباب کا

مجنون کی آج حال پہ ہم رونے جائینگے
استادہ ہوگا نجد مین خیمہ سحاب کا

میخانہ چشم مست ہی اور گوش جام ہین
ساقی گلوے صاف ہی شیشہ شراب کا

آتا نہین نظر مسی آلودہ وہ دہن
گویا کہ ہی وہ خال رخ آفتاب کا

ایسا جلا ہی گردنِ ساقی کو دیکھکر
محفل مین شمع بنگیا شیشہ شراب کا

لکھا ہی سوزِ دل پر پروانہ ہین ورق
شیرازہ تارِ شمع سے باندھو کتاب کا

آتا ہی غش ترے دُرِ دندان کو دیکھکر
چھینٹا تو ہمکو دیجیو موتی کی آب کا

گردشمین زیر ابروِ پر خم ہی چشم مست
محراب مین بھی دور رہی جام شراب کا

وہ بادہ کش ہون کھون جو مین دشت مین قدم
ہر گرد باد دور ہو جام شراب کا

میری طرح وہ غیر سے بھی آنکھ پھیر لے
ہون منتظر زمانے کی اس انقلاب کا

زنار موجین بن گئین ناقوس ہین حباب
ای بت کیا ہی تونے جو نظارہ آب کا

کوئی صنم مین شوق ہی میخواریان کرون
فردوس مین حلال ہی پینا شراب کا

کہتا ہی آب تیغ سے سیراب کرکے شوخ
پانی پلانا کام بڑا ہی ثواب کا

۱۴ گردش پہ چشم مست کی دل پس گیا وزیر
ٹوٹا ہی دورِ جام سے شیشہ شراب کا ۱۵

آج ہمنے لبِ جانان دیکھا
ای خضر چشمۂ حیوان دیکھا

روز افزون ہی ترا حسن اے ماہ
ایک ہفتے مین دو چندان دیکھا

کہا آئینہ قدِ آدم ہی
جب سراپا مجھے حیران دیکھا

مین وہ بلبل ہون تصور پیشہ / آنکھ کی بند گلستان دیکھا
دیکھکر پریون کے ہوش اڑتے ہین / تجسا کوئی نہین انسان دیکھا
پہلے ہی مر گئے ہم خوب ہوا / نہ غم رحلت یاران دیکھا
لمبے لمبے ترے بال آگئے یاد / جبکہ طول شب ہجران دیکھا
کی نگہ چشم فنا سے جسدم / اپنے گھر آپکو مہمان دیکھا
بادشاہی کی تمنا نہی / جب سوگور غریبان دیکھا
ہون وہ بلبل کہ قفس ہی مین رہا / خواب مین بھی نہ گلستان دیکھا
یاد دندان مین ہر کیا دل بیتاب / ہمنے گوہر کو بھی غلطان دیکھا
تجسے ای صبح وطن ہو کے جدا / صدمہ شام غریبان دیکھا
ایک ہی جھٹکے مین ای دست جنون / پاس دامن کے گریبان دیکھا
اپنے جامے سے ہوا وہ باہر / جسنے تجکو کبھی عریان دیکھا

۱۵	گر پڑی بجلی جو ہم تڑپے وزیر روئے تو ابر کو گریان دیکھا ۔	۲۱

میکشی مین ہمسے آزردہ جو دلبر ہو گیا / گردش ایام ساقی دور ساغر ہو گیا
جلوہ گاہ زلف وہ روی منور ہو گیا / کفر اور اسلام کا رتبہ برابر ہو گیا
طوق آہن خون سے اک حلقۂ زر ہو گیا / سنگ طفلان مجکو پارس کے برابر ہو گیا
غنچۂ لب کے اثر سے کیا معطر ہو گیا / بنگیا پانی گلاب اور پھول ساغر ہو گیا

معجزے ہوتے ہین تجھسے ہر قدم ای سرو قد
جاتے جاتے باغ تک سایہ صنوبر ہوگیا

غیر عریانی بھلا کیا چاہیے جامے مجھے
ای جنون مین اپنے ہی جامے سی باہر ہوگیا

خندۂ دندان نما کرتا رہے آجائین نظر
شب ہوئی زلف سیہ رخ ماہ انور ہوگیا

تیغ قاتل کا نہین احسان سر پر شکر ہے
یان گریبان ہجر مین گردن پہ خنجر ہوگیا

نالۂ دل صور ہی خورشید محشر داغ ہے
صاف اب روز جدائی روز محشر ہوگیا

تیرے کوچے کا جو رونا یاد آیا خلد مین
مثل آب تیغ مجکو آب کوثر ہوگیا

ابروے خم گشتہ کشتی چہرہ ہے دریای حسن
کھل گیا جب گیسو پر پیچ لنگر ہوگیا

جو گیا قاصد نہ آیا اوسپہ عاشق ہو رہا
فاختہ اوس سرو کا ہر اک کبوتر ہوگیا

لکھکے خط ایسا مین رویا کے پہنچا یار تک
نامہ بر سیلاب اشک دیدۂ تر ہوگیا

خاک ہو جانے پہ بھی مجھ مست کو ہی مے سے کام
بعد مردن جام صہبا کاسۂ سر ہوگیا

لکھی دیوان مین جو اوس نے مخطط کی صفت
صفحۂ آئینہ بنا ہر حرف جوہر ہوگیا

خط کو چھاتی سے لگا کر گیا مین شوق مین
قاتل عالم کا نامہ مجکو خنجر ہوگیا

گردن مینا ہی جب شاخ گل کو چھو لیا
گل کو چشم مست سے دیکھا تو ساغر ہوگیا

عالم سودا مین جب آیا ترے رخ کا خیال
سینہ داغ جنون خورشید محشر ہوگیا

لکھ گیا جس سطر مین تیرے دردندان کا وصف
دائرہ ہر اک صدف ہر نقطہ گوہر ہوگیا

اوس سراپا نور کے صدقے مین جو طائر چھٹا
ہاتھ سے چھٹتے ہی وہ مرغ منور ہوگیا

پاؤن پڑنے سے مرے ایذا ہوی ایسی وزیر

۱۶	خار یا اوس گل کو میرا جسم لاغر ہو گیا	۱۸
کب چھپے گا چاند سا مکھڑا عیاں ہو جائیگا		یار کے دالان کا پردہ کتان ہو جائیگا
جسطرف نکلا ہجوم عاشقان ہو جائیگا		ساتھ اوس یوسف لقا کی کاروان ہو جائیگا
یار سے رہتی ہین باتین پر نظر آتا نہین		دیکھنا اب آنکھ سے بہتر دہان ہو جائیگا
ہمصفیرو ہوگی جو رہا باغبانسے تب نجات		جب سپند آتش گل آشیان ہو جائیگا
چٹکیون مین تو اوڑا دینا نہ اے دست ستم		طائر رنگ حنا بے آشیان ہو جائیگا
جب خفا ہوتا ہے تو یون دلکو سمجھاتا ہون مین		آج ہے نامہربان کل مہربان ہو جائیگا
آگیا جسدن ہمارے گرد باد آہ مین		خیمہ افتادہ تو اہی آسمان ہو جائیگا
گر زمین سے ہو گیا دود دل سوزان بلند		آسمان اک اور زیر آسمان ہو جائیگا
چل کے جو تمنے تہ و بالا زمین کو کر دیا		آنکھ پھیرو انقلاب آسمان ہو جائیگا
استخوان کوئی بچا گر اوس ہماسے تیر سے		وہ پسند خاطر زاغ کمان ہو جائیگا
پھر کے میرے ساتھ لطف اوٹھایا دشت پیمائیگا		اب جو ہین ٹھہرا ابھی تو سایہ روان ہو جائیگا
وصف روی یار کرنے کو بنی گا ماہ نو		اک مہینے مین مہ تابان زبان ہو جائیگا
لطف از خود رفتگی گر دیکھنا منظور ہے		منہ دکھا دو آئینہ آب روان ہو جائیگا
یاد زلف شعلہ وش مین شبکو گر روشن ہوی		اوٹھتی اوٹھتی شمع کا شعلہ دھوان ہو جائیگا
ہر رگ و پے مین سمائی ہو تمھین کھینچو نہ تیغ		امتحان میرا تمھارا امتحان ہو جائیگا
ہو گا اک پہلو دل پر داغ اک پہلو وہ گل		یان ہر اک پہلو گلستان بوستان ہو جائیگا

کب سیہ کاری سے آؤنگا فرشتوں کو نظر   شمع روشن گر نہ میرا استخوان ہو جایگا

۱۷ یاد گیسو کی رولائے گی چمن میں اے وزیر
سنبلستان میری آنکھوں کو دھوان ہو جایگا ۱۴

کب خبر تھی انقلاب آسمان ہو جایگا   دوست کا ملنا نصیب دشمنان ہو جایگا
سوز غم سے شمع روشن استخوان ہو جایگا   جا ہی سبزہ میرے مدفن پر دھوان ہو جایگا
خاک میری لے اڑا اوس سرو قد کی طرف   باد کا جھونکا مجھے تخت روان ہو جایگا
دیکھکر اوس سرو کو گلشن میں بولا باغبان   اس شجر میں مرغ دل کا آشیان ہو جایگا
مہربان ہو مجھ پہ نامہربانی سے تری   دوست تو ہوگا تو دشمن آسمان ہو جایگا
تو گیا تو باغ ویران ہوگا اے شمشاد قد   ہر شجر بیتاب ہو ہو کر روان ہو جایگا
یار ہے نازک مزاج اور میں ہوں غمگین کیا کہوں   مطلب دل لب تلک آ کر فغان ہو جایگا
ڈر ہے ابکی بار آج قاتل سے نہو قطع سخن   ٹانکے لگ کر زخم میرا بے دہان ہو جایگا
گر پڑا قاصد سے تو لیگا سگ جانان اوٹھا   میرے نامے پر گمان استخوان ہو جایگا
خواب میں بھی اوسکو دیکھونگا نہ میں فرقت نصیب   پردۂ غفلت یقین ہے درمیان ہو جایگا
نکلے مستی وہ جائے گا گھونٹا پان کا   آگ لگ جائیگی بعد اول دھوان ہو جایگا
صادقوں سے وعدۂ دیدار اگر چھوٹا لیا   صبح کاذب کا تری رخ پر گمان ہو جایگا
باتون ہی باتون میں بڑھ جائیگا قصہ عشق کا   یہ سخن ہو کر مکرر داستان ہو جایگا

کعبے سے بتخانے کو جاؤنگا اوس دم اے وزیر

۱۸	مجھ مین اوس بت مین خدا جب درمیان ہوجای گا	۱۳

رخ سے سر کی زلف ہوتش ماہ انور اوڑ گیا
کھل گئے ہنسنے مین دندان تنگ اختر اوڑ گیا

پر بنایا شوق کی مضمون نے ہر اک سطر کو
خود بخود نامہ مرا مثل کبوتر اوڑ گیا

دست قاتل کو نہ دے تکلیف شوق قتل مین
سایۂ شمشیر پڑتے ہی مرا سر اوڑ گیا

ای دل بیتاب تا کی ذلتین کھتا ہی یار
گھر مین کیون آتا ہی میرے کیا ترا گھر اوڑ گیا

کب توانائی سے ہوتا جو ہوا یان ضعف سے
کوی جانا نکو ہوا سے جسم لاغر اوڑ گیا

ہون مین وہ بیتاب کہ دیتی ہی مری تاریخ فوت
مضطرب ہو کر مری چھاتی کا پتھر اوڑ گیا

کچھ سبکبارونکو ہرگز احتیاج پر نہین
طائر رنگ حنا ہاتھون سے بے پر اوڑ گیا

انسوون کی ساتھ دم نکلا مرا آنکھونکی راہ
مرغ جان وحشی تھا آخر راہ پا کر اوڑ گیا

کر دیا حیران صفای رخ نے صفای آئینے کو
خط نے وہ دکھلائے جوہر رنگ جوہر اوڑ گیا

خط کا مضمون ہاتھ آیا تھا نہ بندش ہو سکا
طرفہ اک طوطی مرے قابو مین آکر اوڑ گیا

کسکی روی حیرت افزا کا ہی آنکھونکو خیال
شکل آئینہ جو خواب دیدۂ تر اوڑ گیا

سینہ و دلکی جدائی کا سبب پوچھین نہ آپ
کیا بتاؤن آگ سے سیماب کیونکر اوڑ گیا

۱۹	بے سبب کب جلوۂ برق طپان ہی ای وزیر کیا دل بیتاب تیرا آسمان پر اوڑ گیا	۱۸

سر مرا کاٹ کے پچھتاییے گا
کسکی پھر جھوٹی قسم کھاییے گا

تھام لون دل کو ذرا ہاتون سے
ابھی پہلو سے نہ اوٹھ جاییے گا

کہیے یاران عدم کیا گذری
کچھ لب گور سے فرمائیے گا

یوسف حسن اگر گم ہوگا
آپ یعقوب نظر آئیے گا

کرکے اثبات دہن کیجیے وصف
دیکھیے منہ کی ابھی کھائیے گا

کم بھی دینے مین بہت فائدہ ہی
بوسہ اک دیجیے دس پائیے گا

خط یہ خط لکھیے گا اہی شاہ سوا
گھوڑے کاغذ کے بھی دوڑائیے گا

مردم چشم سے آتے جو حجاب
آنکھ کے پردے مین چھپ جائیے گا

کیا گریبان نے گلا گھونٹا ہی
ادھر ای دست جنون آئیے گا

کہکے پاؤن سے چلے یار کے گھر
ہم جو اوٹھنے لگین سو جائیے گا

کہکے یہ تم ہو بڑے ہرجائی
دربدر کیا مجھے پھروائیے گا

کیون بناوٹ سے اجی روتے ہین آپ
جھوٹے موتی کسے دکھلائیے گا

جام ساقی سے جو مانگا تو کہا
بھرکے اشک آنکھ مین پی جائیے گا

مصحف رخ کی قسم یین ہی مزا
ہمسے قرآن یہ اوٹھوائیے گا

خط غلامی کا نہین ای یوسف
خط جو نکلا ہی نہ شرمائیے گا

ہنے یوسف جو کہا کیون بکڑے
مول لیگا کوئی بک جائیے گا

حضرت کعبہ جو بن جائیے عرش
دل کی وسعت نہ کبھی پائیے گا

۲۰ ہم بھی آنکلین گے مسجد مین وزیر
خشت خم لیکے جو بٹھوائیے گا ۱۴

مثل خورشید ہی ای گل یہ تن سرخ ترا — کیون نہو رشک شفق پیرہن سرخ ترا

رنگ بلبوس تو چھونے سے اوڑا جاتا ہی — تاب آغوش کی کیا لائے تن سرخ ترا

خط سے زائل نکبھی ہو رخ گلگونکی بہار — رہے سرسبز ہمیشہ چمن سرخ ترا

جلوۂ شبنم و گل جب شب مین دیکھا — یاد آیا عرق آلود تن سرخ ترا

ہی صفائی کی سبب عکس مسونکا اسیر — خط سے یہ سبز نہین ہی ذقن سرخ ترا

دست گلگون نہین جسطرح حنا کی محتاج — یونہین بیکار ہی یہ پیرہن سرخ ترا

دیکھہ سکتے نہین اس سے کبھی بھر کے نظر — کہین بنجائے نہ سوسن یہ تن سرخ ترا

یہ بھی اک لطف تھا تیرا جو ہم ای سوفار — دہن زخم مرا اور دہن سرخ ترا

روح ایجان لطافت سی نظر آتی ہی — لطف رکھتا ہی عجائب یہ تن سرخ ترا

مشک افشان ہی خیال خط مشکین ای دل — خاک اچھا ہو یہ زخم کہن سرخ ترا

مطلع صبح کو کیا جیب قبا سے نسبت — کہین خورشید سے روشن ہی تن سرخ ترا

مرتے دم سیب کو کیون سمجھ لیا یوسف نے — یاد کیا آگیا سیب ذقن سرخ ترا

صدمۂ موج تبسم سے یہ ہوتا ہی کبود — تاب کیا بوسے کی لائے دہن سرخ ترا

۲۱ — ۲۰

خونفشان چشم ہی کس گل تصور مین وزیر
رشک برگ گل تر ہی کفن سرخ ترا

یہ مجکو شیوۂ افتادگی پسند ہوا — غبار بھی نہ صبا سے مرا بلند ہوا

تمھارا شعلۂ حسن اسقدر بلند ہوا — کہ آسمان پہ ستارہ ہر اک سپند ہوا

خمیدہ ضعف سے ایسا ہین در پر منند ہوا
کہ سایہ پاؤن کا سر سے مرے بلند ہوا

کیا پسند خلائق نے اسقدر اوسکو
کہ رفتہ رفتہ کبھی وہ نہین خود پسند ہوا

لکھا اسیرون کو اوسنے جو خط آزادی
ہزار طرح لپیٹا مگر نہ بند ہوا

کسی نے بات نہ پوچھی بس فنا میری
ہما کو بھی نہ مرا استخوان پسند ہوا

وہ ناتوان ہون کہ ساتھ اوسکے کھینچ گیا مین بھی
تمھارے بام کا سایہ مجھے کمند ہوا

گئی نہ تیرگی شام ہجر تا دم صبح
دعا کو پنجہ خورشید تک بلند ہوا

گرہ جو دیکھی اوسے یاد آیا وعدہ وصل
ہمارا عقدہ کشا اوس قبا کا بند ہوا

زبان شمع سے نکلے صدای بسم اللہ
چراغ پا جو کسی شب ترا سمند ہوا

یہ زور آتش رنگ حنا نے گرمی کی
تری ہتھیلی کا تل صورت سپند ہوا

ہوا نہ آہ مین مقبول اپنے صانع کا
وہ آینہ ہون سکندر کے ناپسند ہوا

ہوا زبسکہ ہجوم نگاہ مشتاقان
ہر ایک روزن دیوار یار بند ہوا

بجھا کے زہر مین تو نے لگائی کیا تلوار
ہر ایک زخم جو سرگرم زہر خند ہوا

نچھوڑی مین نے یہ تعظیم اوس پری وش کی
غبار بھی قد آدم مرا بلند ہوا

مزے اوٹھائی خفا ہوکے اوسنے پیسے جو دانت
ہمین تو سودہ الماس سود مند ہوا

ہر اک جوانکا پیری مین قد جھکا آخر
یہ نخل پست ہوا جسقدر بلند ہوا

ہے خالق ایک ہی ای بت اپنی قسمت ہے
تو بے نیاز ہوا مین نیاز مند ہوا

اوڑایا بعد فنا جب صبا نے گلشن مین
غبار قمریون کا سرو قد بلند ہوا

۲۴	مری غزل کی صفت کرکے یار کہنے لگا سخن وزیر کا اب بادشہ پسند ہوا	۲۲

بس از فنا اثر سوز دل دوچند ہوا — جو میری خاک پہ دانہ گرا سپند ہوا

فروتنی سے نہ دست دعا بلند ہوا — دعا بھی سجدے مین کی عجز پسند ہوا

نہ آیا محفل می مین گر ایکدن ساقی — دعا کے واسطے دست سبو بلند ہوا

پڑا جو چاند سے مکھڑے کا عکس لب لایار — سپہر کے چاند کا اب مرتبہ دوچند ہوا

تجھے جو بام پہ اے ماہرو کھڑے دیکھا — فلک سے آج ستارہ مرا بلند ہوا

گھلایا ایسا مجھے عشق خال جانان نے — کہ میرے سائے پہ بھی شبہۂ سپند ہوا

گرا ہی دیکھ کے اوس زہرہ وش کا چاہ ذقن — فرشتہ خو تھا دل آخر کنوین مین بند ہوا

پڑا جو اوس لب شیرین کا عکس دریا مین — ہر اک حباب کا کوزہ مثال قند ہوا

شب وصال ہوئی مجکو روز عاشورا — شہید دیکھ کے اوسکا حسین بند ہوا

جو دیکھا بزم مین اوسکا گلا صراحی دار — بلائین لینے کو دست سبو بلند ہوا

بری ہے آہ اسیرون کی دیکھ اے صیاد — تو اپنے گیسوؤن سے بستۂ کمند ہوا

یہ آرزو ہے ترے دیکھنے کی آنکھو نکو — دعا کو پہنچ مژگان تلک بلند ہوا

یہ تیرے افعی گیسو مین زہر ہے قاتل — پڑا جو سانپ پہ سایہ اوسے گزند ہوا

قطعہ

مٹا یا وسے مرے آج رنج عریانی — کیا شہید جو تو نے نیاز مند ہوا

بنے ہین صورت دامن یہ زخم [illegible] — گلے کا زخم گریبان تیر بند ہوا

حنائی ہاتھہ مین گیسو کو لیکے بولا یار
دم شکار جو گیسو کو اپنے کھول دیا
کوئی فسون نہ چلا آیا اوسکے دم تین مین
جو کھایا زہر تو یاد دہان شیرین مین
کرے غرور نہ طاعت پہ کچھہ دو زاہد سے
فسانہ لب شیرین جو تا فلک پونہچا
اب آگے دیکھیے ای طفل کیا بڑہائی گا
لحد یہ آیا سنگ یار نذر کیجیے کیا

یہ میرے دزد حنا کے لیے کمند ہوا
سمند ناز کو اوسکے شکار بند ہوا
پری کیطرح سے شیشے مین آپ بند ہوا
زبان تک آتے ہی آتے مثال قند ہوا
مرے کریم کو عذر گنہ پسند ہوا
یہ کوزہ پشت یہ از کوزہ ہای قند ہوا
الف ابھی سے ترے ناز کا سمند ہوا
اک استخوان تھا سو وہ اوسکے ناپسند ہوا

۲۳

جو روئے ہم تو گرے ٹکڑے استخوانکے فزریہ
جنون مین سنگ سے یہ جوڑ بند بند ہوا

۱۹

حسرت ای جان کہ ہو دلبر سے دل زار جدا
در پی قتل زمین پر وہ ستمگار جدا
چشم سے چشم بنی ہی جو یہ دلدار جدا
ہی یہ الفت مجھے سفاک نی جب وار کیا
اوسکو طاعت پہ غرور اسکو ہی آمرزش پہ
تیغ کہسار سے کیا کبک گلا کاٹ ہوا
جو خریدار گیا آپ بکا ای یوسف

مژدہ ای موت کہ عیسی سے ہی بیمار جدا
ماہ نو چرخ پہ کھینچے ہوے تلوار جدا
چاہیے تھا ہے بیمار سے بیمار جدا
شکل ابرو نہ جبین سے ہوئی تلوار جدا
کبر زاہد ہی جدا کبر گنہگار جدا
ابھی سر کتنے کریگی تری رفتار جدا
تیرا بازار جدا یار کا بازار جدا

آگیا باغ مین گل ذکر جو اوس عیسی کا
ہم جدا اروے لگے نرگس بیمار جدا

تیری باتون سی جو چھوٹ نہوین ہی کیا عجب
لب سی لب کو ترسے کر دیتی ہی گفتار جدا

ایسا تیر اپنے لگا یا کہ یہ قوت کرنے لگا
دہن زخم جدا اور لب سوفار جدا

او مجھ کیا کون کہ ہی گر مرا ماتم تماشا
اور سیہ پوش ہی یہ سایہ دیوار جدا

ہی یہ دو سبب کان اوسکا پنکھڑی سا اونکھ
ہو در دیدہ روزن نہو زنہار جدا

گل مچایا ہی جو ہجر و تن اس زندان بان
آج زندان سے ہوا کون گرفتار جدا

وہ صنم چشم سے پتلی کی طرح دور نہین
آنکھ سے دور کی صورت نہین زنہار جدا

مجھ کشش تیغ نے کی اور کہ اپنے سی جدا کی
آخر کار ہوا تن سے سر الگ جدا

یہ بلا وہ ہی کہ سایہ سی اور سایہ تجھ سی
دن کو بھی ہجر کی شب مجھ سے نہین یار جدا

میری آنکھون سی شب و روز ہی اگر دو تیم
چشم بد دور زمانے سے ہی رفتار جدا

وصل کا شوق یہ ہی جتنے مرے کپڑے جو تو
مثل پیراہن گل پھر ہون زنہار جدا

۲۴ ای وزیر اسپہ ہر اب تجھ کمی شاہ
کر مجھ سے نہین حیدر کرار جدا ۱۸

مر ہی جانے جو ہو گیسو و دل ایں ار جدا
یہ وہ شب ہی نہو اس ہی کوئی بیمار جدا

یان جدا اشک روان تیس مین ان یار جدا
تارے سیار جدا ماہ ہی سیار جدا

مژہ جنبش مین جدا ابرو خدار جدا
نیزہ بازی ہی جدا چلتی ہی تلوار جدا

تازہ گل سو رکھلا رکھتے ہین گل کھا کھا کر
یان خزان مین بھی نہین ہین گل بیجار جدا

کسی جانباز کی گردن پہ نظر آئیگی پھر
یار کے دوش سے جبدم ہو مری تلوار جدا

سایہ سان ہم بھی ترے ساتھہ لپٹتے جائین
نہون قدمون سے ترے کشتۂ رفتار جدا

تیغ ابرو ہی یہ کچھہ زلف نہین اے شانے
اونگلیان چھوتی ہی ہو جائینگی دوچار جدا

حور کا کوئی طلبگار کوئی غلمان کا
یار ان دونون سے ہین تیرے طلبگار جدا

ہون مین وہ ہجر نصیب آکے جو ٹھہرن کوئی دم
تیری دیوار سے ہو سایۂ دیوار جدا

باڑہ بندوق کی ہی قلعۂ تن مینا مجکو
موج مے ہجر مین دکھلاتی ہی تلوار جدا

ورد لب تذکرۂ خال رہا تا دم مرگ
استخوان سے نہین اب زاغ کی منقار جدا

ساتھہ لیجاؤن گل داغ فراق گلشن
ہون وہ بلبل نہ پس مرگ ہو گلزار جدا

زخم آئینہ بنین دیکھین جو روے قاتل
بوسے طوطی کیطرح مرہم زنگار جدا

جذبۂ شوق شہادت مرا دیکھا ای قاتل
ہو گئی میانسے از خود تری تلوار جدا

مار ڈالیگی ہزارون کو نہو اوس سے گرہ بند
جنبش زلف جدا سانپ کی رفتار جدا

اوسکے گھر جاؤن تو ضد سے مجھے دربان ہوے
انکھین دکھلانے لگین روزن دیوار جدا

ہو وہ دلچسپ تن یار کہ اوترے نہ قبا
تار سے جیب تلک اوسکا نہو تار جدا

۲۵
حشر کے دن بھی تری زلف ہی اور دست وزیر
اس سلاسل سے نہوگا یہ گنہگار جدا
۲۵

مر گیا لیکن نہ مین منت کش گردون ہوا
خاک سے پیدا ہوا اور خاک مین مدفون ہوا

ایک بھی مصرع نہ اوسکی وصف مین موزون ہوا
صورت عنقا دہان یار کا مضمون ہوا

اسقدر اوس زلف کا سودا ہمین افزون ہوا
حلقۂ زنجیر ہر اک دیدۂ مجنون ہوا

قد موزون سرو گل وہ عارض گلگون ہوا
اس سے قمری مر گئی بلبل کا دل پر خون ہوا

دامن قاتل نہ چھوڑا جب تلک جیتا رہا
ہو گیا جب قتل دامنگیر میرا خون ہوا

سوز جگر کانٹا ہوئی ہر اک مری انگشت پا
ای جنون خار بیابان کا نہ مین ممنون ہوا

چاندنی مین سایۂ قد دیکھکر بولا وہ شوخ
ایک مصرع تھا یہ مصرع دوسرا موزون ہوا

پنجۂ صیاد وا ہی لیکن اڑ سکتا نہین
طائر رنگ حنا بھی طائر مضمون ہوا

صاف بندش ایسی دی ہی ہر بیت آئینہ ہی
دیکھتے ہی اوسکو گویا طوطی مضمون ہوا

موت سی پہلے ہی مر جا پھر تو بیڑا پار ہی
جسم جب بیجان ہوا کشتی اوسی جیحون ہوا

ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
دانہ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا

اپنے گھر مین خوف رسوائی سی دفن اوسنی کیا
حور نے گاڑا مجھے فردوس مین مدفون ہوا

فاتحہ پڑھنے کو جب آیا وہ رشک آفتاب
گنبد مدفن ہمارا گنبد گردون ہوا

گرم رفتاری سی اپنی شمع سان جلتی ہین خار
دامن فانوس گویا دامن ہامون ہوا

ماہ نو مین بنگیا تو ماہ کامل ہو گیا
ضعف میرا حسن تیرا دن بدن افزون ہوا

پاؤن جب رکھا ہمارے غیرت مہتاب نے
فرش پا انداز رشک اطلس گردون ہوا

یاد قاتل مین فقط آنکھین لہو روتین نہین
جب اوڑا چہرے سے اپنے رنگ سیل خون ہوا

قصر لیلی کا نشان پاتے نہین دنیا مین ہم
سنگ و خشت خانہ کیا صرف سر مجنون ہوا

جانب ابروی قاتل ہی رخ مژگان مدام
یہ کمان وہ ہی کہ جسکا تیر بھی مفتون ہوا

دیکھتی ہی مجکو بس ٹھہر گئی چشم رقیب
آج ای تاثیر وحشت مین ترا ممنون ہوا

وصف ابرو مین مہینا بھر فلک نے فکر کی
ایک مصرع ماہ نو کا تب کہین موزون ہوا

ہم سے کاہیدونکو اوس سے اوٹھایا کسلیے
آسمان تنکے لگا چننے مگر مجنون ہوا

جو سہی قد تھا جوانی مین ہوا پیری مین خم
یہ وہ مصرع ہی کہ موزون ہو کے ناموزون ہوا

عاشق و معشوق اک ہی خاک سے پیدا ہوے
یہ بھی قسمت ہی کوئی لیلی کوئی مجنون ہوا

۲۶
یہ ہمین ہین سیکڑون ہی بیتین کہہ ڈالین وزیر
وصف قد مین ایک مصرع سرو سے موزون ہوا
۲۲

دم بھی نکلا ساتھ جب انکو نسی جاری خون ہوا
شہسوار رو کو خون روان گلگون ہوا

جلوہ گاہ قد موزون دیدۂ پر خون ہوا
بحر رنگین مین قیامت مصرع موزون ہوا

انگلی جب رکھی الف پر شرم سے وہ نون ہوا
تو وہ ہی شاگرد جو استاد سے افزون ہوا

وہ پری ہی دختر رز دیکھکر مجنون ہوا
محتسب کو ٹوٹنا شیشے کا بس افسون ہوا

ہو نہین وہ مجنون اس سے طی مرا ہامون ہوا
پھرتے پھرتے صاف شکل آبلہ گردون ہوا

بعد مردن اپنی وحشت کا اثر افزون ہوا
استخوان کھا گئی سگ لیلی نے جب مجنون ہوا

اپنا ثانی دیکھکر شمشاد کو وہ سرو ناز
ہنسکے بولا کیا توارد مصرع موزون ہوا

اسقدر ہین جسم دل ہون چھپکی ٹوٹی ہین جو خار
آبلہ ہر ایک شکل دیدۂ پر خون ہوا

واہ ری وحشت ہوا جب وحکا اپنی گذر
ماہ نو کا ٹوٹا ہوا اور آسمان ہامون ہوا

ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتا ہی لیکن ساتھ ہی
مثل سایہ سرو قد یار کا مفتون ہوا

آسمان ہی واژگون خورشید بھی ہی واژگون	کسکی پھیری آنکھ جو بخت جہان واژون ہوا
نکلے ہین وو خال بالائے لب میگون پاے	رتبہ ہم سے ذرہ بالا رتبۂ افیون ہوا
وصف چشم مست سی ہر دائرہ ساغر بنا	ساقیا شکل ہلالی طائر مضمون ہوا
حال اپنی بیقراری کا نہ ٹھیرا بیت مین	طائر رنگ پریدہ طائر مضمون ہوا
سرخ موباف اوسنے ڈالا زلف مین ہم مرگئے	دیکھنا اوسکا ہمارے واسطے شبخون ہوا
مرکے ہم زیر زمین بھی ساتھ اپنے لے گئے	یہ زر داغ جنون گنجینۂ قارون ہوا
چشم وابرو کو بنایا ایک جا استاد نے	صاد کے قابل ہی یہ تحریر اوس سے نون ہوا
گل کھلائی ہین مری وحشت نے دیکھا عندلیب	سنگ جو اوسکا لگا وہ خون سے گلگون ہوا
خوبرو محتاج ہرگز غیر کے ہوتی نہین	چادر مہتاب کو مہتاب ہی صابون ہوا
آگیا اوس مہوش کے رخ پہ گرمی سی عرق	چشمۂ خورشید مین ظاہر در مکنون ہوا
پاؤن پڑتی پر بھی ہرگز منہ وہ دکھلاتا نہین	گلشن شداد کافر کا رخ گلگون ہوا

۲۷	ہوگیا لبریز مو اعجاز ساقی سے وزیر جام خالی مین جو عکس افگن لب میگون ہوا	۱۵

خواب مین تجھسے ہمکنار رہا	عین غفلت مین ہوشیار رہا
خوش نگاہون سے مجکو کار رہا	تیر بیداد کا شکار رہا
طوق و زنجیر بھی طفلی مین	عشق تب بھی گلے کا ہار رہا
سبکی نظرون مین ہوگیا مین سبک	خاطر یار ہی پہ بار رہا

ٹھن گئی جب کہ تو نہ آئے گا
موت کا ہمکو انتظار رہا

گل لالہ ہمارے مدفن پہ
دل کے داغون کا یادگار رہا

ہون وہ گریان کہ میری تربت پہ
مدتون ابر اشکبار رہا

سر جھکائے رہا سدا گردون
کیا کیا تھا جو شرمسار رہا

فوج طفلان سدا رہی ہمراہ
مین تو وحشت مین باوقار رہا

شعلہ رخسار آئے راتون کو
یون چراغان سر مزار رہا

صورت گرد باد گرد پھرا
ہو کے خاک اوسپہ مین نثار رہا

اوٹھ گیا یار میرے پہلو سے
درد پہلو مین یادگار رہا

چلے ٹھکرا کے میری تربت کو
خاک سے بھی مری غبار رہا

ناز نے دی نہ رخصت آگے اوسے
دو قدم جب مرا مزار رہا

۲۸

چشم میگون کا مست تھا جو وزیر
ایک مدت تلک خمار رہا

۲۰

صبح کا عالم ہی رخ مین گیسوؤن مین شام کا
طور ہی پھرنے مین تیرے گردش ایام کا

وصف وہ کرنے لگا چشم بت گلفام کا
گر کبھی غنچہ کوئی چٹکا گل بادام کا

مین نہین گھر مین نشان باقی ہی میرے نام کا
ای جنون مثل نگین عالم ہی میرے بام کا

موت ہی زاہد کو پینا بادۂ گلفام کا
ٹوٹنا پانی سے ثابت ہی سبوی خام کا

روز فرقت نے ہمارے منہ نہ دکھا شام کا
یون پھری ہمسے بھلا ہو گردش ایام کا

قہر تھا محفل سے جانا ساقی گلفام کا
شیشے کیا اوڑا اوڑ گیا مینا بھی رنگ جام کا

ساتھ اوسکی مین بھی کھینچ جاتا ہون ضعف سے
سایۂ دیوار ہو جاتا ہون زینہ بام کا

بیقراری دل کی کیا جانے کدھر کو لیگئی
ڈھونڈھتا پھرتا ہون مجکو قافلہ آرام کا

ایکدم جاکر جو بیٹھا پاون میرے سو گئے
کوچۂ محبوب ہے کیا ہی مقام آرام کا

ہجر کی شب بھی نہ مجکو بسکہ امید سحر
صبح کے تارے پہ دہوکا تھا چراغ شام کا

زاہدا سب مبتلا ہین اپنے اپنے حال مین
مین مسخر جام کا تو نفس نا فرجام کا

اپنا بادامی دوپٹا اک ذرا دکھلا دو تم
دیکھنا پتھر سے پھر سر پھوڑنا بادام کا

لائی ہے کس وحشت مین یارب مجھے سرگشتگی
جستجو مین ہے بگولا گردش ایام کا

ایکدم مین بلبلین ساری تڑپ کر مر گئین
بارٹھر کا ڈور اٹھا کیا صیاد ڈورا دام کا

دیکھیہ طفلی مین بھی گہوارہ تو کرتا ہوت یاد
چاہیے آغاز مین رکھنا خیال انجام کا

جب خیال میکشی مین کرتے ہین آنکھو سے اشک
یاد آجاتا ہے ایسا ساقی چھلکنا جام کا

مانگتا خلعت شہادت کا زبان حال سے
حرف جو لکھتا تو اپنے بسملون کے نام کا

پاس اپنے وہ ستمگر بیٹھنے دے کب مجھے
حرف کاغذ سے اوٹھاتا ہے جو میرے نام کا

قاصدا یہ حال ہے صورت بین جالم پر بس
ضعف سے مشکل ہے آنا لب تلک پیغام کا

۲۶	اور بھی بدمست کرتا ہے وزیر مست کو قہقہہ شیشون کا ساقی اور چھلکنا جام کا	۲۵

ساغر بنا جو ہجر مین گرد ملال کا
شیشہ بھی چاہیے عرق انفعال کا

موے کمر ترا ہے پھندا جو بال کا
پھنس جاے مرغ جان دل نازک خیال کا

سایہ جو پڑ گیا ہی ہماے جمال کا
لون سلطنت حبش کی ارادہ ہی خال کا

پھر منہ دکھاے مجکو نہ فرقت ملال کا
یارب ہو روز وصل مراد وصال کا

تصویر کھینچ چکی تو لکھا حشر زیر پا
مانی سے جب کھنچا نہ وہ انداز چال کا

شوخی ہی یہ بھی اوسنے جو مسی لگائی ہی
یعنی دہان تنگ پہ دھوکا ہو خال کا

تلوار کی سی آنچ ہی بتی کے شعلے مین
روغن ہی کیا چراغ مین قاتل کی ڈھال کا

مردے جیے ہین سنکے یہ ہی طرز گفتگو
مرتی ہی جسپہ خلق وہ انداز چال کا

ازبسکہ ہین ترے در دندان سی منفعل
تارون پہ ہی گمان عرق انفعال کا

ہم سب سے پوچھتے ہین نشان دہان یار
ہرگز نہین جواب ہمارے سوال کا

گذری ہی جو کہ ہکن پہ وہی یان ہی سرگذشت
ہی ایک حال قصۂ ماضی و حال کا

وحشت مین یاد جیب کا اگر دیے ہین رنج
ٹکڑے کرونگا آج گریبان ہلال کا

آنکھین مجھے دکھاکے جو دیوانہ کر دیا
پہناؤ طوق حلقۂ چشم غزال کا

کھولی ہی رخ پہ زلف کہ بوسہ نلے کوئی
افعی کو اب کیا ہی نگہبان مال کا

روشن نہو فلک سے کسی شب چراغ ماہ
روغن نہ ہاتھہ آئے اگر تیری ڈھال کا

تو ہکنار ہو لوسے نے یہ مہ تمام
آغوش مین ہمارے ہی عالم ہلال کا

رہتی ہی تیرے دانتونکی جانب نگہ مری
تار نگاہ بنگیا ڈورا خلال کا

ہی دنکو چاندنی کا ترے زخمیونکو خوف
سپر تو فلک نہین یہ جو ہی چاند ڈھال کا

پونہچا ہین کیا ہی کہات سے دندان یار تک	کا ہیدہ ہو کے بنگیا تنکا خلال کا
غنچے چمن ہین چٹکے چلی ناز سے نسیم	انداز اوڑا یا ہے ترے بول چال کا
ماہ فلک زمین پہ وہ مشہور ہو گیا	شہرہ ہوا بلند جو تیرے جمال کا
برسون زمین شعر مین ہم پائمال ہی رہا	مضمون بندھ گیا جو کبھی تیری چال کا
ہم منہ کو دیکھہ دیکھہ کے رہجائین یا نصیب	لوٹے او گالدان مزا اوس لب و گال کا
جراح میرے زخمون پہ ٹپکا ئیو ضرور	روغن اگر ملے تجھے قاتل کی ڈھال کا

۳	برپا ہوا ہی فتنۂ محشر جو اے وزیر کچھہ ذکر آگیا ہی کہین اوسکی چال کا	۱۶

اپنے محبوب کا کوچہ ہے مسکن اپنا	بلبلو تمکو مبارک رہے گلشن اپنا
شمع سان لسکہ سراک داغ ہی روشن اپنا	مثل فانوس ہوا ہے پیرہن تن اپنا
داغ دل گل ہین پریشانی دل ہی سنبل	اے گلو قابل گلگشت ہی گلشن اپنا
یار کو ایسا چھپا تین کہ ہوا بھی نہ لگے	شکل فانوس ہوا وس شمع کو دامن اپنا
کیون نہ صحرا ہی قیامت ہو یہ وحشت وحشت	کم نہین صور سرافیل سے شیون اپنا
ہمتو اے شمع رخو حسن پرست ایسے ہین	صرف فانوس ہو پھٹ جاے جو دامن اپنا
یار کو حال ہر اک طرح سنا دیتا ہی	دوست سے کم نہین اپنے لیے دشمن اپنا
اپنی تیغ ابی ہی قاتل ہی جو ہلو رکی ہاتھ	غیر کے پاس جو ہو دوست ہی دشمن اپنا
خاکسارونکو بھلا چاہیے کیا زینت تن	جامۂ خاک ہی بس پیرہن تن اپنا

کھینچی تیغ اوسنی کیا مین نے مقابل دلکو
خشک آنسو ہوئے پر ہین یہ اب عشق نہین
ہاتھ دکھلا کے یہ بولا وہ مسلمان زادہ
جب وہان جاتا ہون تو ضد سے مری چین چشم
دیکھنا حسرت دیدار اسے کہتے ہین
ہنس کے ان ہین بیٹھتے تھے سن سنکے دلا بردہ گوش

دوست سے اپنے لڑاتا ہون نہین دشمن اپنا
مثل شبنم نہ رہا صبح کو خرمن اپنا
ہو گیا دست نگر ابتو برہمن اپنا
بند کر لیتی ہے دیوار بھی روزن اپنا
پھر گیا منہ تری جانب دم مردن اپنا
اتبو ہونٹون تلک آتا نہین شیون اپنا

۳۱	آج تک نوح کا طوفان اوسے کہتے ہین وزیر ایک دن ہمنے نچوڑا تھا جو دامن اپنا	۲۴

مری وحشت سے عالم محفل مے ہین ہو صحرا کا
ہمین سو ہے ترے دیکھنے ہی کی تمنا کا
قد خم گشتہ نے پہنچا دیا ہے سر کو قدمونپر
ہوا مستی ہین جو اپنا گذر گلشن مین ایسا تو
کسی شوخ چشم کا وحشی ہون مجھ ایسی پہ گرا وقت
لگی سے سرخی پان صورت جو نظر آئی
پریشان صورت سنبل ہے حیران شکل آئینہ
صراحی ار گردن دیکھ کر اوسکی یہ جلتا ہے
اوڑاتے ہین جو کبھیان ہمنے تو اپنے جیب دامن کی

ٹپک کر می کا قطرہ آبلہ ہو پائے مینا کا
ہوا زنجیر کے حلقونمین عالم چشم بینا کا
گل دستار وحشت مین بنا گھنٹا کف پا کا
ترے ہی دیکھنے والے تھے پہلے تاک کوتا کا
پیالہ ہوے حلقہ دیدۂ آہوے صحرا کا
ہوا اشک میکشونکو گردن ساقی یہ مینا کا
کہون کیا حال تیرے گیسو و عارض کے شیدا کا
برنگ شمع سوزان بزم مین عالم ہے مینا کا
اجازت دی جنون نے ٹکڑے کرین دامن بھی صحرا کا

بجز بحر طویل آتی نہ ہرگز چھوٹی بحر وزنین
بڑا مضمون ہی ای چشم تر اشکونکی دریا کا

بہا ایسا ہی جوش تلووں سی اپنی خار چبھ چبھکر
برنگ دامن گل ہی جنون دامن ہی صحرا کا

کیا کشتہ مجھے عشق دہان تنگ نے ایسا
دہان زخم تن ہر ایک سوزن کا بنا ناکا

بھلا کیا کوئی گل ہنا ہوا اس گلشن مین ای بلبل
نہین جب آشنا پاؤن سی کوئی خار صحرا کا

لڑائی بے سبب کرنا بہانا کر کے کچھ ملنا
اوٹھاتی ہین مزا وصلت مین بخشش ہای بیجا کا

مرا صیاد دام زلف کو ہی تا کمر کھولے
شکار اوسکو ہوا منظور شاید آج عنقا کا

اب آئی آفتاب اس بزم مین تیری ہی جا خالی
متابان ہی پنبہ چرخ مین عالم ہی مینا کا

مری وحشت بجھی زلف یار سی ہی سلسلہ رکھتی
دھوان زنجیر ہی میری چراغ داغ سودا کا

کسیکی نرگس مخمور کی ہین ناتوان ساقی
ہماری ہاتھ مین جام عصا شیشہ ہی صہبا کا

پر عنقا مسین ہین اور دہان تنگ عنقا ہی
دہن کے پاس خط نکلا نہین سایہ ہی عنقا کا

ہوا مثل صدف صحرا ہماری دشت گردی سی
کہ اوسمین گوہر یکدانہ ہی ہر آبلہ پا کا

عجب یہ ابلہ ہمسے کیا ہی رنج و راحت لئے
کہ گل تو آشنا سر کا ہی اور کانٹا کف پا کا

تو وہ معجز بیان ہی تجسے عیسی کو نہین نسبت
کہ باتین لے دہن کرنا نہین ہی کام عیسی کا

٣٢
وزیر ایسا ہون مین وحشی کرون گر غسل دریا مین
بنین زنجیر موجین طوق ہو گرداب دریا کا
١٩

شگفتہ زلف دوتا ہو گیا
خود مین گرفتار بلا ہو گیا

بیٹھے بٹھائے تمہین کیا ہو گیا
اوٹھ کے چلے حشر بپا ہو گیا

آنکھون سے طوفان بپا ہوگیا — دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوگیا

ای قد خم گشتہ مرے مرحبا — ایک تھا کھینے کو دوتا ہوگیا

فرش آلہی ہی زمین ای جنون — جامے کے مین برہنہ پا ہوگیا

خط مین جو مضمون خط سبز تھا — تیرا کبوتر بھی ہرا ہوگیا

چھوتے ہی وہ زلف مرے روبرو — تجکو جنون بادصبا ہوگیا

ساتھ کسی نے نہ دیا بعد مرگ — ہاتھ جدا پاون جدا ہوگیا

پرتو رخسار بنا آفتاب — نقش قدم ماہ لقا ہوگیا

وصل ہو اب تری شمشیر سے — بند سے بند اپنا جدا ہوگیا

بزم مین کس مست کی ہی آرزو — دست سبو دست دعا ہوگیا

لیکے پونچ کشتی ہی ساقیا — اشکون سے طوفان بپا ہوگیا

کھل گئے بس شکوون کے دفتر ہزار — ایک مرا نامہ جو وا ہوگیا

عشق ہوا اور فزون وصل مین — کی جو دوا درد سوا ہوگیا

کیا ہی حسینون کا تصور بندھا — سامنے پریون کا پرا ہوگیا

خوب ہوا تمنے جو چھڑکا نمک — زخم کے کھانے کا مزا ہوگیا

نامہ وہ بھیجا نہ کوئی پڑھ سکا — خط مری قسمت کا لکھا ہوگیا

دولت دیدار لٹاتا ہی یار — آج فقیرون کا بھلا ہوگیا

ہاتھ وزیر اوسکو لگایا نہین

۳۳	صفت مین انگشت نما ہو گیا	۹
انکھو نمین تیرے کیا مین سبکبار ہو گیا		نظرون مین تو لمی کے سزاوار ہو گیا
بیوجہ زلف کا مین گرفتار ہو گیا		بیجرم بال بال گنہگار ہو گیا
ہر دم کی تاک جھانک سے بیمار ہو گیا		روزن کو دید کا ترے آزار ہو گیا
آنکھین لڑائین تو نے مین بیمار ہو گیا		اچھا ہوا کہ دید کا آزار ہو گیا
رہتی ہی دید چشم تصور سے ہجر مین		نزدیک دور بین سی دلدار ہو گیا
برسات کے دن آئے تو جگنو نکل پڑے		رویا جو مین تو نالہ شرربار ہو گیا
میٹھی چھری سے تو نے بنایا اگر قلم		خامہ دم رقم جو شکربار ہو گیا
مستی مین پائی ساقی بیہوش پر گرا		بیہوش کیا ہوا کہ مین ہشیار ہو گیا
کرنے لگا ہی شکوہ جور و جفائی یار		دشمن ہمارے دوست سی بیزار ہو گیا

۳۴	ولہ	۹
ابر گیا گھر کے آیا کھل گیا		بس ثبات بحر دنیا کھل گیا
راز دل کتنا چھپایا کھل گیا		حال اس دولت سرا کا کھل گیا
حسن عارض عارضی تھا کھل گیا		خط کے آتے ہی لفافا کھل گیا
آنکھ سے رومال سرکا بعد مرگ		چشم تر کا آج پردا کھل گیا
تم جو بولے ہو گیا ثابت دہن		یا تو نہین یا تو نہین عقدا کھل گیا
کٹ گیا سر حل ہوئی مشکل مری		ناخن خنجر سی عقدا کھل گیا

بے زبانی باتین سنوانے لگی
گالیون پر منہ ہمارا کھل گیا

تھا قلم بند ابھی آزادی کا حال
خط کو جب اوسنے لپیٹا کھل گیا

خط پہ خط لاتے جو مرغ نامہ بر
بولے ان مرغون کا ڈربا کھل گیا

۳۵	ولہ	۴۴

نیمچہ سر تک پہونچکر تیز تر ہونے لگا
دیکھ او قاتل فسان و ران سر ہونے لگا

حال بیتابی دل پیش نظر ہونے لگا
اشک جو نکلا وہ عینک آنکھہ پر ہونے لگا

سوز عشق او نوجوان گرم سفر ہونے لگا
آتی پیری استخوان شمع سحر ہونے لگا

یار کا نخل عداوت بارور ہونے لگا
بڑھ چلی دل مین گرہ پیدا ثمر ہونے لگا

سختی ایام دوری آتی ہی پتھر لیے
کیا مرا نخل تمنا بارور ہونے لگا

دیکھ او گلچین اسے کہتے ہین فرط اتحاد
تو نے توڑے پھول ہین بے بال و پر ہونے لگا

ہو چلا پانی سے پتلا روی تابان دیکھکر
آفتاب اک کاسۂ شیر سحر ہونے لگا

کیا چمن مین شاد ہو بلبل نازک مزاج
گر ہوا بھی چھو گئی بے بال و پر ہونے لگا

ہو گیا بے چین مین دشمن کی بھی فریاد سے
دل نے جب نالہ کیا ٹکڑے جگر ہونے لگا

جرم میخواری پہ جب اشک ندامت بہ چلے
ابر رحمت ساقیا دامان تر ہونے لگا

لن ترانی کی صدا زنجیر در سے آئیگی
گرتے گرتے لامکان بندیکا گھر ہونے لگا

آسمان سمجھا جو دیکھا شب ترا قصر بلند
چاند کا دھوکا چراغ بام پر ہونے لگا

اوبت کافر خدائی کا تو اب دعوی نکر
ہو گئی قید مکان جب دلمین گھر ہونے لگا

سخت جانی ہی جھڑین چنگاریاں ہنگام ذبح
سنگ و آہن ملگئے پیدا شرر ہونے لگا

وصل کی شب دیکھکر انگیا کی چڑیا اڑ گئے
صاف ہمکو شبہہ مرغ سحر ہونے لگا

کیون نہ ای شمشاد قد کہیے چمن آرا تجھے
سائی سے ہر ہر قدم پیدا شجر ہونے لگا

کاٹکہ سر سے قاتل کو ہوئی فرصت کہان
خون کا قطرہ جو نکلا بڑھکے سر ہونے لگا

زور عریان ہون اگر دیکھے کوئی عریان نہین
لاغری سے پیرہن تار نظر ہونے لگا

دیکھہ ای بت کیا دیا اللہ نے نعم البدل
گھر سے باہر تو جو نکلا دلمین گھر ہونے لگا

خاک مین ملنی لگا دریا جو آنسو تھم گئے
سوکھکر گرد یتیمی گہر ہونے لگا

وصف کرتا ہی ہمین کسکے طلائی رنگ کا
کلیان کرنیکی خاطر آب زر ہونے لگا

چشم و ابرو سے اشارے کیسی ای ساقی کیے
نیمچہ دست سبو ساغر سپر ہونے لگا

بڑھ گئی یادو ہن کم ہو چلا زلفو نکا ذکر
آج کل درس مطول مختصر ہونے لگا

۳٦	جب لگا لکھنے لب جان بخش کی مدحت فرید موج آب زندگی ہر شعر تر ہونے لگا	۲۰

خط سے پنہان عارض شک قمر ہونے لگا
رات اب بڑھنے لگی دن مختصر ہونے لگا

کچھہ خبر ایسی سنی دل بے خبر ہونے لگا
خط کی سبزے دیکھکر ٹکڑے جگر ہونے لگا

کیا ہی لپٹا ہی مرے دست تمنا کیطرح
نون تیری ناف کا میم کمر ہونے لگا

بھر گیا جب خون مجھہ بسمل کا تڑپے اسقدر
تیغ سے جوہر جدا مثل شرر ہونے لگا

جسطرح پتا نکل آتا ہی شاخ سبز سے
ابرو تھکر تیغ قاتل سے سپر ہونے لگا

چاہیے نقل مکان کرنا بہت بیمار ہون	قبر کو کھدنے لگی تیار گھر ہونے لگا
حسرت ای پیری کہ اب چلنے کی تیاری ہوئی	جسم خاکی روح کو گرد سفر ہونے لگا
قد قیامت کا الف ہی میم محشر ہی دہن	اک جہان دو حرف سے زیر و زبر ہونے لگا
بڑھتے بڑھتے ماہ نو جسطرح ہو جاتا ہی بدر	نیمچہ یون دست قاتل مین سپر ہونے لگا
بلبلون نے آنکھ ڈالی ہی رگ گل جانکر	ٹیکا بلبل چشم کا زیب کمر ہونے لگا
دو ہی باتون مین ہوے وہ بے دہن بے زبان	قصہ کوتہ رات جو ذکر کمر ہونے لگا
پیار کسکو تیری آنکھون پر بھلا آتا نہین	سرمے کا دنبالہ آغوش نظر ہونے لگا
ہی روان ہر ایک عنصر اپنے مرکز کیطرف	پہلی منزل مین جدا ہمسفر ہونے لگا
خندۂ دندان نما سے دو ہلال آئے نظر	رات مجکو شبہہ شق القمر ہونے لگا
تجسے لڑکر ہم جو آئے باغ مین ای جنگجو	شاخ ہر زخم تیغ ہر تیا تبر ہونے لگا
اب کوئی ستا جھٹکتے ہین ہم ای خضر اجل	جادۂ راہ عدم موے کمر ہونے لگا
سیر کرتے ہین ہر روز گلگشت ریاض کوے یار	جیتے جی فردوس مین اپنا گذر ہونے لگا
تنگنائی دہر نے تاثیر سی تاثیر کی	روزن دیوار سے کوتاہ گھر ہونے لگا
جب پڑا دشت مین عکس گوہر ہر آبلہ	ہر قدم نقش قدم درج گہر ہونے لگا

[illegible]

۳۷	ہو گئے تیمور یا سے حرص جب توڑا وزیر ہاتھ اوٹھا یا جاہ سے سر پہ چنور ہونے لگا	۲۳

ساقی سے آج نامہ و پیغام ہو گیا		ساغر چلا روانہ خط جام ہو گیا

افزون ہوا جو کفر تو اسلام ہو گیا
زنار بڑھ کے جامۂ احرام ہو گیا

گردش مین چشم یار کا اب جام ہو گیا
دور پیالہ گل بادام ہو گیا

کیا ہنگیا بگڑ کے مرا خانۂ خراب
اوٹھا جو گرد باد کبھی بام ہو گیا

شیشہ کہاں ہی دل کا جو پتھر او کرتے ہو
مدت سے نذر سختی ایام ہو گیا

ہی آب خاک و نار و ہوا مین بھی تفرقہ
اس درجہ اضطراب مین اندام ہو گیا

پونہچا یا تا بہ کعبۂ مقصود فقر نے
ترک لباس جامۂ احرام ہو گیا

ابتو رہائی ناخن خنجر کے ہاتھ ہی
لپٹا یہ مرغ دل گرہ دام ہو گیا

مبتلا ہوا یہ حال اون آنکھوں کی عشق مین
بادام کھل کے روغن بادام ہو گیا

ساغر یہ کسنے گردن مینا پہ رکھدیا
طوق گلو سے شیشہ خط جام ہو گیا

دکھلایا جذب عشق نے کیا حسن انقلاب
لکھا کسیکا نام ترا نام ہو گیا

کیا بے نقط سناتا ہی تیرا دہان تنگ
گویا یہ میم کلمۂ دشنام ہو گیا

کرتا ہی مچھلیون کی عوض موتیونکو صید
دھاگا تری خلال کا بھی دام ہو گیا

سچ کہتے ہو کہ مین رگ جانسے قریب ہون
تم روح بنگئے تو مین اندام ہو گیا

طفلی مین بھی لکھی تو الف بے شراب کی
ابجد مرے سبق کو خط جام ہو گیا

کب ہین حریص سحر توکل کے آشنا
موتی کا ایک قطرے ہی مین کام ہو گیا

جب ہاتھ خالی آیا وہ صیاد روتے ہم
کچھ ایسا تار اشک بڑھا دام ہو گیا

سمجھا اشارہ آنکھ کا زاہد یون شراب
شیشہ نگاہ کم سے ترے جام ہو گیا

گمنام مین ہوا جو ہوئے آپ لے دہن راہ خدا مین ترک تعلق نہو سکا	گم اس نگین کے ساتھ مرا نام ہو گیا در کار اب بھی جامئہ احرام ہو گیا

٣٨	کیا جلد آیا ہجر مین دون نقد جان و زر پیک اجل تو قابل انعام ہو گیا	٢٣

سودائے عشق بادۂ گلفام ہو گیا	گردن مین طوق عکس خط جام ہو گیا
موقوف دور گردش ایام ہو گیا	روز سیاہ زلف سے شام ہو گیا
رحمت جو مجکو دی تو ہوا نیکنام یار	آرام دل بنا تو دل آرام ہو گیا
مژگان پہ آ گئے ہین مگر اشک ہای گرم	خسخانہ چشم تر کا جو حمام ہو گیا
ساقی سے نے دی شراب تو کوتاہی اسنے کی	شکل دہان شیشہ لب جام ہو گیا
طاعت مری سبب ہے اطاعت کا یار کی	مین اسکو پوچھتا ہون جو بت رام ہو گیا
آنسو بہا تو رشتہ بپا مرغ دل ہوا	دانے کی جو نشو ونما دام ہو گیا
صیاد اوڑ سکے گا نہ اب عندلیب حسن	خط پھول سے عذار پہ گلدام ہو گیا
درد فراق سے نے ہمین ہار آلو کہتے ہین	کیا ہو گیا وصال جو آرام ہو گیا
رتبہ بڑھایہ آپ کے قصر بلند کا	جھککر فلک کلاہ سر بام ہو گیا
ہمزبان تپ فراق سی بکنے لگا رقیب	نکلا مرا انجار اوسے سرسام ہو گیا
دل شاد ہے تری عرق آلود زلف مین	مچھلی کو موج آب مگر دام ہو گیا
اے روح دیکھہ صنعت پروردگار کو	مشت غبار جامئہ اندام ہو گیا

دیکھی گزک جو مستون کی زاہد بہک گیا
پانی بھر آیا منہ مین می آشام ہوگیا

اوس گل سے نے منہ لگایا تو اوسی کیواسطے
شکل دہان غنچہ لب جام ہوگیا

کیا کیا غبار لیکے چلے سوی کعبہ ہم
اک گرد پوش جامۂ احرام ہوگیا

آنسو جو پی گیا تری آنکھونکی یاد مین
لذت مین صاف شیرۂ بادام ہوگیا

دل ہی تو اونکی دور بین بیٹھے ہین کچھ قریب
جو روبرو سخن ہوا پیغام ہوگیا

دلکو کیا گداز محبت کی آگ نے
پختہ ہوا سبو جو مرا خام ہوگیا

پیری مین او جوان ہوئی امید بد قطع
تار نگاہ ٹوٹ چلا جام ہوگیا

چلتی ہی کفر و دین کی شراب دو آتشہ
کیا جانے کون ساقی گلفام ہوگیا

سیکھہ آب و نار و خاک و ہوا ہی ملاپ تو
اک دل جو چار ہوگئے اندام ہوگیا

٣٩	یا شاہ انبیا ترے در کا فقیر ہون مشہور گو وزیر مرا نام ہوگیا	٩

نہین کشتا ہی یہ میدان بلا
مددا ہی خضر بیابان بلا

مستعد زلف مری رنج پہ ہی
ہی مہیا سر و سامان بلا

مرگیا گیسوی پرپیچ مین دل
چھٹ گیا قیدی زندان بلا

ہار پھولونکے ہین چوٹی مین عیان
کیا ہی پھولا ہی گلستان بلا

بولے بکھرا کے وہ زلفین اپنی
ہم ہوے سلسلہ جنبان بلا

اونچی چوٹی ہی غضب ای یم حسن
کیا ہی اوٹھا ہی یہ طوفان بلا

کان کی لو تری زلفون مین نهین	هی چراغ تهِ دامان بلا
گرمی رخ سے عرق ریز هی زلف	هی گهربار یه نیسان بلا
دل مرے سینے مین هی محو مژه	هی یهی شیر نیستان بلا

۴۰	وله	۳۱

گردش مین هی داغ دل بیتاب کا پهاها	گرداب بنا چشمهٔ سیماب کا پهاها
چهٹ جاتا هی زخم دل بیتاب کا پهاها	رکهتا هی اثر رات کو سرخاب کا پهاها
تابنده هی داغ دل بیتاب کا پهاها	مهتاب هی خورشید جهانتاب کا پهاها
بیتاب هی داغ دل بیتاب کا پهاها	اک شعلهٔ جواله هی تیزاب کا پهاها
چکره مین هی زخم دل بیتاب کا پهاها	کیا رکهدیا جراح نے گرداب کا پهاها
خورشید جهان سوز قیامت نکل آیا	لو هٹ گیا داغ دل بیتاب کا پهاها
گلکاریان کی هین ته زر داغ جنون نے	سچ لام کا پهاها هی نه کمخاب کا پهاها
پرتو ترے عارض کا چمن مین دم گلگشت	هی داغ دل لالهٔ شاداب کا پهاها
قاتل کی صفت کرتی هی پنکهے دهن زخم	کچهه مهر خموشی نهین تیزاب کا پهاها
او چرخ ستمگر هی بڑا داغ جدائی	چهوٹا هی بهت چادر مهتاب کا پهاها
پهوڑے کیطرح پهوٹ بهین اور بهی آنکهین	رومال هوا هی انهین تیزاب کا پهاها
ساقی تو مرے زخم کے انگور پہ رکهدے	اس شیشهٔ مینائے مے ناب کا پهاها
وه زخم لگا هی که دکهائی نهین دیتا	درکار هوا مرهم نایاب کا پهاها

چار آنکھیں ہوئیں زخم جدائی ہوا اچھا
پردہ ہی میان دیدۂ احباب کا پھاہا

خورشید قیامت ہی مشہور ہوا گر
اوترا ہوا داغ دل بیتاب کا پھاہا

چھپ چھپ گیا خورشید گریبان سحر میں
جب ہٹ گیا داغ دل بیتاب کا پھاہا

دکھلاتا ہی رہ رہ کی چمک داغ جگر پر
مہتاب ہی کیا کرمک شبتاب کا پھاہا

تیغا کیا ظالم نے در زخم جگر کو
جراح نے رکھا نہیں تیزاب کا پھاہا

داغ دل سوزان ہی چراغ شب ہجران
رکھدو پر پروانۂ بیتاب کا پھاہا

قطعه

اوتری جو مرے زخم سے تو لی اوڑ ہی بلبل
ہم رنگ ہی برگ گل شاداب کا پھاہا

دیکھا تھا یہ خواب اوسکی نگہ نے کیا زخمی
اور حلقہ ہوا گیسوے پرتاب کا پھاہا

حسرت ہی کہ پھر طالع بیدار سلادے
پھر زخم سے لگے پھر وہ ملے خواب کا پھاہا

گلتکیے کو اوسنے دل مجروح پہ رکھدو
خورشید نے بھیجا مجھے مہتاب کا پھاہا

ہر روزن در زخم ہوا تیغ نگہ سے
اب جھانک کے رکھدیجیے جلباب کا پھاہا

تیار ہوا سینۂ مجروح کا محضر
لو مہر شہادت ہوا تیزاب کا پھاہا

کیا زخم کے کوچے میں بہی نقش قدم ہے
اوٹھتا نہیں جراح سے تیزاب کا پھاہا

مجروح ہوا ہوں طلب لعل لب میں
رکھدے کوئی برگ گل عناب کا پھاہا

زخم دل وحشی پہ گریبان کیطرح سے
سو ٹکڑے ہوا رکھتے ہی تیزاب کا پھاہا

قاتل ترے مجروح کی نیند اوڑادی
پردا اٹھا مگر دیدۂ بیخواب کا پھاہا

جا لوٹیے اگر سینۂ گردون پہ تڑپکر
سیارہ ہو داغ دل بیتاب کا پھاہا

۱۳	آتین نہ وزیرا وسکو نظر زخشم دل زار بہنا سے اگر آنکھ بھی تیزاب کا پھاہا	۲۳

جو پہر صلح بھی وہ ترک جنگجو آیا
بڑھا یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا

بیان ابرو قاتل سے منہ پہ کہائی تیغ
جو پیٹھ پیچھے کہا تھا وہ روبرو آیا

ہمیشہ گریہ و زاری رہی کہ خونباری
جو اشک تھم گئے تو آنکھ سے لہو آیا

نماز شکر پڑھی کعبے کو سلام کیا
جو حکم سجدہ کا عاشق کو چارسو آیا

اگر زمین کی پوچھی فلک کی اونچ کہی
یہ اونکا آدمی اچھا وشتہ خو آیا

سما گئی مرے سینے میں مثل دل شیشی
تمھارے محتسبو ہاتھ کیا کدو آیا

وہ حال پوچھتے ہیں میں خموش ہوں دم نزع
زبان جو بند ہوی وقت گفتگو آیا

زبان کٹ گئی دانتوں سے ملگئی تعزیر
کبھی جو لب پہ مرے حرف آرزو آیا

گمان ہوا یہ مجھے چاند دھوپ میں نکلا
جو زرد کپڑے پہن کر وہ ماہرو آیا

پلا کے شیر سلاتی ہی طفل کو دایہ
دلیل خواب اجل ہی سفید مو آیا

غضب سے دیکھا جو کھیلائی مینے پیار سے ہاتھ
خدنگ جانب آغوش آرزو آیا

جفائیں کیسی جفاؤں کے ذکر پر بگڑے
غضب ہوا کہ عتاب بہانہ جو آیا

ہیں احتیاج میں بے احتیاج عالی قدر
کہ چاک جیب سحر کب پئے رفو آیا

ہوی درختوں میں گلبرگ ساری پتے سبز
چمن میں جب وہ گلستان رنگ و بو آیا

سفید ضعف سے کیا ہو گیا تن پر گرد
ہوا لباس جو میلا تو رخت شو آیا

جو شبکو خواب مین دیکھا رخ قیامت زا
نہ تھی شراب کہ پیدا ہوا مرا دل مست
خدائی جسمونکو جانین عطا جو کین ای بت
جلایا طور کو جسنے وہی گری بجلی
دیے ہین چرخ نے چکر کہ چرخ پوچھا ہی
نہ ہمکو ہاتھہ مین دل لو مرا ابھر آنکھہ دکھاؤ
نہای خون مین ہم ہاتھہ جان سے دھوے

سحر کو آئنہ حشر روبرو آیا
پیالہ بھی نہ بنا تھا کہ یہ سبو آیا
بجا ہی روح ہمارے بدن مین تو آیا
کدھر سے شعلۂ آواز گفتگو آیا
تماشا دیکھنے میرا او ماہ رو آیا
مزا نہین ہی اگر جام بے سبو آیا
یہ غسل آیا ہمین اور یہ وضو آیا

۴۲ برہمنو جو بھی کفر تازہ تازہ ہی
وزیر تا در بتخانہ قبلہ رو آیا ۹

خط سیہ کی کانٹون کا اک ڈھیر ہو گیا
وہ چشم مجکو مارکے خونخوار بن گئی
زلفون نے دلکو چھین لیا رخ کی دید مین
بڑھ جاتی جفا بھی ہوا نوجوان وہ طفل
یہ کفر جو آستین سے پونچھا ہی کوس تک
آنسو نکل نکل کے جو مژگان یہ تھم رہے
جھک کر ملے جو سب سے تو مرنے لگا جہان
بلبل چمن مین گل کی روش بس خموش رہ

غمزہ تیکھے سیب ذقن بیر ہو گیا
آہو شکار کرکے جھجھے شیر ہو گیا
لوٹا ہی دن دہاڑے یہ اندھیر ہو گیا
یہ مجھہ ستم ہوا شمشیر ہو گیا
ای اشک کون ہمرکاب تجھے پھیر ہو گیا
دریا کنارے موتیون کا ڈھیر ہو گیا
قد کو جو خم کیا خم شمشیر ہو گیا
مجھہ بینوا فقیر کا یان ڈھیر ہو گیا

در گاہ خواجہ کی ہی یہ روضہ وزیر کا

کب دیا انگور نے شیشہ شراب پاک کا
نام ہے دھوکے کی ٹٹی دار بست تاک کا

ظلم ابھی تو دیکھنا ہے گردش افلاک کا
منتظر ہے شیشہ ساعت ہماری خاک کا

قتل کو کافی ہے خنجر ناخن سفاک کا
جسم لاغر ہے مرا بس ایک چٹکی خاک کا

کب گوارا ہے پہننا ململی پوشاک کا
ہو گئے ڈھیلا ضعف سے اور بھی جامہ خاک کا

دور ہو دل سے الم اس ململی پوشاک کا
خوب ہو جاتی سفیدی ضعف جامہ خاک کا

اپنی خاطر شیشہ انگور سے ٹپکی شراب
چاہیے تو تیل بنے سایہ سمٹ کر تاک کا

آب خجلت میں نہائے دیکھ کر تجکو حسین
ہاتھ میں دستانہ کیسہ بن گیا دلاک کا

آفتاب جام میں نکلا الوا وسمہ کے لیے
بن گیا سورج مکھی ہر ایک پتا تاک کا

یہ قبا ہاتھ آئے تو کر دیجیے ترک لباس
عیب پوشی ہے کہیں تب ہے کم پوشاک کا

کون ساقی ہے مری غم سے جو ہوتا ہے سرور
ہاتھ میں کس کے ہے ساغر گردش افلاک کا

غیر سے ہنسکر جھکا یار نے خجلت سے سر
زہر خندہ نے اثر پیدا کیا تریاک کا

دامن زین سے لپٹ کر ہمنے فریاد کی
ہو گیا ٹکڑے گریبان حلقہ فتراک کا

کہربا بنکر کریگا جذب میرا رنگ زرد
دیکھیے وان کسطرح ٹھیریگا تنکا تاک کا

پوچھ لینے لگے راہ وحشی کو جیسے زنجیر کی
ہر بگولا خضر ہے صحرای وحشت ناک کا

جسم کو جنبش نہیں ہوتی ہے بی تحریک روح
پاؤں سے رک کے چلتا ہے یہ کب خاک کا

زہر کھائیں گل چمن میں خال جانان دیکھکر
داغ میں لالے کی پیدا ہوا اثر تریاک کا

۴۴	ای وزیر اونکا دہن ہی چشمۂ آب حیات موج آب زندگانی نام ہی مسواک کا	۵

یہ روی بزم مین جام شراب ڈوب گیا
نہان وہ مہ جو ہوا آفتاب ڈوب گیا

لگایا غوطہ جو اوس مہروش نے دریا مین
تو لوگ کہنے لگے آفتاب ڈوب گیا

بڑھایا بارش ابر مژہ سے سیل سرشک
کہ خیمۂ فلک کی طناب ڈوب گیا

تمہاری آتش رخسار نے یہ گرمی کی
کہ مین پسینے مین اب ہی جناب ڈوب گیا

چھپایا جام جو ساقی نے گر پڑے مرے اشک
ستارے آئے نکل آفتاب ڈوب گیا

وله

صدمہ شب فرقت کا اوٹھانا نہین اچھا
ای بیخبری آپ مین آنا نہین اچھا

وحشی ہون نہ تصویر بھی لے راہ بیابان
مانی سے کہو پاؤن بنانا نہین اچھا

آمادہ نہون پھر کہین توبہ شکنی پر
قلقل کی صدا مجکو سنانا نہین اچھا

تعریف پہ شیرین کی عبث ہوتے ہو کڑوے
تم نیک سہی سارا زمانا نہین اچھا

وله

فہم کیا ادراک کا سمجھے جو شان مصطفی
ہی خداوند دو عالم رتبہ دان مصطفی

خضر و عیسی کو ابھی مرجانے کا ہو اشتیاق
گر کرے زندہ لب معجز بیان مصطفی

ہر سحر جاروب دیتا ہی پرون سی جبرئیل
سجدہ گاہ قدسیان ہی آستان مصطفی

وله

برنگ شمع ہوا کٹ کے میرا سر پیدا
وہ نخل ہون کہ خزان مین کیا ثمر پیدا

بلا ہون دامن صحرا ای بیقراری مین
ہوا ہون طائر بسمل کے زیر پر پیدا

وله

میکشی پر مستعد ای بت جو تو ہو جای گا		سنگ بھی قالب تہی کرکے سبو ہو جای گا
وحشیونکے زخم کا جراح کیا جانے علاج		زخم چاک جیب کو مرہم رفو ہو جای گا
حسن یوسف سی فزون ہی رسول اللہ کا	وله	ہی وہ نور چشم یعقوب اور یہ نور اللہ کا
نہین غم زاہدان خشک کو خورشید محشر کا	وله	سلامت ہی اگر سایہ ہمارے دامن تر کا
خون میرا دیکھتے ہی سہم کر قاتل گرا	وله	پیشتر گرنے سی اوسکے کیون نہ مین بسمل گرا
چھپ گیا دوستی کے پردے مین	وله	دشمن جان نے کیا حجاب کیا
جا لگے گور کے کنارے ہم		کوچ کی ٹھہری پا تراب کیا
ہوا جب دل شکستہ پھر صفائی غیر ممکن ہی	وله	گرہ پڑ جاتی ہی جسوقت دھاگا توڑ کر جوڑا
جلا دیا نہو گلشن مین آتش گل نے	وله	دھوان سا آج جو بلبل کے آشیانسے اوٹھا

۴۵	ردیف بای موحدہ	۱۴
بات کا اپنی نہ جب پایا جواب		ہم یہ سمجھے وہ دہن ہی لاجواب
باتین سنو آئین لب خاموش سے		ورنہ ہم دیتے اوسے کیا کیا جواب
بے نشان ہی وہ کمر شکل دہن		کون سی شی ہی نہین جسکا جواب
سادہ کاغذ بھیجا نامے کی عوض		وان سے آیا بھی تو صاف آیا جواب
پوچھتا گر اوس کمر کا مین نشان		غیب سے ملتا مجھے اسکا جواب
ہم جو کچھ کہتے زبان تیغ سے		مین دہان زخم سے دیتا جواب

آج مجھسے بات اگر کرتے نہین
دینگے یہ بت کل خدا کو کیا جواب

بے دہن وہ ہی تو مین ہون بیزبان
یار کی صورت ہون مین بھی لاجواب

کہکے اک مصرع مہ نو رہ گیا
ہوسکا کب ہیت ابرو کا جواب

بات سیدھی کی جو تھا مذکور قد
ذکر ابرو مین دیا ٹیڑھا جواب

کیجیے کیا بات اس کج طبع سے
دیگا چرخ واژگون اولٹا جواب

باتین کرتا ہی جو بے پردہ چھوڑ کر
مجکو دیتا ہی وہ در پردہ جواب

آگیا ای وای پیغام اجل
پر نہ قاصد لیکے کچھ آیا جواب

۴۶
سنلے بیتین میری حاسد چپ رہے
ای وزیر اپنا سخن ہی لاجواب
۱۲

آئے ہو ہمپہ کرنے کو بیداد یا نصیب
بھولے ہوے نکو تو نہین ہمکو یاد یا نصیب

کتنے اسیر ذبح ہوے کتنے چھٹ گئے
ہمسے رہا تغافل صیاد یا نصیب

تصویر بھی نہ کھینچ سکی مجھ ناتوان کی
گر گر پڑا ہی خامہ بہزاد یا نصیب

تڑپین چمن مین ہم تو کسی سرو کے بغیر
دیکھین وصال قمری شمشاد یا نصیب

قسمت یہ اپنی اپنی تجھے خندہ لب کیا
ہمکو عطا کیے لب فریاد یا نصیب

ایذائین وقت ذبح بھی کیا کیا نہین ہوئین
رک رک گیا ہی خنجر فولاد یا نصیب

دیکھا جو تجکو کہتے ہین حسرت سے خوبرو
ہم آدمی ہون اور یہ پریزاد یا نصیب

باقی رہا تھا جیب سو ٹکڑے اڑا دیا
دست جنون نے خوب کی امداد یا نصیب

تا مرتے دم بھی حسرت دیدار ہی رہی	کرتا ہی بند آنکھون کو جلاد یا نصیب
دل یار سے لگاتے ہی نظرون سے گر گئے	کیا اپنے عشق کی ہے یہ افتاد یا نصیب
بھولی نہین اجل کسی عاشق کو ہجر مین	پر اوسکو اک ہمین نہ ہے یاد یا نصیب

۴۷	واقف کیطرح ہجر مین تڑپے نہ کیون وزیر وصل تو اتفاق نہ افتاد یا نصیب	۹

کسکی شمع رخ سے ہی روشن چراغ آفتاب	اندلون کچھہ آسمان پر ہی دباغ آفتاب
گر کہون مین راتکو کسیجا بلوگے تو کہے	ہی وہ نادان شکو جو پوچھے سراغ آفتاب
شمع رو ہی یار سے اوٹھے جو فانوس نقاب	مثل شمع صبح بجھہ جائے چراغ آفتاب
ہون وہ میکش ساقی گردون سے لیتا ہون ایام	ساغر مہ آنکو دن کو ایاغ آفتاب
چین گیسو سے ذرا دکھلادی عارض کی چمک	یہ وہ شب ہی جسمین روشن ہو چراغ آفتاب
سیر کرتا ہی دل پر داغ کی وہ رشک مہر	ہی بجا کہیے اگر اب اسکو باغ آفتاب
دانت تارے ہین مسی ہی رات پیشانی ہی صبح	قد ہی شمع ماہتاب اور رخ چراغ آفتاب
خط کے بیچ سے نکل آئی ہین لعین خسار صاف	ہو گہن کی قید سے جیسے فراغ آفتاب

آسمان کو بھی ہی کیا عشق رخ جانان وزیر دلکے داغون کیطرح روشن ہی داغ آفتاب	

کریگا دید سے قطع نظر خواب	تمنا وصل کی اور اسقدر خواب
شب فرقت کرے عزم سفر خواب	مری آنکھون نے لے پائی نظر خواب

۴۸	ردیف بای فارسی	۱۴

عبث چھوتر ے گیسوی عنبرین کا سانپ / ہوا ہی ہاتھ مرا میری آستین کا سانپ

چمن مین دیکھ کے زلف سیہ ہوا نادم / سفید ہو گیا ایجان یاسمین کا سانپ

دل فگار جو بنا لے کے دے کھای وہ زلف / صدای نی کیطرف آے ہو مین کا سانپ

کریگی پرورش زلف صبح عارض یار / پیے کا شیر سحر سے میرے جبین کا سانپ

نہین ہی روی عرقناک پروہ مشکین زلف / یہ اوس چاٹنے نکلا ہی ملک چین کا سانپ

خیال زلف مین رو کر جو اشک ٹپکے ہین / ہی آستین کا ہر اک تار آستین کا سانپ

تمہارے آینۂ رخ پہ زلف مشکین ہی / حلب مین رہنے لگا اب تو ملک چین کا سانپ

کہونگا دیکھ کے مین چین زلف مین در گوش / اگل رہا ہی یہ من زلف عنبرین کا سانپ

جو کھل گیا کبھی ہو باف قہر آئے گا / ابھی ہی پیچلی مین جعد عنبرین کا سانپ

دبا کے ہونٹون مین گیسو کو ناز سی بولے / بجای شیر یہ عادی ہی انگبین کا سانپ

کہا جو ہنس کے نہین دونگا بوسہ کاکل / تو موج خندۂ لب ہو گئے نہین کا سانپ

اوٹھا کے اب گل عارض سے زلف ہاتھ مین لو / چڑھا دو شاخ گل تر پہ یاسمین کا سانپ

تمہارا گیسو انکار بڑھ کے اگی ہو / طلسم حسن بنا دی نہین نہین کا سانپ

وزیر نیکو نکی صحبت سے بد بھی ہوتے ہین نیک
کسیکو کاٹے نہ زنہار یاسمین کا سانپ

اوڑون کہین ہین حسن مین شمس و قمر سے آپ / آئینہ لیکے دیکھیے میری نظر سے آپ

۴٩	ردیف تای فوقانی	١٣

دیکھین گر سرو قد یار درخت — گڑین قد ہون یہ سایہ دار درخت

سنگ کھاتے ہین بار بار درخت — اپنے پھل سے ہین نہ بربار درخت

کب ہین مانند قد یار درخت — ہین شگوفون سے داغدار درخت

عشق پیچان کیطرح لپٹونہین — دیکھون گر مثل قد یار درخت

داغ کھا کر نہ ہم نے پھل پایا — گل کھلا کر نہ لایا بار درخت

زلف مشکین کو کھول دے اے سرو — تا کھون ہی یہ مشکبار درخت

وہ شجر ہی ترے نگینے مین — سیکڑون جسپہ ہون نثار درخت

وہ غمین ہون کہ بعد مرگ بنے — نخل ماتم سر مزار درخت

پھل جو ہی مجکو پھل ہی برچھی کا — ہجر مین ہین مثال دار درخت

کیون یہ پتھر لگاتے ہین لڑکے — ای جنون کیا ہون باردار درخت

سرو صدقے مین ہوگیا آزاد — دیکھین اب کون ہو نثار درخت

چشم بد دور آنکھین ہین بادام — ہی قد یار میوہ دار درخت

شاخ شعلہ ہو پھول انگارے — جلین دیکھین جو قد یار درخت

٥٠	وله	٥

زبانکو وصل کی شب گفتگو کی کب ملی فرصت — ہجوم بوسہ لینے ندی اک باتکی فرصت

قد آدم تری تعظیم کرتی اوڑکے خاک اپنی — پس مردن جو دیتی ناتوانی ای پری فرصت

ہی غربال بھر بازی طفلان مری گل کی
فلک نے خاک چھنوائی نہ سر پر بھی فی قسمت

مدامی کاروان ہوش گم ہین مثل یوسف ہین
نہین دیتی ہی مجکو ایکدم بھی بیخودی فرصت

نہین ذوق گلو گیری گریبان بہت جھکا ہی اپنا
ہوی بیکار اب دست جنون کو ہو گئی فرصت

۵۱ — وله — ۵

تنگی دہن سے ہی اڑی بات
چھوٹا سا ہی منہ ترا بڑی بات

کیا چرب زبان وہ شعلہ رو ہی
لب تک آکر پھسل پڑی بات

مطلب پہ اگر زبان دو تم
ہو منہ سے ابھی نکل کھڑی بات

دل شیشۂ ساعت اپنا بن جائے
ساقی نکرے جو دو گھڑی بات

ہین پیٹ کے ہلکے وہ صدف سان
موتی کی طرح نکل پڑی بات

وله

قصد لے اپنی ہی زاہد کسکو سودای بہشت
ہم برنگ بلبل غرے دل ہین ہاتھ آئی بہشت

جاؤن دوزخ کو نہ لون احسان دربان بہشت
وله کچھ جہنم کا نہین مالک ہی رضوان بہشت

۵۲ — ردیف ثای مثلثه — ۱۹

بھولے تم حرف وفا کیا باعث
ہای خط بھی نہ لکھا کیا باعث

زلف کو مشک کہا کیا باعث
ہو ہی ہمسے یہ خطا کیا باعث

کس مسلمان کو بتو قتل کیا
کرتے ہو شکر خدا کیا باعث

ہی خدا تو رگ جان سے بھی قریب
کیون وہ بت دور رہا کیا باعث

یار کیا تیغ بکف پھرتا ہی
سر مرا پھرنے لگا کیا باعث

یان تو پیغام اجل آ پونہچا
وان سے قاصد نہ پھرا کیا باعث

کھول دی زلف سیہ کیا اوسنے
دن شب تار ہوا کیا باعث

بوسہ خال ذقن مانگا تھا
داغ دل تونے دیا کیا باعث

کیا پڑھا یار اوسے کچھ غیرون نے
خط ہمارا نہ پڑھا کیا باعث

عشق مین کیون ہی مجھے ننگ سے عار
اوٹھ گئی شرم و حیا کیا باعث

کھل گئے ہنسنے مین کیا دانت اوسکے
گر پڑی برق بلا کیا باعث

سرمہ آسا ہون سیہ بختی سے
پھر مین نظرون سے گرا کیا باعث

ایجنون دشت مین کانٹون نے مجھے
پاون پڑ پڑ کے رکھا کیا باعث

کسکو اب پیسے گا نظرون مین
سرمہ آنکھون مین دیا کیا باعث

جب کیے نالے زمین کانپ اوٹھی
آسمان گر نہ پڑا کیا باعث

۵۴	ردیف جیم عربی	۲۰

ہوا کیا دل مین خون آرزو آج
کہ خون آلودہ ہی اشک تو آج

ہوئی قاتل سے بیڈھب گفتگو آج
کرون زخم دہن کو مین رفو آج

بتون کو امتحان اپنا ہی منظور
خدا رکھلے ہماری آبرو آج

مرا سر دار مین لٹکا کے خوش ہی
ثمر لایا ہی نخل آرزو آج

لہو مین اشک خون نہلا رہے ہین
لیا کیون نام قاتل بے وضو آج

جو کچھ ہونا ہی فردا ے قیامت	دکھا دے دو قدم بس چلکے تو آج
دہان زخم کو سینا نہ تھا ہارے	ہوی قاتل سے قطع گفتگو آج
مرین ہم یار کے جانے سے پہلے	اجل رکھلے ہماری آبرو آج
گلے کاٹے ہزارون عاشقون نے	ہوے نادم دکھا کر وہ گلو آج
جدائی ہو گئی ای دوست تجسے	بر آئی دشمنون کی آرزو آج
پونہچ جائے مرا سر پاے خم تک	ذرا کر دستگیری ای سبو آج
تڑپتا ہون مین درد استخوان سے	خبر لینا سگ دلدار تو آج
تجھے دیکھا ہوے گل پانی پانی	گلستان مین ہی طرفہ آبجو آج
یہ کس کافر نے ابرو کو دکھایا	نہین قبلہ نما تک قبلہ رو آج
حنائی پاؤن سے کس گل نے رونڈا	ہی اپنی خاک مین مہندی کی بو آج
زبان تیغ سے پوچھا تو ہوتا	زیادہ گل سے ہی درد گلو آج
نہ دیکھون گا جو فردا ے قیامت	دکھاتی ہی شب فرقت وہ تو آج
ترے کوچے کی شاید راہ بھولی	صبا پھرتی ہی مضطر کو بکو آج
اوسے ای بیخودی کل ڈھونڈھ لینگے	پڑی ہی ہمکو اپنی جستجو آج

ہ ہ	وزیر ایسے ہو کیون خاموش بیٹھے ہوی موقوف کس سے گفتگو آج	۸

دل اوٹھاتا ہی مزہ دید لب یار کا آج		نشا ہی اسکو می شربت دیدار کا آج

آمد آمد ہی مرے رشک قمر کی شاید
رنگ اوڑا جاتا ہی کیون رخ شب تار کا آج

بیڑیان پاؤن پڑین طوق گلے سے لپٹا
اینچتون کچھہ تو بتا کیا ہی سبب پیار کا آج

باغ کو جایئے گا ابر سیہ مست اوٹھا
پیش خیمہ تو روانہ ہوا سرکار کا آج

ہین جوانان چمن باغ کی دیوار و در
لے اوڑا حسن مگر شاہد گلزار کا آج

صاف ہم تاڑ گئے وصل کی ٹھہری ہوگی
خواب مشتاق ہوا دیدۂ بیدار کا آج

شب فرقت کے تو آنے کا کہین خوف نہو
کیون اوترا نہین سایہ مری دیوار کا آج

سکہ ہر زخم بنا درہم دل پر ای ترک
ملک دل پر ہو قبضہ تری تلوار کا آج

٥٥	ردلیف حای مہملہ	٢٣

زندہ در گور ابتو ہی بے تیرے آرام روح
بنگیا ہی قالب خشت لحد اندام روح

کیا ہی چین آیا ترے آنے سے ای آرام روح
اب نہین وہ رنج دل وہ درد جگر آلام روح

کس مزے سے جاتی ہی یاد لب شیرین مین جان
میٹھی لو پی چلا ہی توسن خوش گام روح

یہ صفائی یہ لطافت ہی کہان آئینے مین
ہی عیان تیری لباس جسم سے اندام روح

عیسیٰ عہد جسکو کہتے ہین وہ ہی عاشق کی جان
ہی نیام آستین یار مین صمصام روح

جسم انسان وہ بنا آفت ملک بننے لگے
چار جوہر ایک ہو کر بنگئے صمصام روح

رشتے کا آزاد ہوگا گر اسیر کاہی ذوق
جسم ہی کر لے گا ای صیاد پیدا دام روح

اب خط صیاد دیکھین دکھلا رہا ہی باغ سبز
یہ تن پر داغ اپنا بنگیا گلدام روح

ہو گئی بے آب جب تونے لگائی دل پہ تیغ
دیکھہ او سفاک بنجرا بنا یہ جام روح

جسم سے نکلی تو پہونچی کعبۂ مقصود تک	[illegible]	بے لباسی ننگی ہی جامۂ احرام روح
دو ہی دمین تو جوانی رنگ پیری لانگی		ہی جہان جسم اکدن صبح ہو گی شام روح
تیرے رہنے کے لیے جان نے کیا قالب تہی		ہی برنگ سایہ باہر جسم سے اندام روح
جو بنی ہی جان بر کردون اشارون سے بیان		بے دہن سے بی زبان ہو گر کہون پیغام روح
لو تن خاکی کو آب خشک نے تر کر دیا		گر پڑا تلوار کے پانی سے قصر خام روح
بلبل گلزار جنت ہو رہا کب دیکھیے		موج بو ہی گل ہوی اس باغ مین گلدام روح
سوز غم سے آتش خاک و باد مین آتش مزاج		چار عنصر کا بنا جو بکھہ چراغ خام روح
طائر جان صاف مرغ رشتہ بر پا ہو گیا		جسم فرط لاغری سے بنگیا ہی دام روح
جسم سے حسرت نے پیدا کی نکلجانے کی راہ		اب تو مستشدر ہی سرا بید ربی بام روح
کوی تو جان جہان مہمان سے دلمین ہی		دمبدم تو پہنچاتے ہین یک نفس پیغام روح
ہی بگڑنا ان جسمیان جہان کا اک بناو		پیچ و تاب روح ہی گیسوی عنبر فام روح
حدۂ موج نفس سے ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا		کیون لیا ہی گرد سبکر وجی بنایا جام روح
اب کہان وہ سیر جنت وہ فلک کے وا زبان		پا بگل ہی جسم خاکی سے لوٹھے کیا کام روح

۵۶	مثل دل سینے سے میرے وہ لپٹکر کہتے ہین ہی **وزیر** اب تو نہین درد جگر آلام روح	۱۹

پھر کہی تیری جو چشم مست آفت آرام روح	جام ساں گردش ہین ہی اب بخت نافرجام روح
پھر غم فرقت ہوا ہی باعث آلام روح	بیقراری دل کی پھر کھونی لگی آرام روح

ظاہر اس سے زیادہ کیا ہی لطف باطنی — نقد دل دیکر کہوں قاصد یہی انعام روح

خود بخود لیونکو خبر پہونچا سکے کیا انقلاب — حور ہو جائے جو لکھے کوئی الٹا نام روح

آج سے روح الامین تجکو کہوں پیغامبر — میری روح اللہ تک پہونچا دیا پیغام روح

اوس بت کافر کو بتیاں ہیں کیا کیا کچھ لکھا — دین و ایمان احسن الحال جان آرام روح

کیا سکان جسم ہیں اپنے مکین کا شیفتہ — پھر رہا ہی ساتھہ قصر بے در و بے بام روح

ایسے ہم قاتل پہ مرتے ہیں کہ بے تائید دست — کھینچ لیتا ہی نیام جسم سے صمصام روح

شیشۂ تن سے پری آئی نظر میکی طرح — دختر رز ہو گیا مشہور ساقی نام روح

لو خدا حافظ کہ آ پہونچا ہی عشق کفر زا — بھاگ جائے دل بغل میں دابکر اسلام روح

کیوں نہ سب میں آ کے ہم رکھتے ہو قبضہ پہ ہاتھہ — لو نکل آئی نیام جسم سے صمصام روح

بوسۂ لب لکو دیگا اک حسین سبزہ رنگ — خضر آب زندگانی سے بھریگا جام روح

سنکے اسم حور بے دیکھے ہوے مرنے لگے — اولٹی سیفی بنکے نکلا منہ سے اولٹا نام روح

تھی سیر عرش پا اب ہی اسیر شست خاک — واہ کیا آغاز تھا اور کیا ہوا انجام روح

پنبۂ گوش جوانی گر نہ ای پیری ہو تو — قامت پرخم دہن ہنکر کہے پیغام روح

کھینچ سکا نقشہ نہ جب جسم لطیف یار کا — کاغذ تصویر پہ مانی نے لکھا نام روح

الاماں ای رعب پیری ای جوانی الغیاث — ٹر گیا رعشہ بدن کا تب و تھا اندام روح

چار دیوار عناصر گر پڑی تپ سے یہ ہم — رفتہ رفتہ بنگیا چورا ہا قصر خام روح

جانکی کسکو خبر دل ہی نہیں ہی اے وزیر — ہو گیا گم وہ نگین جسپر کہدا تھا نام روح

ردیف خاے معجمہ

وفورِ لہو سے ہے کیا پیکرِ شہیدان سرخ
ہے استخوان بھی ہو مانند شاخِ مرجان سرخ

عذار و گیسوے مشکین و لعلِ لب دیکھو
حلب سفید ختن ہے سیہ بدخشان سرخ

ہون سبز بحیب جو یا و عذار رنگین مین
قباے گل کی طرح ہو گیا گریبان سرخ

ردیف دال مہملہ

۵۷ — ۱۹

بے سبب شمع کا ہی گل نہین اندام سفید
ہو گئی دیکھ کے یہ ساغرِ گلفام سفید

ابھی ہر چند نہین زلفِ سیہ فام سفید
ہے مگر موے کمرِ بتِ خود کام سفید

ہو گئے رونے سے اب دیدۂ ناکام سفید
جوشِ باران سے ہوا ابرِ سیہ فام سفید

کس خرابی سے رہِ عشق بسر کی ہے ضعیف
رنگ اک گام پہ تھا زرد تو اک گام سفید

زاہدا مین ہون وہ میکش کہ مری محفل مین
سبز مینا ہے فلک ماہ ہے اک جام سفید

زلف و رخسارِ صنم دیکھ کے معلوم ہوا
چہرۂ کفر سیہ ہے رخِ اسلام سفید

چشمِ میگون سے بہت دعویِ ہمچشمی تھا
پوست کھینچا جو گیا ہو گئے بادام سفید

میکشی جامِ مہ و مہر سے کرتا ہون مدام
صبح ہے زرد پیالہ تو سرِ شام سفید

ہجر مین حلقۂ ماتم ہے مجھے حلقۂ بزم
نظر آتے ہین سیہ مجھکو در و بام سفید

جلوہ گر یون ہے عرق سرمے کی دنبالے پہ
شاخِ بادام مین جیسے گلِ بادام سفید

روبرو روشنی رخ کی ہے گر صبح سیاہ
پیشِ تاریکیِ گیسوے سیہ شام سفید

ہو چکی رات ہوی صبح بس ای غافل نیند
چھوڑ غفلت کہ ہوے موے سیہ فام سفید

دو ون جو تشبیہ نہین آنکھون چرب ہی چھائی
ہواگر رنگ سے پیدا ہو تعجب کیا ہی
مہ نو تجکو یہ دیتا ہی دعا ہیر ہو تو
ہم اسیرون کی طبیعت مین ہی یہ رنگینی
کچھہ تعجب یہ نہین میری سیہ بختی سے
اسقدر ضعف ترقی پہ ہی افزون ہین

ساق گلرنگ تے ہی شمع کا انداام سفید
سایہ ہوتا ہی سیہ گوہون در و بام سفید
ہو مری طرح سے ابرو سے سیہ فام سفید
کرین گلرنگ لہو سے ہو اگر دام سفید
ہون نہ پیری مین اگر موے سیہ فام سفید
لکھین میں رخی سے تو ہوجاے ارقام سفید

۵۸	چشم مخمور صنم دیکھے تو روے یہ وزیر چشم نرگس ہو برنگ گل بادام سفید	۲۵

وہین کیطرح کرین گوش آسمان فریاد
فلک سے گذری گئی تا بہ لامکان فریاد
کرون مین پیر دم رخصت جوان فریاد
شب فراق مین کیا کیا ملے انیس مجھے
فغان کرون کہ ہی سیب ذقن یہ طوطی خط
گئی زمین سے فلک تک فلک سے عرش تلک
دکھاے یار کرامت تو مین کرون اعجاز
چھپا ہی گیسوے مشکین مین رخ کرون نہ نالے
کسیلیے کوچہ کاکل مین دل ہی یون نالان

بتو خدا نکرے آسے تازبان فریاد
پہونچ گئی ہی کہان سے مری کہان فریاد
چلے جو تیر تو کرنے لگی کمان فریاد
رفیق درد و شفیق آہ مہربان فریاد
ثمر بچانے کو کرتے ہین باغبان فریاد
پھری نلاش اثر مین کہان کہان فریاد
وہ بیدہن کہے باتین ہین بزبان فریاد
ہوئی ہی رات کرے کیون نہ پاسبان فریاد
تمام رات کرے جیسے پاسبان فریاد

جہانمین شور ہی سنتے این کان کے پردے | ابھی تو آئی ہی سینے سے تا زبان فریاد
فغان وہ سنکے مری ہنستے ہنستے لوٹ گئے | نکل کے منہ سے ہی شاخ زعفران فریاد
نہو وہ گل تو دل اندار نالان ہو | کرے برا سے گلستان یہ بوستان فریاد
ہوا نہین وہ خصت جو رنج تنہائی | تو میرے ساتھ کیے درد و غم فغان فریاد
دلا قسم تجھے زلفون کی دو پہر تو ہو جب | کہ آدھی رات سے کرتے ہین پاسبان فریاد
تمھاری تیغ نے کیا کیا زبان درازی کی | نکیون کرین دہن زخم کشتگان فریاد
لہو پیینگی نہ جب تک مرا تجھے کی ہی پیاس | کرینگی ین یار کے بالے کی مچھلیان فریاد
دکھائے گا نہ کبھی آب تیغ وہ ظالم | کیا کرین مرے بازو کی مچھلیان فریاد
جو ابر زلف مرا نالہ گوش زد کردے | برنگ برق کرین اونکی بجلیان فریاد
جو آتش گل تر سے سپتی ہو ہی بلبل | کریگا صورت ناقوس آشیان فریاد
خموش نے کیطرح ہون مین وہ رہی لب سے | جو منہ لگا و تو سن لو مری فغان فریاد
نہ راتدن تجھے دیکھین تو پھر جلاجل سان | کرین ہم یہ مہ و مہر آسمان فریاد
کسی کی خاطر نازک کا جب خیال آیا | زبان تک آکے ہوئی زیر لب نہان فریاد
برنگ نے ہوے روزن جو خار چبھ چبھ کر | کرینگی اب مرے پاونکی انگلیان فریاد
ادا سے میری نہین انگلیان وہ چٹکاتے | لیے انکے ہاتھون کی کرتی ہین انگلیان فریاد

۵۹	وزیر نالے صدا لے شکست رنگ سے کر وہ بید ہین ہی کر اب تو بھی بے زبان فریاد	۳۶

ہمارے ساتھ کرے کیوں نہ آسمان فریاد
صدا نکلتی ہے گنبد میں تو آمان فریاد

ٹھہر کے آتی ہے ہر استخوان پہلو پر
ہوئی ہے ضعف سے محتاج نے زبان فریاد

میان ارض و سما یوں ہوں آہ میں نالاں
کہ جسطرح سے ہو دو لب کے درمیان فریاد

مثال نے ہوئے سوراخ ناوک غم سے
تمام جسم کے کرتی ہیں استخوان فریاد

دکھایا پھول سا رخ کسنے اور سرو سا قد
کہ نالے بلبلیں کرتی ہیں قمریان فریاد

ہما ہی آے سگ یار اگر نہیں آتا
کہاں تلک کریں یہ مشت استخوان فریاد

کوئی بھی دیر و حرم میں نہ داد کو پہنچا
دعائیں مانگیں بہت کی یہاں وہاں فریاد

تمہارے دل میں جو جا اجانے ہوا اثر کہ نہو
بتو کہو تو کروں پھر امتحان فریاد

کہے فلک وقنا ربنا عذاب النار
وہ دل جلا ہوں کروں جب شرر فشان فریاد

جو ایک رات نہ دیکھے ہلال ابروے یار
کرے زبان مہ نو سے آسمان فریاد

چمن میں غنچے چٹک کر جو پھول بنتے ہیں
زیادہ کرتی ہے کیا حسن گلرخان فریاد

ترے جلے بھنے کب سوز غم سے نالاں ہوں
کباب خام کرے آگ پر فغان فریاد

زبان تک آ نہیں سکتا ہے ایک حرف خوشی
ہوئی ہے اپنے در لب پہ پاسبان فریاد

شب وصال کے ساتھ آئیگی فراق کی صبح
کریگا شام سے مرغ سحر یہاں فریاد

جو روؤں دیدۂ روزن سے رو دیں دیوار بنا
کرے فغان لب بام سے مکان فریاد

ہے میرے قہقہے کے ساتھ ساتھ نالہ بھی
صدائے خندہ سے بنتی ہے توامان فریاد

زمین پہ ہو دم رقص اونکے گھنگروں کی صدا
کہ تارے کرتے ہیں بالائے آسمان فریاد

گھٹا اگر مرے اس دود آہ کی چھائی
کریگا صورت طاؤس آسمان فریاد

عدو جو لاش پہ آئے نہ رنج ہو پس مرگ
چراغ مردہ کرے آپ سے کہان فریاد

مین انجمن مین ہون پروانہ باغ مین بلبل
کہین جلون کہین کرتا پھرون فغان فریاد

چھپی ہی کانکے پردے مین شرم کے مارے
جو بے اثر کبھی آئی ہی تا زبان فریاد

خیال لعل ورخ آتشین مین نالان ہون
عجب نہین ہی زبان شعلہ ہو دھوان فریاد

کہین خوشی سے زیادہ ہی غم مرا اشتیاق
ہنسی سے پیشتر آئی ہی تا زبان فریاد

جفائین اونکی بیان کیجیے وفا ونکے ساتھ
ہنسی بھی لب پہ ہو آئی جو تا زبان فریاد

صدا ہی بانسی اوس سرو کی جو قیمت خرام
گمان ہوا مجھے کرتی ہین قمریان فریاد

بس اک گھڑی ہی مین بنا دیجیے انھین گھڑیال
وہ کیجیے آہ کرین ساتون آسمان فریاد

برنگ غنچہ سوسن دہن کبود ہوا
لبون پہ آئی جو یاد مسی مین یان فریاد

فزون ہی نالون کے باعث سے قیمت بلبل
زیادہ کیون نہ کرے قدر عاشقان فریاد

نہ آئی اپنی قفس تک صدا کے خندہ گل
ہزار بار گئی تا بہ گلستان فریاد

بگوش دل سنے بلبل تو دم بھڑک جائے
ہی موج نکہت گل اپنی باغبان فریاد

سنا ہی کرتے ہین وہ درد گوش کا شکوہ
لو پہنچ گئی دل پردرد کی وہان فریاد

ترے خیال گلستان رخ مین ہم او طفل
چمن مین کرتے ہین پڑھ پڑھ کے بوستان فریاد

پھٹے ہین کان کے نکے پردے دم آیا ہونٹون تک
وبال گوش ہی نالہ بلا سے جان فریاد

زبان پہ آتی ہی اب بے صدا برنگ نفس
ہوئی ہی بسکہ نہین اپنی مرا جدان فریاد

خیال قد مین ہی قد قامت الصلوۃ فغان	قطعہ	غشی نماز ہی تکبیر عاشقان فریاد
رکوع الفت ابرو مین ہی خم قامت		سجود سر کا پٹکنا ہی اور اذان فریاد

٨٠	ولہ	١٧

خط نہ شبگون ہی نہ مثل صبح ہی چہرا سفید	ہین طلسم حسن سے موجین سیہ دریا سفید
ناتوانی سے ہوا ہی قاتل لہو میرا سفید	نیمچہ ہو جائے گا بھر کر ہلال آسا سفید
کیا لگائی ہی گلوری گورے گورے ہاتھ سے	ہو گیا چونے کی صورت پان مین کتھا سفید
یہ زحل مریخ زہرہ ہین فلک تو حسن کا	نشا ہی سے ہی آنکھ سرخ اور تل سیہ مکھڑا سفید
گورے گورے پانو کا لونکو اگر چھو لیجیے	ہو حنائی ہاتھ ابھی مثل ید بیضا سفید
گوش نو دہو جائے گر وہ شہرہ حسن صبیح	ہو بیاض چشم سان ہر کان کا پردا سفید
تیری پیشانی سے او مہ وہ عرق ٹپکا نہین	آسمان حسن سے ٹوٹا کوئی تارا سفید
واہ کیا ہی جلد آئے تو بھی اہی صبح وصال	ہو گیا مین پیر اور زلف شب یلدا سفید
تیرہ بختونکو نہو کچھ فائدہ منعم سے بھی	جسم اگر چاندی کا تیرہ ہو نہو سایا سفید
رنگ بدلے تھا جو خط مین صحف الف رخ خط و رخ	ہو گیا اکثر کبوتر بھی ہرا نیلا سفید
نازکی سے خاک پر گر کے ہوا ہی کبود	ورنہ تھا مہتاب سے بھی یار کا سایا سفید
رو برو خورشید کے ہو جاتے ہین کالے ہرن	تو اگر آنکھین دکھائے ہو ہرن کالا سفید
دامن اوس مہ کا چھوے یارب جو غیر روسیہ	آستین کی طرح اوسکا ہاتھ ہو سارا سفید
پرورش منظور ہی آنکھو نسے طفل اشک کی	شیر بنجائے لہو اہی ضعف ہو ایسا سفید

ہوگئین زلفین سفید اب نا ریجا چھوڑیے
میکشی منظور ہی اب اک گل رعنا کے ساتھ

صورت کافور عنبر ہوگیا سارا سفید
ساقیا ہو سبز ساغر سرخ ہی شیشا سفید

۶۱	تار بستر ہوگیا میرا تن لاغر وزیر یا نظر آتا ہی بستر پر کوئی دھاگا سفید	۲۳

ہی بہار اک یہ بھی گر ہو خط سبز اوسکا سفید
خوشنما ہوتا ہی کیا گرد قمر ہالا سفید

ضعف سے اپنا تن لاغر ہوا ایسا سفید
بستر غم پر پڑا ہی ایک ہو گویا سفید

تم جو کہتے ہو نہ ہوگا خط سبز اپنا سفید
واہ سچ کہیے کبھی دیکھا نہین طوطا سفید

کیا چمکتا ہی پیالا ماہ تابان کا سفید
لائیو ساقی ذرا بلور کا شیشا سفید

چاند کیصورت ہی اوس مہر کا نقش یا سفید
چاندنی کیطرح آتا ہی نظر سایا سفید

شکل مرجان سرخ موتی ہے تو لب سے ہوا
مثل گوہر عکس دندان سے ہوا مونگا سفید

چشم اشک آلود پر دامن وہ رکھکر کہتے ہین
کیون بچھا دون تیرے طفل اشک کو کرتا سفید

اشک کیا دامن سے پوچھے ملگیا ملبوس خاص
برہنہ تھا طفل اشک اوسکو دیا کرتا سفید

سرخ عارض ایسے ہین گل جنکے آگے ہین سیاہ
کیا سیہ ہی چشم جسکے آگے ہی سرما سفید

آگئی صبح اجل ساقی نہ آیا میکشو
ہوگئین آنکھین بہ تنگ پنبۂ مینا سفید

روبرو اعلی کے ادنی کو نہین ہوتا فروغ
مہر کے آگے ہی مہ اک ابر کا ٹکڑا سفید

سرخ ہو مثل قبا ہی گل بدن کے رنگ سے
پہنے شبنم کا اگر وہ رشک گل کرتا سفید

وہ جو انکا نہین پری مین ہتا رنگ روپ
ہو کے خاکستر دلا ہوتا ہی انگارا سفید

یاد مین اک ماہ کے روتے تو چھٹکی چاندنی
ہجر کی شب کا ہوا اشکون سے منہ کالا سفید

پھاڑ کے پھینکے ہین او وحشت گریبان اسقدر
صورت جیب سحر ہی دامن صحرا سفید

دیدۂ خونبار سے دیکھون اگر ای رشک گل
سرخ ہوجائے ترے دالان کا پردا سفید

بزم مین اپنی وہ گل آیا ہی بہر میکشی
پھول بھر کر لائیو ساقی کوئی شیشا سفید

ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
گل جو اوسکے آگے خجلت سے ہوا سارا سفید

دیدۂ سوزان مین دیکھو اشکہای گرم کو
ہی یہ وہ مجمر کہ جسکا ہی ہر انگارا سفید

دید کا مانع ہوا ہی پرتو حسن صبیح
پڑ گیا آنکھون پہ او محبوب اک پردا سفید

۲۱	کی وزیر اشکون نے یونہین ہجر مین گر شست و شو دامن شب صورت جیب سحر ہوگا سفید	۶۲

وصل مین رفتار معشوقانہ دکھلاتی ہی نیند
آج کن اٹکھیلیون سے آنکھو مین آتی ہی نیند

یاد چشم سرمگین مین شبکو گر آتی ہی نیند
صورت مرغ نگہ آنکھون سے اوڑ جاتی ہی نیند

فرقت دلدار مین سہوا اگر آتی ہی نیند
آنکھ سے باہر ہی باہر آکے پھر جاتی ہی نیند

عین بیہوشی ہی ہشیاری سمجھا جاتا ہے
اہل غفلت کی تو بیداری بھی کہلاتی ہی نیند

کروٹین لے لیکے کہتے ہین شب فرقت مین ہم
کس طرح ای خفتگان خاک آجاتی ہی نیند

اونکی فرقت مین نہ پوچھو سرگذشت خواب چشم
آج کل راہی نگہ کی ٹھوکرین کھاتی ہی نیند

سبزۂ خوابیدۂ گلشن کا جب آتا ہی ذکر
تب قفس مین کوئی دم بلبل کو آجاتی ہی نیند

فرقت دلدار مین سونیکو مرنا کہتے ہین
عاشقون مین خواب مرگ ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

نیند کو بھی نیند آجاتی ہی ہجر یار مین
کہتے ہین سونا اسے چونکا نہ روز حشر تک
کیا غلط سمجھے وہ آئیگا پھڑکتی ہی جو آنکھ
فرقت دلدار مین جو رات بھر آئی نہ تھی
منتظر رکھتی ہی غمزے کرتی ہی آتی نہین
کوہی جاناں سے جو اوٹھتا ہون تو سو جاتے ہین پاون
گرمی سوز جگر بیتاب کر دیتی ہی جب
تیغ کا پھل کھایا آب تیغ پی کر سو رہے
صورت زاہد نہ جاگو حضرت دل سو رہو
اس مری دیوانگی پر ای جنون پتھر پڑین
واہ ری تاثیر الفت بل بے فرط اتحاد
سوتے ہو تم چشم بد دور آنکھین میری ہین کھلی

چھوڑ کر بھی خواب مجکو آپ سو جاتی ہی نیند
اس ہمارے بخت خفتہ کی قسم کھاتی ہی نیند
آنکھ مین خوف شب فرقت سے تھراتی ہی نیند
وصل مین آتے ہوے آنکھون مین شرماتی ہی نیند
او بت ترسا تری فرقت مین ترساتی ہی نیند
دفعتہ آنکھون سے پاؤن مین اوتر آتی ہی نیند
ٹھنڈی ہی سانسین ایسی بھرتا ہون کہ آجاتی ہی نیند
کثرت آب و غذا سے واقعی آتی ہی نیند
قبلہ من کعبہ مقصود دکھلاتی ہی نیند
آنکھ کے ڈھیلے لگاتا ہون اگر آتی ہی نیند
غش پہ غش آتے ہین مجکو جب اونھین آتی ہی نیند
فتنۂ بیدار کیا ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

ہجر مین سونے کی ایسی ہی تمنا ای وزیر
دیکھتا ہون اوسکو حسرت سے جسے آتی ہی نیند

اللہ رے حسن رخ نیکوے محمد
نظروں مین شفاعت نے عمل تول لیے ہین
بخشش مین وہ مصروف ہین گرم شفاعت

ہی چشم خداوند جہان سوے محمد
پلے پہ ہی امت کی ترازوے محمد
اللہ سے ملتی ہوی ہی خوے محمد

کرلی ہی کہ نہ خلق خدا کچھ نہین کہتا	وقف ہی کہ نازک ہی بہت خوی محمد

۶۳	**ردیف راے مہملہ**	۱۳

ذرا تو دیکھ لے وہ ہمکو آکر	کوہی دم اور بھی اہی دم وفا کر
اگر پوچھے وہ بربادی ہماری	صبا کہدیجیو کچھ خاک اوڑا کر
ہزارون ہوگئے ٹکڑے گریبان	چلے اس ناز سے دامن اوٹھا کر
جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین	تو کیا کہتا ہی کچھ اپنی دوا کر
مین وہ بیمار ہون برگشتہ طالع	اجل پھر جاے گی بالین تک آکر
گریبان صبح محشر نے کیا چاک	قیامت کی ہی کیا قامت دکھا کر
جوان کا چھپ کے جانا یاد آیا	تو کیا رونے لگے ہم منہ چھپا کر
یہ یاد آتی ہی کسکی اچپلاہٹ	جو گر پڑتی ہی بجلی تلملا کر
جو یاد آیا خم محراب ابرو	کیے سجدے کئی سر کو جھکا کر
نہین اوٹھنے کے قاتل کی گلی سے	کہ ہم بیٹھے ہین سر سے ہاتھ اوٹھا کر
ترا گیسو بہت بل کر رہا ہی	بگاڑا تو نے ظالم سر چڑھا کر
مین یہ سمجھا دعا دیتا ہی مجھکو	لگا جب کوسنے وہ ہاتھ اوٹھا کر

۶۴	وزیر اب تابکجا یہ بت پرستی کسی دن تو بھلا یاد خدا کر	۲۳

کرتے ہو باتین رکھکے جو شمشیر دوش پر	سیکھے زبان تیغ نہ تقریر دوش پر

ای ماہ ہی یہ زلف گرہگیر دوش پر
قاتل نے کب رکھی ہی شمشیر دوش پر
آئے گی بڑھ کے پاؤن تلک کاکل دراز
طفلی کی باتین آتی ہین پیری مین ہمکو یاد
یان تک جھکا ہی ضعف کہ ہاتھونکو ہی گران
قاتل نے میرے بعد کیے ترک ہی ظلم
ساقی مرا بنا ہی مکان آدہر ایک مست
تمثیل دون جو یار کی زلف سیاہ سے
دوش سحر پہ آئے نظر آفتاب جسطر
تاخیر میرے قتل مین ہوتی نہ اسقدر
کیا سر چڑھا کے اسکو بگاڑا ہی یار نے
اوس شمع رو کی زلف سیہ فام دیکھکر
تو ہاتھ سے چھوے تو ابھی شمع بزم مین
جا بیٹھینگے اوڑ کے تیری طرف ہدہد بہم
گھر کر گیا کسیکے دل مین نہ بیہودہ جا چھپا
بل کر رہی ہی زلف جدا تیغ ہی جدا
اس شان سے کیا نہ کبھی مین نے ذکر یار

یا مجھہ سیاہ بخت کی تصویر دوش پر
ہی ابروے خمیدہ کی تصویر دوش پر
رہنے نہ دے گی اب اسے تقدیر دوش پر
کیا دن تھے وہ جو کرتے تھے تقریر دوش پر
پھرتا ہون رکھکے یار کی تصویر دوش پر
خنجر نہ ہی کمر مین نہ شمشیر دوش پر
لیجائے خشت خم کی تعمیر دوش پر
چڑھ جائے میرے پاؤن کی زنجیر دوش پر
اوس طفل کو چڑھائے اگر پیر دوش پر
کرتی نہ تیغ یار جو تاخیر دوش پر
بل کر رہی ہی زلف گرہگیر دوش پر
پھبتی کہون ہی کہ ہی کلگیر دوش پر
رکھے اوٹھا کے پاؤن ہی کلگیر دوش پر
پر بنگیا جو آکے لگا تیر دوش پر
مٹی اوٹھا نہ لوے تعمیر دوش پر
ہوتی ہی میرے قتل کی تدبیر دوش پر
کرلین کہین فرشتے نہ تحریر دوش پر

کاندھے پہ اوسکے زلف شب باہ بنگئی
پر تو فگن ہی رخ کی جو تنویر دوش پر
مشہور ہو نہ یار کہین یوسف اسیر
رہنے لگی ہی زلف کی زنجیر دوش پر
قاتل مرے گلے پہ تو رکھدیجیو اوسے
گر نازکی سے بار ہو شمشیر دوش پر
وہ مجکو قتل کرکے ہوے ایسے بیحواس
ترکش مین تیغ رکھنے لگے تیر دوش پر

٦٥ کاندھا دیا جنازے کو قاتل نے اے وزیر
کیا میری لاش کی ہوئی توقیر دوش پر ١٧

تیغ رکھدی مرے قاتل نے جو عریان سر پر
جوہر تیغ کے ہوے پیدا چمنستان سر پر
ہی جو ٹوپی کے ستارون سے چراغان سر پر
نظر آتی ہی دھوان کاکل پیچان سر پر
جاتے ہو باغکو پہنے ہو گلابی ٹوپی
بلبل بے ادب آبیٹھے نہ ایجان سر پر
رات صیاد نے یہ کہکے سرافراز کیا
رہین لٹکے قفس مرغ خوش الحان سر پر
ناوک غم سے ہی غربال مرا کاسہ سر
خاک چھانون جو پڑے گرد بیابان سر پر
ہی جنون نالے کرون دشت تہ و بالا ہو
زیر پا ہی ابھی آجاے بیابان سر پر
جاکے دل بھول گیا راہ نہ آیا پھر کر
کوچۂ زلف ہی یا بھول بھلیان سر پر
نہو گر شمع سر گور غریبان تو نہو
ہی ہر اک رات ستارون سے چراغان سر پر
اک پری کے اثر نقش قدم سے یہائی
آگئی تھی جو بلا سے شب ہجران سر پر
ہم ترے پانون پہ سر رکھنے نہ پائین اے سرو
دین جگہ قمریون کو سرو گلستان سر پر
گردش بخت کی تاثیر اسے کہتے ہین
سر کی دستار ہوئی گنبد گردان سر پر

بال بال اپنا گرفتار بلا رہتا ہی / روز لائی ہی بلا زلف پریشان سر پر

سر بجیب آج کل ای جوش جنون بیٹھا ہون / ہاتھ دھو ڈالئیو پہنچا ہی گریبان سر پر

قد ترا صاف ہی سانچے مین ڈھلا شمع صفت / شعلہ رخسار دھوان کاکل پیچان سر پر

آئینگے وقت خزان چھوڑ دے آئی ہی بہار / لے لے صیاد قسم رکھدے گلستان سر پر

ہون وہ مزدور کہ مر کر نہوا چھٹکارا / لیچلا بار غم فرقت یاران سر پر

16 یاد ابرو مین ہوا سر بگریبان جو وزیر / آگیا کھینچ کے تلوار گریبان سر پر 66

داغ سودا سے ہوی چشم نمایان سر پر / تیر پر تیر لگے بنگئے مژگان سر پر

سرخ دستار ہی ای قاتل دوران سر پر / سچ کہو یا ہی چڑھا خون شہیدان سر پر

سر جھکا کر تجھے ای رشک پری دیکھینگے / حشر کو ہینگے جب دیدہ انسان سر پر

قید یوسف تھا جہان جا کے زلیخا نے کہا / اوٹھہ سکے تو مین اوٹھالون ابھی زندان سر پر

گل جو ہین کفش مین تو پھول ہین ٹوپی مین تری / بوستان پر قدم ہی تو گلستان سر پر

ذکر رخ کرتے ہین آکر سر بالین مزار / روز پڑھتے جاتے ہین کس لطف سے قرآن سر پر

ای جنون تو جو نہین سر مین تو کیون سفیدے / صاف ہوگا کہ ہین تار گریبان سر پر

پھر جنون ہوگا ہمین پہنینگے پھر زنجیرین / پھر تری الف ہوی سلسلہ جنبان سر پر

مدت قید اسیران کہن کیا کہیے / گل کے سو بار کرے تختہ زندان سر پر

دام کاکل مین نہ مچھلی کف رنگین کی پھنسے / ہاتھ یون رکھکے نہ بیٹھا کرو جانان سر پر

صاف ہی مثل حنا رنگ کف پا سے عیان
دل عشاق بہت گیسو و نمین نالان ہین
جسطرح ٹوکری مٹی کی اوٹھالے مزدور
غیرت تخت ہی ہم خاک نشینونکو زمین
دامن دشت مین جب پھاڑ کے پھینکا اُسنے

۱۵

سرخ دستار جو تم باندھے ہو جانان سر پر
گرد و آزاد کہ ہی شور اسیران سر پر
اے جنون یونہین اوٹھالو نمین بیابان سر پر
صورت چتر ہی یہ گنبد گردان سر پر
جیم کر قیس نے رکھا وہ گریبان سر پر

۶۷	ناتوانی نے خمیدہ یہ کیا مجھکو وزیر زیر پا چاک گریبان ہی تو دامان سر پر	۲۵

چلا ہی اول راحت طلب کیا شادان ہوکر
کیا ویران چمن کو آے ہو کیا بستان ہوکر
اہی خاطر تو قتل عاشقان سے منع کرتی تھے
جواب نامہ کیا لایا تن بیجان مین جان آئی
غضب ہی روح سے ہی جامۂ تن کا جدا ہونا
اگر آہستہ بولون ناتوانی کہتی ہی بس بس
عذار آتشین خط سیہ اکدن نکالے گا
مکدر ہو اگر لو مجھکو کاٹو اسطرف دیکھو
کیا غیرونکو قتل اونسی موی ہم رشک کے مارے
پھر اصد چاک ہو کر غنچہ کا کل سے دل اپنا

زمین کو ہی جانان رنج دیکی آسمان ہوکر
ہوے گل پانی پانی بہ چلے آب روان ہوکر
اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کاروان ہوکر
گیا پا نسے کبوتر وہ انسے آیا مرغ جان ہوکر
لباس تنگ ہی اوتر یگا آخر دھجیان ہوکر
صدے جنبش لب پیتی ہی صدے فغان ہوکر
رولائیگا یہ شعلہ میری آنکھونکو دھوان ہوکر
کہ زیر خاک ہون گردنکہ سے ناتوان ہوکر
اجل بھی دوستو آئی نصیب دشمنان ہوکر
عزیزو یوسف گم گشتہ آیا کاروان ہوکر

کمان ابرو کی ایسی نرم ہے آئیگا جو ناوک
رہیگا استخوان مین اپنے مغز استخوان ہو کر

چھڑائی جو سکر ہمنے مسی تو کیا ہی شرمایا
لب اوس محبوب کا چھپنے لگا منہ مین پان ہو کر

فلک میری طرح آخر تجھے بھی پیس ڈالیگا
اوڑیگا ای ہما اک روز گرد استخوان ہو کر

ہما سے ہے گر اپنی ای سگ جانان جو تو کھائے
ملائم استخوان ہو جائین مغز استخوان ہو کر

جہان جو چاہیے ویسے بنے وہ کھلای نیرنگی
بصر آنکھون مین گویائی زبانمین دل مین جان ہو کر

ستم کو اوسکے بد کہیے تو خونریزی ہے ٹالو
کرے سنگ ملامت تیز خنجر کو فسان ہو کر

نہانے مین جو لہراتی ہے زلف یار دریا مین
تڑپنے لگتی ہین پانی مین جو مچھلیان ہو کر

ادا سے جھک کے ملتے ہونگے سے قتل کر دیتے ہو
ستم ایجاد ہو ناوک لگاتے ہو کمان ہو کر

اوٹھائیگی جو ہمکو وحشت دل یار کے در سے
گرینگے پاے تیرے پاؤن پہ اپنے بیڑیان ہو کر

کہا جو اونسے جانا ضعف سے یان لب نہین ہلتے
سبک کر دیتے ہین حرف سخن بار گران ہو کر

اثر باقی رہا بلبے شب فرقت کی تاریکی
چراغ روز سے شعلہ نکل آیا دھوان ہو کر

خط نوخیز مین عارض جو تیرے چھپتے جاتے ہین
پری بنجائینگے اس سبز شیشے مین نہان ہو کر

گرا قدمون پہ صید ناتوان تھا ہاتھ سے چھٹکر
جگہ دے ہے تو نقش پا ہی جہیاد آشیان ہو کر

ترے وحشی کو برسون ای پری کب نیند آتی ہے
اگر خواب گران آیا بھی تو سنگ گران ہو کر

۶۸	وزیر اوسکا ہون مین شاگرد جسکو کہتے ہین منصف لیا ملک معانی پادشاہ شاعران ہو کر	۱۶

گذر جا عالم امکان سے ای دل نو جوان ہو کر
گرا دے چار دیوار عناصر لامکان ہو کر

بناوٹ نی بگاڑا باتین سنو ائین خموشی نے ‖ نہ پوچھو ہمنے کیا ہی منہ کی کھائی بزبان ہو کر
کھلے کار از الفت گر یہ چپ بیٹھے کے چرچے ہین ‖ کریگی مجکو رسوا میری خاموشی بیان ہو کر
نہین ہی گو دہن باتین کرو چشم سخنگو سے ‖ مسیحا ہوتے ہو مشہور ابھی معجز بیان ہو کر
در غلطان نکل آیا صدف سی عشق دندا نہین ‖ مگر گرد یتیمی لے چلی ریگ روان ہو کر
یہی کہ کہکے شب بھر یار کو پیش نظر رکھا ‖ دکھائین گی تماشا تمکو آنکھین پتلیان ہو کر
دہان حلقہ در سے مکان یار کہتا ہی ‖ نکالون تجکو آدم کیطرح باغ جنان ہو کر
جہازی تیغ قاتل کی جو کشتی بنکر آ پہنچی ‖ اوڑا لائی مگر باد مخالف بادبان ہو کر
نہ توڑے پھول کوئی ٹوٹ جائیگا دل بلبل ‖ پھریگا طائر رنگ چمن بے آشیان ہو کر
سفر مین میری آنکھوں سے یوسف کو دیکھ آیا ‖ غبار دامن نظارہ گرد کاروان ہو کر
رخ گلگوں کا نقشہ اور کر دی ہیبت ابرو کی ‖ بہار نظم دکھلائے گلستان بوستان ہو کر
تری آنکھوں کے نظارے کا سودا ایسا ہو جائے ‖ رہین پا نگہ مین انکے حلقے بیڑیان ہو کر
وہ پیاسا ہوں لگا کر تیغ پر آب سینے کھینچی ‖ نکل آئی وہان زخم سے سوکھی زبان ہو کر
زمین پر نقش پا سے خط یہ خط تحریر ہون صاد ‖ جو تو لو تو پہنچا ے نامہ صورت خامہ روان ہو کر
لب بام آگئے گر دیکھو تماشا تمکو دکھلاؤن ‖ کمند آسا چڑھون تار نگہ پر ناتوان ہو کر

٦٩	کہین گر زندہ در گو راہی ہو زیر آب وہ تو زیبا ہی کیا ہی میٹنے پیدا سنگ مرقد سخت جان ہو کر	٣٣

وصال مین تو کرو رحم مجھ سے لاغر پر ‖ کہو تو لیٹ رہون ایک تار بستر پر

دہان زخم گلو سے اگر ذرا چوسون — سمٹ کے آب ہو قطرہ زبان خنجر پر

فقیر خانے مین جو آئے بس یہین بیٹھے — گلیم سایۂ دیوار ہی بچھی در پر

تمہارے یوسف رخسار کو اگر دیکھے — درود آئینہ پڑھنے لگے پیمبر پر

ادھر اودھر ہے گھر سے ترے کبھی نہ گئے — برنگ سایہ ہین دیوار پر کبھی در پر

پری کی طرح جو شیشے سے نکلی دختر رز — گمان بد سے رکھا ہاتھ چشم ساغر پر

وہ گرم خون ہی میرا اگر ذرا ابھر جائے — پسینا بن کے نکل آئے آب خنجر پر

جو آیا جا نہ سکا ہی یہ گھر ترا عجب — پڑی ہی سائے کے مانند چاندنی در پر

کیا یہ صرف تواضع قد خمیدہ نے — کہ اپنے پاؤن کو جا دی ہی آنکھون پر

خطاب شاہ شہیدان عطا کرو ظالم — ہما سے تیغ کا سایہ پڑا مرے سر پر

کسی نے آنکھین بچھائی ہین کیا تمہارے لئے — گمان تار نگہ ہی جو تار بستر پر

تری مژہ کی صفت لکھکے خط مین بھیجا ہے — پھری اجل کی چھری گردن کبوتر پر

وہ بدگمان ہون کہ خط دیکھے بند کین آنکھین — پہنا ہی باز کی ٹوپی سر کبوتر پر

اوٹھی جو موج دم خندہ آب دندان سے — بنی ہی چادر آب اوس رخ منور پر

عیان جبین سے رگ گل ہو مثل چین جبین — جو پاؤن رکھو تم اے جان جان گل تر پر

غضب ہوا کہ بت سنگدل پہ دل آیا — خدا بچائے کہ شیشہ گرا ہی پتھر پر

نگاہ قہر ہی اے جان نامہ بر پہ کرو — کبھی تو باز کو چھوڑو مرے کبوتر پر

خدا پرست سے کہدو ہوا ہین سنگ پرست — نشان پائے نبی پڑ گئے ہین پتھر پر

یہی سمجھ کے گلے کاٹو سخت جانون کے	ہم اپنی تیغ کو کرتے ہین تیز پتھر پہ
نتوڑ پاؤن سے مینا ے مے کو اے زاہد	فلک کو دیکھ کہ شیشہ ہے کاسہ سر پہ
گلوری کھاؤ کہ ہو جائین سرخ دانت سفید	دکھاؤ آتش یاقوت آب گوہر پہ
نثار کرتے ہین آ دیکھو جان نثار کریا ہین	گلے کو آپ کے خنجر پہ سر کو ٹھوکر پہ
نمود خط یہ وہی ہے صفائے عارض یار	غبار آئنہ ہے خاطر سکندر پہ
بنا ہے خواب اجل انکو نام سونے کا	ہمیشہ طالب زر جان دیتے ہین زر پہ
لگے گا موذیون کے ہاتھ مال موذی کا	کہ سانپ بیٹھتے ہین دولت تونگر پہ
لڑین نہ پھر خدا مجھسے منکر دیدار	یہ فیصلہ تو ہے موقوف روز محشر پہ
حباب وار ہے آمادۂ فنا دریا	صدف کو ناز عبث ہے طلسم گوہر پہ
نہ پوچھو حسنیون سے کیون کھلی ہے فصد یہ فصد	یہ خون چکان ہے حکایت زبان نشتر پہ
تمہارے قصر صفا کی واہ کیا ہے صفا	پھسل کے سایہ دیوار گر پڑا در پہ
نیاز نامہ چلا لیکے ناز پروردہ	کہ منتون کی ہے چوٹی سر کبوتر پہ
زمین پہ دوڑ کے آتا بھی آدمی نہ چلے	یہ شوخیان نہیں اچھی ہین دوش یار پہ
لگا دی دانت پہ محبوب سبزہ رنگ نے تیغ	خضر نے ناؤ چڑھائی ہے آب گوہر پہ

۷۰	وزیر بعد نبی مرتضی نبی ہوتے نہوتی ختم نبوت اگر پیمبر پہ	۲۵

ہون وہ بلبل جو کرے ذبح خفا تو ہو کر	روح میری گل عارض مین رہے بو ہو کر

عاشق زار ہوں میں صبح ہوئی تو ڈھونڈو
چھپ ہونگا گل قالین میں ابھی لو ہو کر

شیشہ دل میں ترے تیغ اوتر آئے کہیں
میان سے نکلی ہے محبوب پر بیرو ہو کر

شوق سے حکم کرے سجدے کا یہ عیب حسن
آئتیں سجدے کی نازل ہوئیں ابرو ہو کر

ہم بھی تجانے سے جا نکلیں کبھی بہر طواف
حضرت کعبہ کشش کیجیے ابرو ہو کر

ساغر چشم کی ہم فکر میں یہ محو ہوئے
سر بھی زانو پہ رہا کاسہ زانو ہو کر

اسقدر بس گئی تجبیر کہ نظر آتے نہیں
اب تو گلزار میں گل رہنے لگے لو ہو کر

ناتوانی سے ہوا خون کا بھی رنگ سفید
کیا بہانہ ہے جو بہ جائے اب آنسو ہو کر

جسم سے روح نکل آئے پے استقبال
چلتے ہی تیغ قضا جنبش ابرو ہو کر

جان پڑ جاتی ہے زیور میں پہننے سے ترے
کہیں اُڑ جائے نہ جگنی تری جگنو ہو کر

چشم لیلی کو یہ لپکا تھا نظر بازی کا
نجد میں قیس کو دیکھ آتی تھی آہو ہو کر

جنس دل جانچ بھی لے تول بھی لے حاضر ہے
رہ گیا سینے میں کیوں تیر ترازو ہو کر

ناک بھوں ایسی چڑھائی کہ ہوا ناموزوں
یار موزوں یہ ترا مطلع ابرو ہو کر

آدمیت یہ خدا داد ہے اللہ اللہ
انس انسان سے کرتے ہو پری رو ہو کر

رشک سنبل ہوئی بلبل کی پریشان نظری
زینت چہرہ گل ہو گئی گیسو ہو کر

ٹھہرا ہی جوشش گریہ کہ گلا کٹ جائے
آب شمشیر نکل جائے نہ اچھو ہو کر

نہ ہٹی باغ سے آمد جو مرے گل کی سنی
رہ گئی صبح بہاری گل شبو ہو کر

تم نہا کر جو چلے غم سے سمٹکر دریا
آگیا دیدہ گرداب میں آنسو ہو کر

موشگافی سے ہی فرسودہ مرا ناخن قلم		نہ کھلا عقدہ کمر کا گرہ ہو ہو کر
پاے نازک ہین نظر آتے ہین سو نکے نشان		آئے ہو کیا چمنستان سے لب جو ہو کر
ساقیا ہمنے شب وصل ہین پی تھی عجب شراب		روز فرقت نکل آتی ہی وہ آنسو ہو کر
ہم تو اس شرم رہائی سے ہین پانی پانی		دیدۂ چاک قفس سے چلے آنسو ہو کر
دیکھکر چہرۂ بت بہتے ہین ہادی اشک		پانی سورج کو دیا کرتے ہین ہندو ہو کر
یار کی گرمی رفتار نے اعجاز کیا		اوڑگئی فندق یا رات کو جگنو ہو کر
۱۷	ہون وہ غمدیدہ کہ گر انظر دستے اکیل ہین وزیر کی جگہ بھی جو کسی آنکھ ہین آنسو ہو کر	۵
قبر کا ساتھ لبس مرگ نچھوڑے پتھر		تہہ انسانسے فراقت ہین ہین وڑے پتھر
قبر مین بھی سر شوریدہ کو پھوڑے پتھر		قل کے ڈھیلونکی عوض چاہیین چھوڑے پتھر
لائے اب تیشۂ فرہاد عوض نشتر کے		کہند جراح سے یان سر کے ہین گی کھوڑے پتھر
ابکی کچھ فصل بہاری ہین یہ ہے جوش جنون		سر نکالے جو ثمر شاخ سے پھوڑے پتھر
اتنے عاشق ہوسے ہم تجھ لگا جو چاہے		تیر تلوار تبر برچھیان کوڑے پتھر
	ولہ	
منہ آئے نظر صاف وہ ہے یار کی تلوار		آئینے کا آئینہ ہے تلوار کی تلوار
	ردیف زائے معجمہ	
جانے نہین دیتا مجھے دربان در انداز		ہان لیجیو اے اشک مرے خانہ برانداز

کیونکر وہ لین ہمسے جب اتنے ہون انداز	وله	جور و ستم و ناز و ادا شور و شر انداز
قامت سوزنسے کیون ہی رشتۂ سوزن دراز		بدنما ہوتا ہی قد سے ہو جو پیراہن دراز

۷۲	ردیف ضاد معجمه	۱۷

سبزۂ خط سے بڑھا اور وقار عارض		خضر آباد ہوا نام دیار عارض
نرہا حسن گئی صبح بہار عارض		خط شبرنگ ابھی ہی شب تار عارض
او جوان خط سیہ ہوگا یہ پیری مین سفید		صبح ہو جاے گی اک دن شب تار عارض
ہی گلوگیر تے ہو کیا حسن دو روزہ پہ غرور		عارضی ہی چمن رخ مین بہار عارض
دولت حسن پہ یہ خاک اڑا رکھی ہی		غازہ عارض پہ ہی ای واے غبار عارض
اوس رخ صاف پہ کیا روے مخطط رکھون		پھول سے گالون مین چبھ جائینگے خار عارض
دولت حسن کا کوئی تو نگہبان ہوتا		زلف اوسیم بدن کیون نہو مار عارض
صاف ہو آئنہ سان پھر خط مشکین مٹ جاے		پھر جلب ہو مرے اللہ تتار عارض
ہی کہان خط سیہ مدرسے سے اسکے ہی کبود		سایۂ زلف نزاکت سے ہی بار عارض
ہی ترے زلف سیہ و رخ آتش رنگ		رونگٹے بھوسے ہین عارض پہ شرار عارض
موجۂ نکہت گل ہی پے بلبل گلدام		عندلیب دل نالان ہی شکار عارض
گال پر گال قرار رکھ کے تماشا دیکھو	قطعه	اپنا رخسار ہی یہ عاشق زار عارض
کرے قالب کو تہی شوق ہم آغوشی مین		وا ابھی شکل مہ نو ہو کنار عارض
گل کھلاتے ہین پسینے نے رخ رنگین پہ		بھر دیا پھولونسے دامان بہار عارض

کیونکر ای حسرت دیدار تجھے سمجھاؤن
پاس نظارہ نزاکت سے ہی بار عارض

نازبیجا نگہ خط سیہ تک جو صبیح
دیکھ ڈالے ہین بہت لیل و نہار عارض

۷۳
کیا تجھے دے وہ بھلا رخصت نظارہ وزیر
رنگ رخسار نزاکت سے ہی بار عارض
۱۵

کیا ہی دلچسپ ہی ای یار بہار عارض
کہ نگہ بیٹھ رہے جا کے کنار عارض

تیغ ابرو نکھینچی تیر مژہ بھی نکلے
گھر گیا ہو رچہ خط سے حصار عارض

آتی ہی کوچہ گیسو سے پریشان ہوا
نہ بھڑک جاے کہین اور بھی نار عارض

آیا پیشانی گردون پہ ستارہ وہ سے عرق
دیکھیے آپ ذرا گرمی نار عارض

رات کو چاند ہوا دن کو بنا مہر منیر
رنگ بدلا کیا وہ شعلہ نار عارض

خال رخسار دکھاے تمھین اعجاز خلیل
نخل گل ہو جو بڑھے شعلہ نار عارض

کوچہ زلف سے کیا آئی صفا بز ہوا
اوڑ گیا تھا جو خط یار غبار عارض

یاد رخسار مین بوسے لیے منہ رکھ رکھکر
رات گل تکیے سے لیتے رہے کار عارض

شست شو اشکون سے کرون ٹھہر ای حسرت دید
گرد دامان نگہ ہو نہ غبار عارض

قطعہ
اونکے ہر عضو پہ شیدا تھا ملی ویسی سزا
تھا فقط ایک نہ مین عاشق زار عارض

ٹکڑے ہو ہو کے گرے ہاتھ کہین پاؤن کہین
آنکھین ہین کسی جا ہی مزار عارض

قطعہ
گر جدا کرتے ہو ہر عضو جمیت بھی سنو
عاشق چشم ہون اور عاشق زار عارض

نخل نرگس کے تلے آنکھین مری دفن کرو
کیجیے سایۂ گلبن مین مزار عارض

رم کرے جلد یہ آہوے سیاہ شب ہجر		جلوہ افروز ہوا ہی شیر سوار عارض
٤٤	خط شبرنگ وہ آغوش زلیخا ہی وزیر یوسف روز سے افزون ہی وقار عارض	١٧

آب شمشیر بلا دو مجھے احمر کے عوض	پھر دو قبضے کی کٹوری ہی کبھی ساغر کے عوض
آبلے پھوٹ بہے دل کے بھر آئین آنکھین	سیپ مین آب گہر اتنا ہی گوہر کے عوض
دست نازک جو ترا دیکھے تو فصاد کہے	رگ گل فصد کو درکار ہی نشتر کے عوض
جانب زاغ کمان کیون مین اڑا جاتا ہون	تیر کے پر مرے بازو مین ہین کیا پر کے عوض
ساقیا بھول گیا کیا ہی دریا نوشی	خم لگا دے مرے منہ سے کوئی ساغر کے عوض
گل رخسار کا دیوانہ ہون نازک ہی مزاج	پھول کیون مجکو لگاتے نہین پتھر کے عوض
وحشی چشم سیہ عین عنایت سمجھین	سنگ سرمہ جو لگاؤ انھین پتھر کے عوض
رشک کی جا نہین ہم تجھ مجھے سو اس ہین	مرغ دل نامہ جو لیجائے کبوتر کے عوض
کشور حسن بلا پرتو رخ سے تیرے	سلطنت آئینہ کرتا ہی سکندر کے عوض
مثل شبنم عرق آجائے رخ گلگون پر	غنچۂ گل جو انگیٹھی مین ہون اخگر کے عوض
سنگرہ ہو گئے بت کعبے چلے تھے اے خضر	ملگئے راہ مین نہرین ہمین رہبر کے عوض
سوے دریا نگہ گرم سے دیکھا کس نے	آبلے سیپ مین پیدا ہوئے گوہر کے عوض
دختر رز عوض روح بدن مین ہوتی	کاش ہوتا مری گردن پہ سبو سر کے عوض
اوسنے خط دست حنائی سے لکھا ہی مجکو	مرغ یاقوت پر آئے گا کبوتر کے عوض

مرگئے ہم تو یہ اوس بت نے کہا دربان سے
گئے اللہ کے گھر آج مرے گھر کے عوض

مجکو موسی کیا فرعون بنایا اوسکو
زر تونگر کو دیا جذبہ مجھے زر کے عوض

۴۵
جنکو بے بستر گل نیند نہ آتی تھی وزیر
سوتے ہین خاک پہ وہ پھولون کے بستر کے عوض
۱۶

ساقیا آب جو مانگون مئے احمر کے عوض
کاسۂ عمر کو بھر دیجیو ساغر کے عوض

سر مرا کاٹ کے تلوار گلے پر رکھدی
دی ہے شمشیر دو سر یار نے اک سر کے عوض

تیغ ابرو کی شکایت ورق دل پہ لکھی
اوچھنے زخمونکے جو خط پڑ گئے مسطر کے عوض

ناتوان ہین جو اوٹھے وہ اوسکے تو یان آبیٹھے
دی جگہ روزن دیوار نے لو در کے عوض

فارغ البال کیا مجکو پریشانی نے
رہتی ہے پیش نظر زلف معنبر کے عوض

زر کو لکھے کوئی اولٹا تو وہ رز ہوجائے
زر ملے طالع واژونکی سبب رز کے عوض

میرے نالونسے شب ہجر زمین کانپ اوٹھی
آسمان ٹوٹ پڑے آج نہ اختر کے عوض

ابر دیا ریہ قطرے یہ پسینے کے نہین
گوہر اس تیغ مین پیدا ہو جوہر کے عوض

یادگار گل نوخیز خزان مین ہے یہی
شاخ گل مین دل بلبل ہے گل تر کے عوض

کچھ گھٹا جسم مرا کچھ یہ بڑھا اشک کا تار
عیب پوش تن عریان ہوا چادر کے عوض

ساقیا مژدہ کہ آ پہنچی ہے مستانہ بہار
شاخ مین ہاتھ گلابی ہے گل تر کے عوض

آج اسواسطے روتے ہین طفل نادان
دامن خاک ہے کل دامن مادر کے عوض

خواہش اسبابکی بس عالم اسباب مین تھی
سو رہے بعد فنا خاک پہ بستر کے عوض

دے کی خط حال زبانی کہے دیں لو خط	جاے طوطی سخنگو جو کبوتر کے عوض
مرکے کہتے ہین لب گور سے ہم حسن پرست	آہینہ لوح کو درکار ہی پتھر کے عوض
یاد پستان جو مجھے کرتی ہی دیوانہ فرید	سنگ ترے پڑتے ہین گلزار مین پتھر کے عوض

۷۶ ردیف ظاے معجمہ ۱۰

سے چلے بتخانے لو خدا حافظ	تم بھی زاہد کہو خدا حافظ
تیرے کوچے سے ہیچ اوٹھاکے چلے	گیسوے مشکبو خدا حافظ
دم عیسی سے بھی شفا نہوی	لو بس اے ہمدمو خدا حافظ
ہی بہت زور رنج دل میرا	یار ہی تندخو خدا حافظ
اوس صنم کو خدا کہون نہ کہون	ہی سخن گو مگو خدا حافظ
دل کو بتخانہ کرکے کعبے چلے	زاہدو راہدو خدا حافظ
ہی فرنگن کے گورے ہاتھ مین دل	جان کا صاحبو خدا حافظ
دیر سے مثل نالہ ناقوس	جاتے ہین اے بتو خدا حافظ
بات بھی کی تو یہ کہا شب وصل	جائین ہم تم کہو خدا حافظ
شہ خوبان سے غم مین جان چلی	ای دہ زیراب کہو خدا حافظ

۷۷ ردیف عین مہملہ ۲۸

شعلہ رخسار اگر دیکھے بنے پروانہ شمع	دود سان پھرنے لگے گرد سر جانانہ شمع
آتش رخ سے اگر روشن کرے جانانہ شمع	کرمک شب تاب سان بنجاے پروانہ شمع

پھیکا پڑے وہ گل کرکے مین پیش رخ جانانہ شمع
باغ بزم یار مین ہے سبزۂ بیگانہ شمع

ایک عالم شکل فانوس خیالی گرد ہے
ہے بجا کہیے سراپا ہے قد جانانہ شمع

کس کہ بھبھوکے فی اوٹھائی رخ سے محفل مین نقاب
گر پڑی ہے برق کی صورت جو بیتابانہ شمع

ہین دھوان دھار اوسکی زلفین قد ہی سانچے مین ڈھلا
پنجۂ گلگون ہے شعلہ ساعد جانانہ شمع

رنگی شعلے سے گل ہونے مین قلقل کی صدا
پھونک کر منہ سے بجھائیگا جو وہ مستانہ شمع

اک ترے آنے سے ایساقی ہے بزم آراستہ
ہین گلو و چشم و عارض شیشہ و پیمانہ شمع

جلوہ گر ہے یار بزم آشنا و غیر مین
ایک ہے روشن ہے میان کعبہ و بتخانہ شمع

بزم مین گر روے روشن سے اوٹھائی تو نقاب
شرم سے چھپنے لگے زیر پر پروانہ شمع

بیٹھی پر نور رو چشم مست ساقی دیکھکر
کہتے ہین ہم جلتی ہے پیش در میخانہ شمع

کاٹتا ہے سر کو کیون اولٹی یہان تعزیر ہے
تیری محفل مین قدم رکھتی ہے گستاخانہ شمع

کٹ گیا سر بزم مین لیکن ہے ثابت قدم
ہے تو زن کہتی ہے لیکن ہمت مردانہ شمع

ہو فلک پیدا ہوئین شعلے سے اک آفتاب
آتش رخ سے اگر روشن کرے جانانہ شمع

کرتی ہے تیار بالش فکر خواب صبح ہے
بھرتی ہے فانوس مین شب بھر پر پروانہ شمع

اے جنون سیوز غم کا ہے اثر مرنے کے بعد
جانتا ہے ہڈیون کو ہر سگ دیوانہ شمع

گو کہ گر حسن تماشا پر ہو گیا اوسکا کوی
کب کرے روشن بھلا زنبور کا کاشانہ شمع

ہو گیا روشن چشم ... بس بنیاد ظلم
گر نہو زنبور ہی شاع ہو پیدا نہ شمع

... جب وسے ... حنائی ہاتھ مین
ہوسکے روشن ہنگیا کنگھی کا ہر دندانہ شمع

سب لے تیرے پر لے بھاگین مرغ وحشی کی طرح — گو دکھائے آنسوؤں سے اپنے آب و دانہ شمع
اوس میں پھوسکے کو اگر دیکھے قبا پہنے ہوے — جامۂ فانوس پھاڑے صورت دیوانہ شمع
دلکو کر خالی خدا تا بخشے اپنا داغ عشق — جب نہو کوئی جلائے آپ صاحبخانہ شمع
مثل فانوس خالی وہ بھی گردش میں رہے — ہون وہ سرگردان سنے میرا اگر افسانہ شمع
ہون کسیکی چشم مست و روے روشن کا شہید — میری تربت پر چڑھانا چاہیے پیمانہ شمع
کیون نہ میں دیوانہ ہون اسکی نفاست دیکھکر — جاے مشعل نہ میں کھتا ہی سگ جانانہ شمع
ایسی تاریکی شب فرقت کی ہی ملتا نہیں — ڈھونڈتی پھرتی ہی کاشانہ مرا کورانہ شمع
گر نہ موج اشک کی زنجیر سے پابند ہو — سب لے تیرے محفل سے بھاگے صورت دیوانہ شمع

۷۸ آتش غم بعد مردن اپنے کام آئے وزیر
استخوان میرے جلائے جان کر جانانہ شمع ۱۲

ہی یہ وہ دن بزم می ساقی و مطرب چنگ و شمع — ایکدن چھاتی ہی اور بالین ہی اور ہی سنگ و شمع
ہون کسیکی فندق و ساعد کا میں یارو شہید — قبر پہ پھر نشان رکھنا گل اور رنگ و شمع
روشنی خط سے ہوی زائل نہ رخ یار کی — ابتلک یکسان ہی وہ آئینہ بیرنگ و شمع
شمع کا مثل چراغ صبح تھا کافور رنگ — رات یکجا تھا جو وہ آتش عذار شنگ و شمع
اشک کا قطرہ کبھی گرتا نہیں کیا ضبط ہی — گرچہ سوز عشق سے یکسان ہیں دلتنگ و شمع
چشم پر خون و دل نالان و داغ یاس ہیں — ہجر میں ساقی ہیں جام شراب و چنگ و شمع
مثل پروانہ جلیں کیون دل نہ اہل حرم کے — ہی مشابہ اوسکے رخسارے آتش رنگ و شمع

تھا بہم ندکو جو سوز و گداز عشق کا — شام سے روتا رہا تا صبح مین دل تنگ شمع
جامۂ سبز و تن پر نور وہ یاد آگیا — روے شب کو دیکھکر فانوس مینا رنگ و شمع
ہجر کی شب کاروان اشک کے ہمراہ تھے — نالہ و لخت دل سوزان برنگ زنگ و شمع
لٹ کے ہاتھ اوسکا چھڑانا شمع گل کرنا مرا — وصل کی وہ رات یاد آتی ہی اور وہ جنگ و شمع

۷۹	کھینچتا تصویر اگر مجھہ دل جلے کی ای وزیر سوز مین پھر ایک ہوتا خامۂ اثر رنگ و شمع	۸۰

ہو مثل شمع طور جو تنویر پاے شمع — اون پاؤن کے نہ آگے ہو توقیر پاے شمع
ثابت ہوی ہی کون سی تقصیر پاے شمع — جو موج اشک بنگئی زنجیر پاے شمع
کیونکر ہو تیری ساق بلورین کا ہمسر و صف — کب ہو سکے پتنگ سے تقریر پاے شمع
رتبہ ہی آگے شمعون کے لون پاے یار کا — یہ وہ الو نہین ہی جیسے کہ توقیر پاے شمع
پونہچا ہی ابتو شعلۂ سر اوسکے پاؤن تک — ای اشک شمع کیجیو تدبیر پاے شمع
لغزش قدم کو کچھہ نہوی سر کٹا دیا — رکھتے ہین اپنے پاؤن بھی تاثیر پاے شمع
رکھنا قدم جو بزم مین تیری گناہ ہی — سر کو نہ کاٹ چاہیے تعزیر پاے شمع
ہمتو قدم نہ رکھہ سکین اور وہ ہو بزم مین — بہتر ہی اپنے پاؤن سے تقدیر پاے شمع
یہ آرزو ہی پاؤن ترا کرکے روبرو — کچھہ کرتے ہم پتنگ سے تقریر پاے شمع
دیتا ہی اپنی جان عبث جلکے ای پتنگ — لے اسکے شمعدان سے تسخیر پاے شمع
دل جلتے جلتے سینے مین کچھہ بچ رہا جو ہی — کھینچی ہی سوز عشق نے تصویر پاے شمع

ثابت قدم ہی بسکہ رہ سوز عشق مین	سب عاشقون ہین چاہیے توقیر پاے شمع
زنہار بزم مین نہ ٹھہرتی ترے حضور	ہوتا نہ شمعدان جو زنجیر پاے شمع
دیکھے اگر وہ روشنی نقش پاے یار	کرنے لگے پتنگ بھی تحقیر پاے شمع
کچھ ساق یار سے جو کرے ہمسری تو دو	ہر لطمۂ صبا سے ہو زنجیر پاے شمع
شب عذر لنگ کرکے نہ اوس بزم سے ہٹا	اللہ رے عقل و فطرت و تزویر پاے شمع
ہی گرم وصف پاے نگارین جو بزم مین	منظور کیا ہی یار کو تحقیر پاے شمع
پروانہ رات مرکے لگن مین جو رہ گیا	لوح مزار بن گیا گلگیر پاے شمع
زلف دراز جب جلنے مین لپٹی ہی ساق سے	ایماء یا کہ شب ہوی زنجیر پاے شمع
ثابت قدم وہ ہون کہ لکھا ہی جو وصف پا	ہر سطر مین ہی عالم تصویر پاے شمع

ولہ

روبرو تیرے کہان وہ رونق بازار شمع	ہوگئی کافور ساری گرمی بازار شمع

۸۰ ردیف غین معجمہ ۱۹

سوز غم سے یان جلا کرتے ہین بے روغن چراغ	بن گئے ہین مو فتیلے داغہا سے تن چراغ
یاد عارض مین ہوا ہی جان کا دشمن چراغ	آنکھ دکھلاتا ہی شب بھر صورت رہزن چراغ
جلین گیسو سے نمایان یون ہی عارض کا فروغ	شام کو جسطرح سے کر دے کوئی روشن چراغ
کیا سیہ خانہ مرا پر ہول و آفت خیز ہی	افعی شام جدائی کا بنا ہی من چراغ
ہو جنون دیکھے جو اوسکے آتشین رخ کا فروغ	چاک کر ڈالے حریر شعلہ کا دامن چراغ

کیا فروغ عارض پر نور ہی نام خدا
داغ چیچک کے بنے ہین ای بت پرفن چراغ

دانت مسی ملنے مین چمکے دہان تنگ سے
یا شبستان عدم مین ہو گئے روشن چراغ

کیا حرارت ہی ترے مجروح مین ای شعلہ رو
زخم کی بتی بنی ہی شعلہ زخم تن چراغ

کوچۂ زخم سیہ بختان مین کھاتا ٹھوکرین
جوہرون سے گر نرکھتا خنجر آہن چراغ

کیا ترقی پر فروغ حسن ہی ای شعلہ رو
جل بجھے غیرت سے گر دیکھے ترا جوبن چراغ

لائی ہی پروانہ دلسوختہ کی کیا خبر
کیون صبا کی آتے ہی کرنے لگا شیون چراغ

یون مرے موے سپید سر مین ہین داغ جنون
چاندنی مین جسطرح بے نور ہون روشن چراغ

گوشہ گیری دشمن جانی سے دیتی ہی نجات
خوف صرصر کا نہین گر ہو تہ دامن چراغ

گرم وصف شعلہ رویان ہو جو ن بعد مرگ بھی
بنگیا ہی صاف ہر اک زینت مدفن چراغ

ہو تجلی طور کی شعلے مین اوسکے ای کلال
گر بنا تو لیکے خاک وادی ایمن چراغ

عشق لف خانہ برباد آیا کھینچون آہ گرم
کالی آندھی آگئی جلدی کرون روشن چراغ

سبزۂ خط مین نہان ہی وہ عذار آتشین
یا لیے ہین خضر پیغمبر تہ دامن چراغ

چھپ گیا جب پھول تو نہین کوئی ای عندلیب
ہم یہ سمجھے ہی حفاظت کو تہ دامن چراغ

۸۱	داغ عشق شعلہ رویان پھونک دیگا ای وزیر اک نہ اک دن ہوگا قصر تن مین آتش زن چراغ	۱۱

اشتعال آتش غم سے ہین داغ تن چراغ
چار دیوار عناصر مین ہین یار روشن چراغ

دیکھتا ہون سارے عالم کا تماشا آپ مین
جسم فانوس خیالی ہی دل روشن چراغ

تیرہ باطن کو بھی ہوتا ہی فروغ عارضی
چاہ مین رخسار یوسف سے ہوا روشن چراغ

سوز غم سے بیکسی کا دل جلا چالیس دن
ہم غریبونکی لحد پر یون ہوا روشن چراغ

ذرہ افشان کا خم ابرو مین رکھتا ہی فروغ
طاق کعبہ مین نظر آتا ہی یا روشن چراغ

اژدہا بتی ہی شعلہ ہر دم آتش فشان
کہنچیہ مار سیہ فرقت مین ہی روشن چراغ

گرمیان کرتا ہی پروانو نسے جب وہ شمع رو
مثل شعلہ رشک سے سر دھنتے ہین روشن چراغ

حلقہ گیسو سے افشان رخ کی دیکھی سوز دل
دنکو ملک شام مین آئے نظر روشن چراغ

تم جو بے پردہ دکھاؤ گے عذار آتشین
پردۂ فانوس مین چھپ جائیگا روشن چراغ

اوس لب شیرین کے تل کا تھا مجھے جانسوز عشق
ہون سر مدفن بھی میٹھے تیل سے روشن چراغ

سوز عشق شمع رو سے جلگیا ہون ای وزیر
اس سے میرے عرس مین کرتے ہین سب روشن چراغ

پھولون سے تیرے ہجر مین ہی داغدار باغ
طاؤس بن کے نالے کرے گا ہزار باغ

ہی داغ و آبلے سے یہ رشک ہزار باغ
پھولا پھلا ہی زور عناصر کا چار باغ

تیغ دو سر دکھاؤ اگر ابروون کی تم
شاخ دوتا کے صدقے کرے ذوالفقار باغ

۸۲	ردیف فا	۱۲

دیکھہ ادب آ گر مرا گور غریبان کی طرف
قبلہ رو مین پاؤن سر ہو کوی جانان کیطرف

دونون ہاتھ اپنے نہین بیکار ای دست جنون
ایک دامن کیطرف ہی اک گریبان کیطرف

قید یوسف کو کیا پر تھا زلیخا کو نہ چین
نالے کرتی تھی وہ جا جا کے زندان کیطرف

ہم بھی لپٹے جاتے ہین دامن سے مثل گرد راہ
ناز سے دیکھا تو ہوتا پھر کے دامان کیطرف

بعد مردن ہی وصیت بس یہی ای دوستو
قبر مین منہ پھیر دینا کوی جانان کیطرف

آئیو دامن اوٹھائے مدفن عشاق پر
ہاتھہ لیجائے نہ کوئی تیرے دامان کیطرف

میری جانب یون وہ کرتا ہی حقارت سے نگاہ
کوی ہندو جسطرح دیکھے مسلمان کیطرف

سبزہ بیگانہ ہین پاتے ہین کچھہ اپنا سا حال
آنکلتے ہین جو ای بلبل گلستان کیطرف

دیکھنا تاثیر گریہ کردیا البسہ زآب
رو کے جب دیکھا کسی چاہ زنخدان کیطرف

ہی اگر منظور لطف برق و باران دیکھنا
دیکھیے ہنس ہنس کے میری چشم گریان کیطرف

غمزدہ جیسے کنوین مین گرنیکا رکھتا ہو عزم
دیکھتا ہون یون مین اوس چاہ زنخدان کیطرف

ہو کے غافل اس ادب سے ہم نہ سوئے ای وزیر
پاؤن ہو جاتین نہ اپنے کوی جانان کیطرف

۸۳	ردیف قاف	۲۶

خدا نما ہی بت سنگ آستانہ عشق
چلونگا پاے نگہ بن کے سوے خانہ عشق

نہ کم ہون سکہ داغ دل یگانہ عشق
بھرا پرا رہے یارب سدا خزانہ عشق

جبین قیس ہے سنگ آستانہ عشق
جنون ہی خیمہ لیلی سیاہ خانہ عشق

مدام دل مین رہے داغ الفت ساقی
نہ بیچراغ ہو یارب شرابخانہ عشق

یہ محفل طرب حسن ہی نہین مقتل
صدا گلوے بریدہ کی ہی ترانہ عشق

یہ کہکے پھرتی ہی دن رات آسیا کے فلک
ملے تو خرمن مہ دے کے لون مین دانہ عشق

ہی آفتاب پیالہ فرشتہ خو ساقی
خم فلک ہی سبوے شرابخانہ عشق

بس ایک ہاتھ مین دو ہوکے مین زمین پہ گرا
قضا جو آئی ادا ہوگیا دوگانہ عشق

ہر ایک گام پہ دل پیستا ہی ابلق چشم
مگر ہی سرمے کا دنبالہ تازیانہ عشق

جلایا طور کو اکدم مین صاعقہ بنکر
شرر فشان جو ہوا سنگ آستانہ عشق

ہو خانہ صدف دل نہ کسطرح پرنور
کہ آب ہی گہر شب چراغ دانہ عشق

بتو خدا نے کہا فی السماء رزقکم آپ
ملا ہی مجکو یہ ہفت آسیا سے دانہ عشق

یہ سچ مثل ہی بتو سبکا ہی خدا رزاق
نصیب طائر دل ہی ازل سے دانہ عشق

جو خال بنکے خط رخ مین دل رہے میرا
کہو نہین خرمن مہ مین ملا یا دانہ عشق

صداے ماتم دل سنکے خوش وہ ہوتے ہین
نواے سینہ زنی ہی کہ شادیانہ عشق

جو شوق دید ہی موسی کیطرح ایک ہین
کہ لن ترانی محبوب ہی ترانہ عشق

نقاب اودھر وہ اوٹھائین ادھر مین آہ کرون
سمند حسن پہ پڑ جاے تازیانہ عشق

جو تولیے اسے کونین کی ترازو مین
گران ہو وزن مین نہ آسیا سے دانہ عشق

فروغ بزم تصور ہی یاد پستان کی
حباب حسن بنے ہین چراغ خانہ عشق

خیال گوہر دندان مین ہم جو روتے ہین
سرشک دیدہ تر ہی در یگانہ عشق

ہی میرے دل کیطرح اس سے یہ پریشان حال
ملا ہی زلف کو حسن سیاہ خانہ عشق

چڑھا جو دار پہ عاشق کا سر ہوا اشرار
جدا ہی خانہ عالم سے کارخانہ عشق

خدا کا گھر ہو جو ٹوٹے جہاد نفس سے دل
خراب ہو تو بنے لامکان خانہ عشق

کسیکی ابرو پر خم کا دھیان رہتا ہی
ہمارا کعبہ دل ہی سیاہ خانہ عشق

وہ دل لگا کے سنین داستان کی صورت
بیان کیجیے اس حسن سے فسانۂ عشق

وزیر تخم محبت کو دل مین بو لیجیے
زمین وہ شور ہی جسمین اوگے نہ دانۂ عشق

۸۴ ردیف کاف عربی ١٠

ہیش عاشق چشم گریان ولب خندان ہی ایک
جل گیا جو نخل اوسکو برق اور باران ہی ایک

دیکھنے دیتا نہین اوسکو حجاب عشق ہاے
ہو نہین محروم جسکو وصل اور ہجران ہی ایک

ناتوانی سے ترے بیمار کے رخسار پر
سیلی دست ستم اور سایۂ مژگان ہی ایک

پیرہن مین یون بدن ہی جسطرح تنمین روح
چشم بد دور اب لطافت مین جسم وجان ہی ایک

ماہ سے تشبیہ پھر تجکو نکیونکر دیجیے
چاندنی اور سایہ تیرا ای مہ تابان ہی ایک

آپ سے بہتر کے آگے خود نمائی ہی زبون
روبروے مہر ماہ و ابر بے باران ہی ایک

چاہیے ہنسکر چھڑکنا ای لب جانان نمک
آتش غم سے کباب اور یہ دل سوزان ہی ایک

عاشقون کے آگے مشرک ای بت یکتا ہون نہین
گر کہو نہین حسن مین تو اور مہ کنعان ہی ایک

سیکڑون طوطی زبان ہین یان اسیر دام غم
خانۂ صیاد اور یہ گنبد گردان ہی ایک

ایک ہی یہ نور ہی دلمین ہر اک کے جلوہ گر
شیشے ہین لاکھون پری مستور ہین ولے پنہان ہی ایک

ولہ

گذرا فلک سے پار گیا لامکان تلک
او تیر آہ بے ادبی اب کہان تلک

۸۵ ردیف کاف فارسی ١٣

ظاہر ترے گلے سے ہی رنگین سخن کا رنگ
گیا صاف پیرہن سے عیان ہی بدن کا رنگ

میلا ہوا نگاہ سے تیرے بدن کا رنگ
ایسا لطیف کب ہی گل یاسمن کا رنگ

کون آفتاب چہرہ ہی محفل مین جلوہ گر
کافور ہو گیا ہی جو شمع لگن کا رنگ

آسیب سے نگاہ کے اللہ رے نازکی
نیلا و فری ہی اوس صنم گلبدن کا رنگ

ہوتا ہی یہ سفید کبھی زر ضعف سے
لاتا ہی رنگ روز ہمارے بدن کا رنگ

جلتا ہون بعد مرگ جو خورشید کیطرح
کیا ہی ہر ایک تار کفن مین کرن کا رنگ

پوشیدہ آفتاب ردا سے شفق مین ہی
یا ہی حجاب تن تیرے پیرہن کا رنگ

ہووے حنائی رکھے برہنہ جو کوی پاؤن
فصل بہار مین ہی یہ خاک چمن کا رنگ

کن حسرتون سے دیکھتے ہین ہم سہیل کو
آتا ہی یاد جبکہ کسی کے ذقن کا رنگ

اے گل جو اوسکی قبر پہ ہی شور بلبلان
گلگون تیرے شہید کے کیا ہی کفن کا رنگ

چہرے پہ تیرے آنکھین تری کیون نہون سیاہ
ہوتا ہی آفتاب سے کالا ہرن کا رنگ

اوترا نہ زہر افعی گیسوے عنبرین
نیلا ہی گور مین جو مری خاک تن کا رنگ

عنقا کا رنگ کیا مین بتاؤن بھلا وزیر
وہ شوخ پوچھتا ہی جو اپنے دہن کا رنگ

۸۶

دیکھ لے بادہ کیا ہی اپنا رنگ
رحم اے آسمان مینا رنگ

زور دکھلا رہا ہی کیا کیا رنگ
واہ واہ اے جہان رنگا رنگ

ہوگئے ضعف سے سبک ایسے
لے اوڑا ہمکو بھی ہمارا رنگ

ردیف لام

۴۹

کیونکر نہ جھڑین منہ سے ترے وقت سخن پھول
چپ ہنسنے مین غنچہ ہی تو ہنسنے مین ہین پھول

مستانہ بہار آئی ہی لا مشفق من پھول
ساقی ہین گلابی کی طرح توبہ شکن پھول

نظرون سے گرون مین تو وہ آنکھونسی اوٹھاتین
کیا ضعف سے مثل گل بار ہی ہی بدن پھول

پڑتی ہی تری چشم سیہ باغ مین گل پر
توڑے گا مگر آنکھ کے ڈھیلے سے ہرن پھول

شاخونسے گلستان مین ہین کیا پاؤن نکالے
چلدین نہ کہین کود کے دیوار چمن پھول

آئے جو صبا کوچۂ گیسو سے چمن مین
بنجائین ابھی نافۂ آہوے ختن پھول

پرتو سے گل رخ کے ہوا روغن گل تیل
جھڑتے ہین چراغونسے اجی سیکڑون من پھول

کیا ڈر گئی تھی آنکھ کسی گل پہ تمہاری
کیون سونگھتے ہین باغ مین آکے ہرن پھول

دیکھا ہی جو بلبل نے ترے نقش قدم کو
نظرونسے گرے جاتے ہین ای رشک چمن پھول

چبھتی ہی نہ رخ کو کہون پھولونکی ڈالی
گل عارض گلگون ہی دہن پھول ذقن پھول

جسطرح کنوئین مین کوی گرنیکا کرے عزم
یون دیکھتے ہین یار سر چاہ ذقن پھول

سووے نے تری زلف کے کس پیچ مین ڈالا
دھاگے سے چھٹے تو ہوے مشتاق رسن پھول

آہو اگر آنکھین ہین تو کیون کہتے ہو نرگس
کیا سحر سے بنجاتے ہین ای جان ہرن پھول

آتی ہی جو جنون خیز دلا فصل بہاری
اب دشت مین شاخونسے نکالینگے ہرن پھول

گرتی جو تری برق نگہ خرمن گل پر
جلتے دل بلبل کیطرح سیکڑون من پھول

پڑ جاے ترے روے مخطط کا اگر عکس
پیدا کرین مثل گل خورشید کرن پھول

ای حب وطن کہتے ہین غربت مین یہ رو کر
نظرون مین ہین خار چمنستان وطن پھول

کیا ہم سن جاہ گلستان سے بندھے تھے
بوٹا سا ہی قد یار کا نخل چمن حسن
ہوتے ہین خجالت سے سفید آپکے آگے
کیا دیکھون بہار شفق شام غریبان
برسون گل خورشید و گل ماہ کو دیکھا
بلبل کے لبھانے کو نیا رنگ ہین لائے
کوچے مین رگ گل کے کرو شوق سے گلگشت
جو تجھ کو سموم سمجھین اگر پھول دکھین پائین
بیاری ہو سبک وزن مین قیمت مین گران ہو
ہین صبح شہادت کی گریبان کیطرح چاک
ارباب تعلق کا تعلق نہین جاتا

جب فصل بہار آئی ہوئی زخم رسن پھول
پتے ہین اگر برگ تو ہین پھول کرن پھول
چاندی کے ہوے جاتے ہین سونیکی کرن پھول
یہ غنچہ دل ہوگا نہ بے صبح وطن پھول
تازہ کوئی دکھلائے ہین چرخ کہن پھول
لو رام کلی گانے لگے بنکے دہن پھول
بالیدہ ہین ایسے کہ فضا مین ہین چمن پھول
مرجائین مگر پہنین نہ دولہا نہ دولھن پھول
نظرونمین تمھین تول لیا ہے یہ بدن پھول
کیا ناز کے لائے ہین شہیدونکی کفن پھول
مرنے پہ بھی درکار ہی کافور کفن پھول

۸۷	گلریز ہے کیا کلک وزیر اب دم تحریر پیدا تو کرے ایسی بھلا شاخ سمن پھول	۱۷

نہ کیا ذبح گیا چھوڑ کے بسمل قاتل
کیون نہ انگشت شہادت سے ہون بسمل قاتل
دست نازک کی نزاکت جو ہے سر نے دیکھی
جی مین آتا ہے تری تیغ کو دل مین رکھ لون

دہن زخم پکارا کیے قاتل قاتل
تیر دستی ہین نہین تیرے انامل قاتل
ایسی ہمٹی کہ ہتیلی کا بنی تل قاتل
ایسی لیلی کو ہی چاہیے محمل قاتل

جان دین کیون نہ مرین عاشق جانباز ان پر
تیغ خون ریز پری حور شمائل قاتل

ضعف ہی جائیگی کیا خون کی چھینٹین اڑ کر
آستین کا ہی تری کوس انھین منزل قاتل

پاؤن رکھا جو حنائی تو یہ تھوکے کا لہو
دہن زخم بنے گا لب ساحل قاتل

پھیر دے گردن عشاق پہ مقتل مین چھری
رقص بسمل ہی کے قابل ہی یہ محفل قاتل

تو نے زلف عرق آلود کھائی جو مجھے
مار آبی نظر آئی یہ سلاسل قاتل

جائے کوچے مین اگر گل کے ہی پھینکو کسی سمت
تاو کو نہین ہو جن پر پائے عنادل قاتل

اثر ظلم سے تیار ہو شمشیر گلی
خاک ہو جائے ستمگر تو بنے گل قاتل

دانت پر تو نے لگائی نہین تیغ پر آب
آب مین گھول دیا زہر ہلاہل قاتل

پی گیا مین دہن زخم سے پانی ایسا
ہی زبان تیغ کے مثل لب ساحل قاتل

کیا تری تیغ نے جوہر کا چمن دکھلایا
آشیانون سے نکل آئے عنادل قاتل

سخت جان ہون مری گردن پہ چھری پھیر آکر
تیز کرنے کے لیے خوب ہی یہ سل قاتل

نیک ساعت سے چلی تھی یہ تری تیغ دوسر
سر تک آئی مرے پہونچی سر منزل قاتل

۸۸	بعد مردن بھی وہی شوق شہادت ہی **وزیر** دہن زخم سے ہم کہتے ہین قاتل قاتل	۱۶

دل ترا قتل پہ کیونکر نہو مائل قاتل
آب شمشیر عناصر مین ہی داخل قاتل

ہی بہت سہل شہیدان وفا سے ملنا
خون لگا لے تو شہیدون مین ہو داخل قاتل

عید قربان ہی یہی دن تو ہی قربانی کا
آج تلوار کے مانند گلے مل قاتل

ہوں جو شاعر دل گم گشتہ کا یوں حال کہا
پڑھ دیا آگے ترے مصرع بیدل قاتل

نعرۂ عاشق سے ہے گلزار میں پھولوں کی عوض
توڑے گا غنچۂ منقار عنادل قاتل

دل میں ہے عشق ترا یاد تری غم ترا
رہرؤں سے ہوئی آباد یہ منزل قاتل

قبضۂ بسمل پہ پھڑک جاتا ہے تلوار کا دم
ڈھال سے آتی ہے آواز جلاجل قاتل

کسی کروٹ کسی پہلو نہیں دیتا مجھے چین
دشمن جان ہے تری طرح جگر دل قاتل

جوہر تیغ کی زنجیر تو تو پہنا دے
بیڑیاں پاؤں کی کاٹے یہ سلاسل قاتل

کھینچے تلوار تو ہو جائے دو چندان جوبن
تیغ خم گشتہ ہلالی ہے مہ کامل قاتل

مرے سینے میں اتر آئے جگر سے دل میں
تیری تلوار کرے قطع منازل قاتل

پاؤں کر جائے نہ زنجیر سے باہر رکھوں
رگ پا بنکے لپٹ جائے سلاسل قاتل

کب پکڑ سکتا تھا ترا دست حنائی ایسا
طائر رنگ حنا ہو گیا بسمل قاتل

چار آئینہ عناصر کا اتاروں پھینکوں
زخم کھانا مجھے ہو جائیگا مشکل قاتل

یہ پیالہ ہے بنا گرد سبکروحی سے
دم شمشیر سے اوڑ جائے مرا دل قاتل

۸۹ زار ایسا غم بیتابی دل سے ہے وزیر
بن گیا ہے نگہ دیدۂ بسمل قاتل ۱۴

نالان فراق دل میں ہے ماتم سرائے دل
سینے سے آ رہی ہے صدا ہائے ہائے دل

ایسا کیا ہے تذکرۂ نالہائے دل
آنے لگی زبان سے ہماری صدائے دل

حاضر ہے لیجیے یہ اگر کام آئے دل
کچھ اور پاس ہم نہیں رکھتے سوائے دل

مقصد بر آئے میا لسئے لی تیغ یار نے
اوترا غلاف کعبہ حاجت روائے دل

آتی ہی ڈنکے کوچہ گیسو سے یہ صدا
آؤ مسافرو کہ یہان ہی سرائے دل

جز یاد دوست غیر کا خطرہ نہ آسکا
وسعت نثار تجھپہ ہوا تنگنائے دل

بو ہو کے گل مین کیا دل بلبل سما گیا
توڑا کسینے پھول تو آئی صدائے دل

جانا پڑی رخون مین بلا کا ہی سامنا
قاصد ٹھہر کہ ساتھہ کرونمین دعائے دل

مانند ریگ شیشۂ ساعت عیان ہو صاف
آئے غبار اگر نہ چھپائے صفائے دل

دنیا کو چھوڑ دے سگ دنیا کیواسطے
یہ استخوان پسند کرے کب ہمائے دل

بنکر پیالہ ہو لب میگون سے آشنا
ساقی ملا کے خاکمین دیکھے صفائے دل

جگر مین ایک آہ سے ہی گرد باد جسم
اللہ رے زور شور ترے اے ہوائے دل

رہتے ہین گرد اونکے ہوادار کے رقیب
اب شمع زندگی کو بجھا دے ہوائے دل

ای جان جسکو نقطۂ موہوم کہتے ہین
تیرا دہان تنگ ہی یا تنگنائے دل

مین سبز بخت دل کے تڑپنے سے مرگیا
چھاتی پہ ہونگ دلنے لگی آسیائے دل

کاہیدہ ہو ریاضت باطل سے جسم اگر
لیجائے سوئے خلد اوڑا کر ہوائے دل

٩٠	عزلت پسند کیون نہو صائب صفت وزیر با خلق آشنا نشود آشنائے دل	٢١

ہی عرش آستانۂ دولتسرائے دل
اللہ رے رتبہ حرم کبریائے دل

بھنتا ہی کیا کباب کے مانند ہائے دل
خونبار ہی جو نالۂ درد آشنائے دل

پہلو مین میرے دیکھے جو پیکان بجائے دل
سیری طرح کہے لب سوفار ہائے دل

ہر عضو تن کو درد محبت بنائے دل
وہ نی ہون بند بند سے آئے صدائے دل

ای حور اپنا جذب جو تجکو دکھائے دل
جنت سے جا رباغ عناصر مین لائے دل

پائے نگاہ یار پہسلتا ہی بار بار
پیدا کرے نہ گرد کدورت صفائے دل

دکھلا رہی ہی شعلۂ آواز برق طور
کیا لن ترانیون پہ ہی بانگ درائے دل

جوبن ہی آج کر لو جگہ دل مین کہتے ہین
کل ڈہونڈتے پہرینگے کدہر ہی سرائے دل

کیونکر کہون نہ قبلۂ حاجت روا اوسے
کعبے کا ہو غلاف جو اوترے قبائے دل

یہ سات آسمان جو دن رات پہرتے ہین
ہین گرد باد وادی بے انتہائے دل

جانا ہی سہل کوچۂ گیسوے یار مین
دست دعائے عاشق مضطر ہی پائے دل

اک تار آستین ہین یہ نہ اطلس سپہر
دامان حشر سایۂ جیب قبائے دل

گلشن مین یہ ہوا دل بلبل کی بندھ گئی
آئی شکست رنگ چمن سے صدائے دل

ساقی یہ جام آپ چلے سوے میکدہ
دست سبو کیطرح سے پیدا ہو پائے دل

بہنے لگے ہین چشم دل مضطرب سے اشک
دانے اوگل رہی ہی ہر دمی آسیائے دل

بیتابیون سے رات پھر جو ادھر ادھر
داغ درون سینہ بنے نقش پائے دل

آنکھین لہو بہاتین جو ساغر سے گر گرے
شیشہ جو گر پڑے تو مرا ٹوٹ جائے دل

کشتے کو میری تیغ کے لائی ہی کیا ثبات
ای دوستو ہی باد مخالف ہوائے دل

پیسی اب اسقدر نہ رہی گرد استخوان
گردش فلک کی سیکھ لی آسیائے دل

کہتے ہین لامکان جسے ہی فنائے ذات
دونون جہان ہین حلقۂ زلف دوتائے دل

راحت گئی اگر تو گیا رنج سے گذر
خالی رہے وزیر نہ مہمانسرائے دل

جسکا کھٹکا تھا وہی آیا ہی غارتگر گل
ہو کے غش گرنے لگے خاک پہ گل بر سر گل

۹۱	ردیف نون	۲۱

اے بتو شیفتۂ کاکل پیچان ہون مین
آج سر حلقۂ زنار پرستان ہون مین

مین جو کافر ہوا تو ضد سے مسلمان ہوا
اب تو کافر ہو تو پھر ضد سے مسلمان ہون مین

جلد یارب کہین پھر جائے گلے پر خنجر
دیر سے منتظر جنبش مژگان ہون مین

کیا محبت ہی جو چھیڑے اوسے صدمہ ہو مجھے
وان جو ہو زلف مین کنگھی تو پریشان ہون مین

دوسرے تیسرے تلوار کا پانی دینا
ہر گل زخم سے قاتل چمنستان ہون مین

ناتوانی سے نہ آیا کبھی لب تک نالہ
اے اجل آکہ لب گور سے نالان ہون مین

کیا خالق نے قد عاشق و معشوق مین فرق
یار ہی سرو روان سرو چراغان ہون مین

کب یہ کہتا ہون کہ گل کے ہو رہون گلشن مین
کاش خار سر دیوار گلستان ہون مین

شکل سوفار جدا لب سے رہے لب یارب
پاؤن تا عمر جدائی مین جو خندان ہون مین

شہر محشر ہوا بدنام فغان مین کی
باعث برہمی بزم خموشان ہون مین

چاہیے تھا ہی یوسف سے زلیخا کہتی
تو رہا قید سے ہو قابل زندان ہون مین

آدمیت تری دیکھے تو ٹھہر جائے دم
یہ تمنا ہے پری کو بھی کہ انسان ہون مین

بس دلا ضبط فغان کر کہ بہت رنج دیے
کوئی دم شاد کن خاطر یاران ہون مین

اپنے جامے سے ہون باہر دم جوش گریہ
یہ شہو مجھسے کہ منت کش داماں ہون مین

ہند مین ہوئے نہ برباد مرے مشت غبار
ای خدا خاک در شاہ شہیدان ہونگین

ای فلک اتنو شب وصل کا ہونا معلوم
صبح محشر کیطرح چاک گریبان ہونگین

استخوان کا مرے سوفار بنایا اوس نے
جاے گریہ ہی کہ اسطرح سے خندان ہونگین

کیا ہی برگشتہ وہ بت مجھسے ہی اللہ اللہ
اتنی تقصیر ہوی ہی کہ مسلمان ہونگین

کیون ہوا ہونگین تیرے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے
نہ تو دامن ہون مین قاتل نہ گریبان ہونگین

کیا اک بات ہین تسخیر پریزادون کو
زیب دیتا ہی کہون آج سلیمان ہونگین

۹۲	میرے شاگرد تلک صاحب دیوان ہین فرید کیا ہی پروا نہ اگر صاحب دیوان ہونگین	۱۹

وحدت اک گل کا کیا کرتے ہین
منہ سے یان پھول جھڑا کرتے ہین

ذبح کرنا تو ہمین ای صیاد
یہ نکمنا کہ رہا کرتے ہین

اپنے گلزار محبت مین صبا
ہوش بلبل کے اڑا کرتے ہین

کھول دیتا ہی تصور در یار
آنکھہ جب بند کیا کرتے ہین

یہ ترے عہد مین ہی ظلم کی رسم
نیچے خون مین بجھا کرتے ہین

سن لین کافر جو ہون گوش شنوا
سارے بت حمد خدا کرتے ہین

کبھی ہوتی ہی جدا اون سے رنجش
آپ ہم اپنا گلا کرتے ہین

ہو غنی بوسۂ لب دے ڈالو		ہم فقیرانہ صدا کرتے ہین
جنس دل جانچ کے لیتے ہین یہ شوخ		نظرون مین تول لیا کرتے ہین
عاشق اوس سرو کے ہین کیا صوفی		ذکر قمری جو کیا کرتے ہین
کوے قاتل کا یہ قاصد ہی پتا	قطعہ	نامہ بر قتل ہوا کرتے ہین
پڑے رہتے ہین خطون کے پرزے		پر کبوتر کے اوڑا کرتے ہین
تیری زلفون سے اوسے کیا نسبت		مشک کہتے ہین خطا کرتے ہین
نامہ بر ہین جو کبوتر اوسکے		چاہ یوسف مین رہا کرتے ہین
مرہم سبز لگاتے ہین جو وہ		میرے زخمون کو ہرا کرتے ہین
اوسکا خط دیکھتے ہین جب صیاد		طوطے ہاتھون کے اوڑا کرتے ہین
ہی وہ بازار مرے یوسف کا		مشتری جس مین بکا کرتے ہین
صبح کو ہم عوض آئینہ		منہ ترا دیکھ لیا کرتے ہین
۹۳	کشتۂ تیغ تبسم ہون وزیر دہن زخم ہنسا کرتے ہین	۱۵
ستم ایجاد جفا کرتے ہین		ستم ایجاد کیا کرتے ہین
جو ترے کوچے سے آجاتا ہی		پاؤن ہم چوم لیا کرتے ہین
دو زبانون سے سدا مار سیاہ		صفت زلف دوتا کرتے ہین
زلف کو کالی بلا کہتے ہین غیر		ہم بلائین جو لیا کرتے ہین

آسیا ہی ہمین وہ گردش چشم
یعنی ہم اوسپہ پسا کرتے ہین

جستجو مین تری اوحید فگن
طائر رنگ اوڑا کرتے ہین

صدقے ہونے کو تری ابرو کے
صورت چشم پھرا کرتے ہین

نقد دل دے کے لڑتے ہین ہم آنکھ
قصے یون مول لیا کرتے ہین

سب اوٹھین کہتے ہین رشک دریا
تیرے کپڑے جو سیا کرتے ہین

کوی زنار پہنتے ہین ہم
بہت عبث دھاگے دیا کرتے ہین

سنکے بیتین مری ہوتا ہی جنون
نکتہ چین تنکے چنا کرتے ہین

ذکر یوسف جو کرون تو وہ کہے
ایسے ہم مول لیا کرتے ہین

کسی دل سوختہ کو ٹھکرایا
کہتے ہو تلوے جلا کرتے ہین

رشک ہی بات نہ قاتل سے کرے
دہن زخم سیا کرتے ہین

۹۴ دیکھنے پاتے نہ تھے جنکو وزیر
اب وہ آنکھون مین رہا کرتے ہین ۴۲

کسقدر ہی فرق یوسف مین اور اپنے یار مین
گھر خریدار اسکے آتین وہ بکے بازار مین

آنکھ اوٹھاکر جسنے دیکھا مجکو وہ نالان ہوا
تار مطرب کا ہوا عالم نگہ کے تار مین

تھی جبھی یاد زلف و رخ تو خط مین بھی ہین نے لکھین
خط سنبل مین کئی سطرین کئی گلزار مین

سنگ طفلان کھا چلے لیجیل سو صحرا جنون
سیکڑون پتھر پڑے ہین دامن کہسار مین

عشق گلرویان ہمین بلبل نہین ہی رضی
ہی خط تقدیر بھی لکھا خط گلزار مین

پاؤن پر منہدی گرے گر تو گرے جانیگا عزم
گل کرین نالے شکست رنگ سے گلزار مین

خو بر و بتقید رہو جائین اگر ہون ہرزہ گرد
پھول دو کوڑیکے ہون جائین اگر بازار مین

اوسنے دروازہ کیا تھا بند اگر ای تیر آہ
سیکڑون روزن بنانے تھے تجھے دیوار مین

سلسلہ رکھتا ہی میرا کفر کچھ اسلام سے
ہین کہین تسبیح کے دانے مری زنار مین

یاد مین اک بت کے جب بہنے لگا دریای اشک
موج کا عالم نظر آیا مری زنار مین

ای صنم کیون ہو نہ زاہد کو گمان تسبیح کا
دین ہین سو گرہین جنون نے توڑ کر زنار مین

ہاتھ منہ پر رکھ کی وہ بت کھل کھلا کر ہنس پڑا
مل گئے موتی سے دندان موتیا کے ہار مین

اور قاصد سے نہ خط مجھ دل جلے کا جا سکا
نامہ باندھا ہین نے بال مرغ آتشخوار مین

شمع کشتہ جنبش دامن سے روشن ہو گئی
کسقدر ای جان گرمی ہی تری رفتار مین

رات تو ہوتی ہی بھاری مردم بیمار کو
کیون سبک ہو نمین سیہ بختی تہی چشم یار مین

جو ہر دن پر اوسکے ہو جاتا ہی موجونکا گمان
کسقدر ہی آب ای قاتل تری تلوار مین

کیا ہی لپٹا ہی دل صد چاک تیری زلف سے
عشق پیچان بنگئی کنگھی ترے گلزار مین

چشم کی گردش مین ہی اب دشت پیمائی کا رنج
اشک گویا آبلے ہین ہر مژہ کے خار مین

کیون نہ ٹانکی فصل گل مین ٹوٹین ای وحشت کہی
جیب کے تارونسے بخیہ زخم دامندار مین

چبھ گیا کانٹا فلک کے ماہ نو اسکو نہ جان
یہ بھی ساتھ اپنے پھرا تھا وادی پرخار مین

غیر کے دلمین کبھی اب رہنے لگی ہی یاد دوست
کیون نہ کھاؤن خار ہین ہی نکہت گل خار مین

میری گردنمین گریبان طوق قمری بن گیا
سر جھکایا ہی جو یاد سرو خوش رفتار مین

روے روشن سرخ رو ہی زلف پیچان و سیاہ
منہ یہ کہدن فرق جہوہی کافر و دیندار ہین

مژدہ ای بلبل کہ آپونہچا ہی صیاد بہار
بجہ گئے گلدام وہیج بوسے گل گلزار ہین

پہرتے ہین مستی ہین میکش گردیدانونکی طرح
ہی خم مے شمع روشن خانہ خمار ہین

ہو جواب تخت سلیمان تختہ تابوت ہی
سو رہا ہون اک پری کے سایہ دیوار ہین

جسن ہین پر پاؤن رکہون وہ زمین شعر ہی
مثل خامہ نقش پا میرے ہلین اشعار ہین

یار کی جانب جو دیکہین یہ حمیت ہی صبا
خاک میری ڈال دینا دیدہ اغیار ہین

دیکہہ لے گلزار عالم مین ہی کم ظالم کو عیش
پہول کتنے ہین سپر مین ایک پہل تلوار ہین

کردیا زندان کو گلشن ہین وہ ہون رنگین خیال
آشیان بلبل نے باندہا روزن دیوار ہین

اپنے پاؤن کے بہی ہم ای ضعف شرمندہ نہین
جب خود رفتہ ہوے جا پہنچے کوے یار ہین

۹۵	وہ پریرو حور سے بہتر کہین ہی ای وزیر نازنین انداز مین رفتار مین گفتار مین	۴۹

اوٹھا اوٹھا کے جو پردہ نگاہ کرتے ہین
ہمارے دلمین وہ در پردہ راہ کرتے ہین

ثواب جانکے زاہد گناہ کرتے ہین
ہی دل بہی کعبہ ہم اسکو سیاہ کرتے ہین

تو وہ ہی گل کہ جو تجہہ پر نگاہ کرتے ہین
شکست رنگ سے گل آہ واہ کرتے ہین

حسین غسل مین جسدم نگاہ کرتے ہین
ہر ایک داغ کو ماہی کے ماہ کرتے ہین

اگر ہلال کی جانب نگاہ کرتے ہین
تجہی کو یاد ہم ای کج کلاہ کرتے ہین

لگا کے سرمہ وہ جسدم نگاہ کرتے ہین
فلک پہ برق کو ابر سیاہ کرتے ہین

دکھاتا ہی جو ہمین کاٹ تیغ قاتل کا
دہان زخم سے ہم واہ واہ کرتے ہین

بنایا مثل صبا ہمکو ناتوانی نے
گذار باغ سے روزن کی راہ کرتے ہین

نکیون ہو سرمے پہ گرد سیاہ کا دھوکا
مژہ پہ فوج کا سب اشتباہ کرتے ہین

چمک رہا ہی ستارہ سا کیا یہ ای دربان
مگر وہ روزن در سے نگاہ کرتے ہین

یہ کسکے منہ سے جھڑتے پھول باتین کرتے نہین
چمن کا غنچے پہ سب اشتباہ کرتے ہین

نہ آؤ خوش رہو جسجا رہو مرے صاحب
ملو و یا نہ ملو ہم نباہ کرتے ہین

لکھی ہی حسن نے فارغخطی یہ خط نہ سمجھ
جو تل نکلتے ہین مہرین گواہ کرتے ہین

برنگ اشک نہین خوف دوری منزل
کہ ایک گام مین ہم قطع راہ کرتے ہین

دلا دلا کے کسی بت کی یاد کرتے ہین قتل
مدام راہ زنی سنگ راہ کرتے ہین

وہ عندلیب ہون فریاد میری سن سن کر
چمن کے غنچہ و گل آہ آہ کرتے ہین

ہمارے خون کی گواہی کو جاتے ہین جو وہان
قبول اپنی شہادت گواہ کرتے ہین

جو دیکھے سرو تو ای گل ہوا مجھے ثابت
ترے فراق مین گلشن بھی آہ کرتے ہین

مزا فرشتون سے پوچھ آدمی کے چاہنے کا
کنوین مین آج تلک چاہ چاہ کرتے ہین

نہین ہی تجھسے ہمین کچھ بھی ای فلک شکوہ
ستم جو کرتے ہین یہ شب سیاہ کرتے ہین

ذرا سے جرم پہ جھانکے کنوین فرشتون نے
یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتے ہین

جنون ہی سینے سے آنکھون مین آمد دل
مژہ کے خار کو اب فرش راہ کرتے ہین

یہ عندلیب ہین گلشن قفس کو ہم کر دین
کہ پھول جھڑتے ہین جسوقت آہ کرتے ہین

کسی پری کی جدائی مین ہون یہ کاہیدہ سیاہ کار وہ ہین مثل خامہ چلتے ہین جب جو کعبے جاتے ہین بتخانے سے کبھی اٹھکر لکھین سمجھ کے گناہونکو کاتب اعمال ذرا ہماری وفا دن پہ بیوفا تو نہ بھول	کہ لوگ شبہہ مردم گیاہ کرتے ہین زمین کو نقش قدم سے سیاہ کرتے ہین تو سنگسار ہمین سنگ راہ کرتے ہین بشر تو کیا ہین فرشتے گناہ کرتے ہین کہ ہفتہ دوست سے دو دن کی چاہ کرتے ہین

۹۶	بجاے تاج تو رکھ اپنے سر پہ داغ جنون وزیر آج تجھے بادشاہ کرتے ہین	۴۰

تماشا دیکھنا ہی وہ اثر اون چشم جادو مین اسیر انکے لیے دانے تو ہین زنجیر گیسو مین بجا ہی رہتے ہین تیوری سے بل جو اوسکی ابرو مین وضو کرنا ہی مجکو آج آب تیغ بران سے تجھے کیا طعن سے زاہد یہ اپنی اپنی قسمت ہی نہ سمجھو ماہ نو مضمون نیا جو ہاتھ آتا ہی الجھنے سے مرے تو پیچ تاب اتنا نہ کھایا کر حنائی ہاتھ سے شانہ نہ کیجے پیچ ہی اسمین تجھے جب دیکھتے تھے شانہ بین چھٹتے ہین کبھی گرے قدمونپہ مہندی اور دکھائی شبنم آئینہ	اشارے یہ کرے کی رقص پتلی چشم آہو مین ارے بیداد گر کچھ آپ بھی ہی تیغ ابرو مین ہی آہوے چشم کیونکر بل نہو مین شاخ آہو مین کرونگا سجدے اے قاتل تری محراب ابرو مین کوئی سجدے کرے محراب مین اور کوئی ابرو مین مہینے مین کہا کرتا ہون مصرع وصف ابرو مین کرون کیا دل مرا الجھا ہوا ہی اسیر اسکے گیسو مین کف رنگین کی مچھلی پھنس بچانے دام گیسو مین دل صد چاک سے ہوگا شانہ اسکے گیسو مین کرے کنگھی چمن سے لیکے سنبل تیرے گیسو مین

بغل مین یار ہی اور جام مئے بھر بھر کے پیتے ہین
ہمارے ہاتھ مین ہی آفتاب اور ماہ پہلو مین

مین وہ ہون دشت پیما ذکر میرا گر کرے کوئی
پڑین کانٹے زبان مین آبلے پڑ جائین تالو مین

سمجھ کر دام تڑپے کیون نہ مچھلی میرے بازو کی
گئی ہین بال زلف یار کے تعویذ بازو مین

تو وہ خوش چشم ہی طفلی مین تیرا دل لبھانے کو
کیا کرتی تھی اکثر رقص پتلی چشم آہو مین

تسلسل اشک کا ہو جاے تسبیح سلیمانی
اگر روؤن مین یاد سرمہ چشم پریرو مین

اگر کعبہ بھی تم ہوتے کبھی سجدہ نکرتے ہم
بتو واللہ دل ہوتا جو اپنا اپنے قابو مین

جو خال چشم جانان دیدہ انصاف سے دیکھے
ندامت کش ہو بیٹھے نہ پتلی چشم آہو مین

صفائی جسقدر اسمین ہی اوتنے پیچ ہین اوسمین
پھسل کتے ہیرے چہرے سے نگہ پھنستی ہی گیسو مین

جبین والفجر ہی واللیل گیسوے معنبر ہی
خط رخ سورہ یوسف ہی اونکے مصحف رو مین

تلین اعمال جسدم اے خدا ہم بت پرستونکے
براے وزن ہی سنگ صنم اک سو ترازو مین

یہ سمجھا ہر منجم برج میزان مین قمر آیا
جو تل کیواسطے بیٹھا کبھی وہ مہ ترازو مین

مین وہ ہون آبلہ پا روز محشر بھی یہ خواہش ہی
مرے اعمال کانٹے مین تلین سب کے ترازو مین

زمین جو مین نکالون آسمان سمجھین اوسے شاعر
کہین سب ماہ نو مصرع کہون گر وصف ابرو مین

تری پاپوش گلگشت چمن کو اے صنم جائے
کہ تیری کفش کے گل ہین فزون پھولونسے خوشبو مین

چھری پھولونکی ہی تلوار اسے دست گلگون کے
ہر اک گل سے زیادہ ہین سپر کے پھول خوشبو مین

کہین مکتوب میرا اوس بت مغرور تک پہنچے
خدا کا نام لیکر نامہ باندھا بال آہو مین

جو ہین خوش چشم اونھین کیا احتیاج زیب و زینت ہی
کوئی سرمہ لگاتا ہی بھلا کب چشم آہو مین

دکھاؤن دیدۂ حیران کا اوس خودبین کو آئینہ | دل صد چاک سے شانہ کرون اوسکے گیسو مین
مرے تار کفن نالان رہینگے بعد مرنے کے | کہ بیتابی سے ہی مضراب کا عالم ہر اک مو مین

۹۷ | وزیر آغوش یان فرقت مین بھی خالی نہین رہتی
نہین ہی یار اگر تو درد ہی مدت سے پہلو مین | ۱۵

ہاتھ مین سلسلۂ زلف گرہ گیر نہین | زور دیوانہ ہون مین بستۂ زنجیر نہین
فاختہ کی طرح دیوانون مین توقیر نہین | طوق گردن ہی یہ پاؤن مین زنجیر نہین
قتل ہونگا مین تری تیغ سے یہ لکھا ہی | خط تقدیر یہ ہی جوہر شمشیر نہین
دیکھ اے چشم مرے نقش تصور کا اثر | کون ہے اشک مین اوس طفل کے تصویر نہین
دہن یار کو دیکھا ہی یہ کس منہ سے کہون | ہی وہ خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہین
ہون وہ دیوانہ گردن مثل گریبان گھٹے | صورت فاختہ یان طوق گلوگیر نہین
سیکڑون سلسلۂ زلف مین ہین جسکی مرید | نوجوان ہی وہ ابھی جان جہان پیر نہین
قتل کو شمع صفت مین ہون سراپا گردن | پر وہ کہتا ہی مری تیغ تو گلگیر نہین
گالیان دیکے وہ قائل ہوے مین چپ ہو رہا | خامشی سے کبھی بہتر کوئی تقریر نہین
سامنا کیا کرے دل اوس مژہ و ابرو کا | صاحب فوج نہین صاحب شمشیر نہین
تو جو ہو گرم سخن کیون نہ تکے منہ بلبل | دہن غنچۂ گل قابل تقریر نہین
کونسا طائر مضمون ہی نہین ہی جو ہدف | اپنا ہر مصرع برجستہ کم از تیر نہین
استخوان کا مرے چوکا نہ نشانہ اک بار | اوس کماندار رہا ہی یہ ترا تیر نہین

خط عاشق سے جو نفرت تھی نکل آیا خط		کونسا جرم ہی جسکے لیے تعزیر نہین
٩٥	برش تیغ کا کچھ وصف بیان کرتے وزیر دہن زخم مگر قابل تقریر نہین	١٤

اسقدر ہم ناتوان وزار ہین — بازو اپنے مچھلیون کے خار ہین

چاک چاک اپنا گریبان ہو چکا — اندنون دست جنون بیکار ہین

روتے ہین اشکون کے بدلے خون گرم — ابر ہین ہم لیکن آتشبار ہین

جاتے ہین گلشن سے لے او باغبان — ہم اگر تیری نظر مین خار ہین

آستین سے پوچھیے کاہے کو اشک — ابتو منہ پر زخم دامندار ہین

دیکھ کر تجکو مگر حیران ہوے — آینے جو پشت بر دیوار ہین

لے اوڑ ای وحشت کہ اپنے پاون کے — منتظر خار سر دیوار ہین

آنکھین ہین غمخوار تیری ای مسیح — کیا ہی بے پرہیز یہ بیمار ہین

خود بخود اپنا جنازہ ہی روان — ہم یہ کسکے کشتۂ رفتار ہین

سایۂ غنچہ مین آیا خواب مرگ — واہ کیا طالع مرے بیدار ہین

ہم ہین رنجور اپنے اشک و آہ سے — ہی بری آب و ہوا بیمار ہین

ابتو ہی منہ کا برسنا اپنے ہاتھ — آستینین ابر دریا بار ہین

سرو شمشاد و صنوبر باغ مین — نقشہ ہاے قامت دلدار ہین

٩٩	کیون ہین بیزار ان وزون وزیر	ہم جو اپنی زیست سے بیزار ہین	٢٤

خواب میں دست تصور بھی کبھی محرم نہیں
بیدماغ ایسا ہوں بزم مے میں بھی خرم نہیں
ہاتھ میں لب اک پری کے کاکل پرخم نہیں
ہو چکی تم سے مسیحائی دل بیمار کی
اوسکی صورت کو سلیمان دیکھکر کہنے لگا
کیا کروں گلگشت گلشن اے جنوں فرقت میں
ہے مری بزم عزا میں وہ مہ تابان شریک
مثل گوہر ہے مہیا آب و دانہ غیب سے
اپنے آگے سرفرازی ہے دلا سرگشتگی
تب مزا ہے یار ہر اک زخم پر چھڑکے نمک
سیل بھی آئے تو آئینہ ہے بے دیوار کا
منعموں نے صرف کی تعمیر میں عمر عزیز
گل جو ہنستے ہیں تو کیوں روتی ہے شبنم باغ میں
طور سنگ آستان ہے سر شرر ہو برق طور
آب خنجر بھی گوارا ہے پلائے خود جو وہ
اک پری پیکر کی گردن میں پڑے رہتے ہیں ہاتھ
دیدہ تر سے نہ دیکھوں سوئے آب زندگی

اے پری عنقا سے کچھ انگیا کی چڑیا کم نہیں
دور ساغر ساقیا دوران سے کم نہیں
وہ سلیمان ہوں کہ جسکے قبضے میں خاتم نہیں
دیکھو تو بالے کی مچھلی کو کہ ہمیں قسم نہیں
سچ تو یہ ہے آدمی بھی کچھ پری سے کم نہیں
خار ہے یہ گل نہیں ہے آبلہ شبنم نہیں
ہالۂ مہتاب ہے یہ حلقۂ ماتم نہیں
ہیں قناعت پیشہ ہوں منت کش حاتم نہیں
گر زمیں بھی پھرنے لگے تو تماشے سے کم نہیں
لطف کیا ہے پھول تو ہیں قطرۂ شبنم نہیں
گھر مرا معمور حیرت ہے مجھے کچھ غم نہیں
یہ سمجھے خانۂ تن کی بنا محکم نہیں
گلشن عالم میں گر شادی و غم توام نہیں
لن ترانی سے صدائے زنجیر در کی کم نہیں
یار قاتل ہو تو زخم اے دل کم از مرہم نہیں
دست خم گشتہ میں خاتم کب سلیمان ہم نہیں
سامنے مجھ تشنہ لب کے قدر جام جم نہیں

رہتی ہے میری کیا کیا المین کتی ہین عدو
ورنہ کاٹ اوس تیغ مین کم ہی کہ جسمین جوہر نہین

ہون وہ سرگشتہ کہ میرے نام کی تاثیر سے
مہر مین سنگ فلاخن سے نگین کچھ کم نہین

خشک آنسو ہوگئے گرنے لگے لخت جگر
نکلے ہین جگنو مگر برسات ای ہمدم نہین

ہمکو اس حیرت سرا مین کھ نگریان ای فلک
گلشن تصویر کو آتش سے کم شبنم نہین

بوٹی بوٹی ہی پھڑکتی واہ ری شوخی تری
دست رنگین کی بھی مچھلی کو قرار اک دم نہین

تیری آنکھون کے تصور کا ہجوم ایسا ہوا
آہوونکو بھی مرے صحرا مین جا رم نہین

۱۰۰	کھاتے کھاتے غم بھی ہو جائے گا راحت ای وزیر سم اگر کھانے کی عادت ہو گئی تو سم نہین	۲۸

ای پری مرنے کا مجھ وحشی کے کسکو غم نہین
حلقۂ ماتم سے زنجیرون کے حلقے کم نہین

یار تنہا گھر مین ہی افسوس لیکن ہم نہین
حور تو ہی گلشن فردوس مین آدم نہین

کب ہمیشہ دیو کے قبضے مین انگشتر رہی
حلقۂ گیسو جو دست غیر مین ہی غم نہین

گردش چشم سیہ نے یہ بھلائی چوکڑی
آہوونکو روبرو تیرے مجال رم نہین

شور قلقل ساقیا ہی صاف نالہ صور کا
گر یہی ہی بدمغی دیکھنا پھر ہم نہین

آتش حسن اور بھڑکی منہ پہ جو آیا عرق
سنہ چراغ برق کو روغن سے ہرگز کم نہین

بے زبانی سے ہین دعوائے سلیمانی کرون
مہر خاموشی لب ہرگز کم از خاتم نہین

اوس بھبھوکے نے چمن مین جا کے کین ہین میان
آگیا ہی عارض گل پر عرق شبنم نہین

اوڑ چلی ساقی بطرمی یہ بہنا موج شراب
بزم مے سے ہجر مین کسکو خیال رم نہین

خاک کردا اوسکی رہا کرتی ہی بنکر گرد باد
بعد مردن بھی ہماری بدگمانی کم نہین

دیکھکر تیرے گل عارض کو ایسے ہین خجل
پانی پانی ہین گل تر اوس پہ ہی شبنم نہین

ہر تو افگن ہی جو تیرا خندۂ دندان نما
ہین صدف یہ گل نہین گوہر ہین یہ شبنم نہین

ہون وہ مشتاق شہادت ہو پیدا کٹکے سر
تیغ اگر گلگیر ہی تو شمع سے بین کم نہین

آئی ہی اوس مہروش کے یہ ہوا رنگ چمن
ہر گل تصویر ہر گل نام کو شبنم نہین

چہرہ ہی ملک سلیمان سو وہ ہی زیر نگین
اوس پری کا حلقۂ گیسو کم از خاتم نہین

دیکھ او سرکش نہین کستی ہی تیغ خانہ ساز
فرق اصالت مین ہی جوہر تو اخلع خم نہین

جام کو گردش فراق یار مین دشوار ہی
ساقیا یہ می کے قطرے آبلوں سے کم نہین

تیغ رہتی ہی گلے پر فرقت دلدار مین
جز دم شمشیر بران اب کوئی ہمدم نہین

دیکھتا ہون جسکو مین دلگیر آتا ہی نظر
گلشن تصویر ہی یہ گلشن عالم نہین

وہ گلابی ہی کٹوری جیب گل جس پر ہی چاک
دیکھکر انگیا کی چڑیا بلبلون مین دم نہین

ہی گلو شادی زیادہ مورد اندوہ ہی
نکلے ہین آنسو بہت ہنسنے سے یہ شبنم نہین

تو نہ آیا ہو گئین فرقت مین ہان آنکھین سفید
صبح تو ظاہر ہوی پر نیر اعظم نہین

اوسکے گلتکیے کو رکھو سینۂ مجروح پر
مرہم کافور کے پھاہے سے مجکو کم نہین

کان کے پردے ہین آواز اوسکی گر چھپ گئی
یار سے شرم و حیا کی گفتگو بھی کم نہین

کشتۂ تیغ تبسم ہون کہو جراح سے
میرے زخمون کے لیے غیر از نمک مرہم نہین

شرم سے ہی پانی پانی پڑے گلگون دیکھکر
آئینہ بھی روبرو تیرے کم از شبنم نہین

دونو آنکھون کا تری شاید پڑا ہی ہے یہ عکس	مغز بادام ای پری یہ بے سبب توام نہین

۱۰۱	بوسۂ شمشیر قاتل کی تمنا ہین وزیر عمر گذری ہی لب زخم جگر باہم نہین	۱۵

تیغ وہ آبدار لاتے ہین	دیکھیے پیاس کب بجھاتے ہین
پاؤن پڑتی ہی اپنے جب زنجیر	طوق کو ہم گلے لگاتے ہین
زخم پر میرے کیون نہ چھڑکین نمک	عشق کا وہ مزا چکھاتے ہین
زلف پر خم کو کب چھوا مین نے	آپ کیون پیچ تاب کھاتے ہین
شکل آئینہ اونسے صاف ہین ہم	جو ہمین خاک مین ملاتے ہین
حشر برپا ہوا خرام نکر	مردے قبرون سے نکلے آتے ہین
ہی کبوتر جو نامہ بر میرا	چٹکیون مین اوسے اوڑاتے ہین
عشق چاہ ذقن کیا تو ہی دل	دیکھنا کیا کنوین جھنکاتے ہین
خنجر آبدار سے قاتل	میرے دل کی لگی بجھاتے ہین
ہم خریدار تو ہین مژگان کے	کیون وہ خنجر گلے لگاتے ہین
گل زخم اب بچین گے تیر سے کب	بلبلون کے وہ پر لگاتے ہین
وعدہ دیدار کا کیا ہی اگر	لن ترانی کسے سناتے ہین
تو بھی دکھلا دے کعبۂ ابرو	ہم بھی دست دعا اوٹھاتے ہین
جو کبوتر گیا ہوا وہ گلی	اوس پہ گل نامہ بر بھی کھاتے ہین

۱۰۲	خط مین لکھتے ہین شوق دید و زیر آج ہم قسمت آزماتے ہین	۲۵

قوت بازو ہوئی ہین ای سمن بر انگلیان — طائر رنگ حنا کو بنگئین پر انگلیان

پار گذرین دل کے جب کہدین جگر پر انگلیان — تیر دستی بنگئی ہین ای ستمگر انگلیان

کیا ہی نسورن پر چڑھی ہین ای ستمگر انگلیان — پھیرتی ہین پنجۂ خورشید محشر انگلیان

گر تواضع جو ہو پست و بلند دہر کا — جب ملین جھک کر ہوین پانچون برابر انگلیان

لون بلائین مین تو وہ گل کھل کھلا کر ہنس پڑے — گل کھلاتین صورت غنچہ چٹک کر انگلیان

او جوانی آمد پیری کی ہیبت دیکھنا — کانپتی ہین کسقدر رعشہ سے تھر تھر انگلیان

ہاتھ مین لیجا تن لاغر مرا نامے کے ساتھ — ڈر نہ ای قاصد کہ جھہ ہوتی ہین اکثر انگلیان

بل بے مستی مٹی پاتی ہی پسینے کی طرح — گردن مینا سے ای ساقی ہین بہتر انگلیان

دست وحشت نے کیا ٹکڑے گریبان قرار — جھانکنے مین کیسی تھین ویسے باہر انگلیان

ہوگا صحبت کا اثر دزد حنا سے ربط ہی — دل چرا لیجائینگی اب چور بنکر انگلیان

جام خالی پر رکھا کیون بہت گلگون ساقیا — کیا گلابی کیطرح بھر دینگی ساغر انگلیان

طوق قمری کا گمان ہوتا ہی چھلون پر ترے — کیا ہین ای شمشاد قد شاخ صنوبر انگلیان

رکھدیے کیا پاؤن گستاخی سے دست سرخ پر — لال اسقدر جو کہان تھین ای کبوتر انگلیان

واہ یا استاد کیا لکھا مخمس آپ نے — دست و پا مین پانچ پانچ اک جا بنا کر انگلیان

کم کسے سمجھین ترے دست حنائی کے شہید — سب ہین انگشت شہادت کی برابر انگلیان

ہو نہ ذوق میکشی یا ساقی کوثر اوسے
آئینہ عارض نہین یوسف ہی دکھلاتین نہ آپ
خط نہین اُس پر قیامت کا ہی کچھ تحریر حال
کون پھاڑے گا گریبان آئی گر فصل بہار
مشورت کچھ قاتلون مین ہی ہمارے قتل کی
ہر رگ تار گریبان سے ہوا جاری لہو
چل رہے ہین پاؤن نکلے بچھوے اجی ہنگام رقص
ایک ہو تو کہیے مین یہ سب کے سب مشتاق قتل
اپنے یوسف کو مرے یوسف سے تو نسبت نہ دے

شیشے نازک ہین بہت زاہد کی پتھر اونگلیان
کاٹ ڈالینگے ابھی حضرت سکندر اونگلیان
پاس رکھتے ہین بیاض صبح محشر اونگلیان
تل ہتیلی کے نہین اس ضعف چھلکر اونگلیان
بیطرح اوٹھنے لگین ہین جانب سر اونگلیان
کرتی ہین اس دست وحشت کار نشتر اونگلیان
کرتی ہین غمزہ نزیان ہر ہر قدم پر اونگلیان
ہاتھ بازو پاؤن سینہ دل جگر سر اونگلیان
اس زلیخا اسپر کٹتے ہین او سپر اونگلیان

۱۰۳	شعر تر لکھے ہین وصف ساقی کوثر مین آج اس وزیر اسکو ہین معجز آب کوثر اونگلیان	۱۰

بھری ہی تو نے جو ساقی شراب شیشے مین
نہین نمود یہ درد شراب شیشے مین
ہی پاس ساقی مہوش شراب شیشے مین
سوائے شیشہ محل وہ کہین نہین سوتا
غروب چاہ مہ پر آفتاب رہتا ہی
گر آدمی ہی نہ ہو زیر آسمان غافل

پری اوتاری ہی اپنے حساب شیشے مین
ہوا ہی صرف کسوف آفتاب شیشے مین
بغل مین ماہ ہی اور آفتاب شیشے مین
پری کیطرح سے کرتا ہی خواب شیشے مین
نہان ہی آتش بہر کیون شراب شیشے مین
پری کیطرح نہ ہو مست خواب شیشے مین

کسیکے آتے ہی ساقی کے یہ حواس گئے	شراب سیخ پہ ڈالی کباب شیشے مین
مرون تو شیشۂ ساعت مین میری خاک بھرے	فلک دکھائے مجھے انقلاب شیشے مین
وہ مست ہین کہ دم مرگ بھی دعا ہی یہی	ہماری روح پہ ہو سے تے عذاب شیشے مین
سوائے روز مرے میکدے مین رات کہان	فلک کیطرح سے ہی آفتاب شیشے مین

۱۰۴	وله	۹

میرے نالون سے تہ و بالا ہوی اکثر زمین	زیر پا آیا فلک اور بار ہا سر پر زمین
ہی دیار راہ روکا بس یہی قاصد نشان	آسمان تجکو نظر آئیگی وانکی سر زمین
کسطرف جاؤن کہ ہمان دو بلاؤن سے نجات	آسمان گھر گھیری ہی اور یہی گھر گھر زمین
باری باری ہے مجھے پیسین بر رنگ آسیا	آسمان دن بھر ہے گردش مین شب بھر زمین
مثل خورشید آسمان جلتا ہی آہ گرم سے	کانپتی ہی ٹھنڈی سانسون سے مری تھر تھر زمین
جس جگہ ہین دفن قاتل تیرے مژگان کے شہید	وان عوض سبزے کے پیدا کرلی ہی نشتر زمین
سیکڑون اس مین گڑے محبوب جاے رشک ہی	رکھتی ہی آغوش مین کیا کیا پری پیکر زمین
آتش فرقت سے عالم کورۂ آتش ہوا	آسمان ہی دود ہم اخگر ہین اور مجمر زمین
عشق خال یار نے ایسا کیا زار و نحیف	بیٹھ رہنے کو مرے کافی ہی اب تل بھر زمین

۱۰۵	وله	۸

مین سراپا مظہر اسم خدا و اللہ ہون	ہمصفیرو اس چمن مین مرغ بسم اللہ ہون
کس طرف جاؤن دکھاو یا محمد راہ حق	یان ہر اک گمراہ کہتا ہی مین خضر راہ ہون

ای مسیحا تیری زلفون کی درازی دیکھکر	کہتی ہی عمر خضر مین گیسو کوتاہ ہون
آسمان پر بھی سیہ بختی مین ہی میرا دماغ	خال ہوے مہر ہون داغ جبین ماہ ہون
کہ رہی ہی آسمان سے یار کے گھر کی زمین	طور ہون صحراے ایمن ہی عین تجلی گاہ ہون
بیٹھنا ایسا ادھر آیا ادھر راہی ہوا	دن جو ہون تو مختصر ہون شب جو ہون کوتاہ ہون
اللہ اللہ کیا ہی اوسکے پاؤن کی ٹھوکر کا لطف	ہی سر اک بت کی تمنا کاش سنگ راہ ہون

۱۰۶	روز محشر سے دو زیادہ افزون ہی اس کافر کا طول اب بھی کہتی ہی شب فرقت بہت کوتاہ ہون	۷

گوہر اشک سے لبریز ہی سارا دامن	آج گل دامن دولت ہی ہمارا دامن
ای جنون باد بہاری سی نہین جنبش مین	کچھ گریبان سے کرتا ہی اشارا دامن
وصل کی رات ہی بگڑو نہ برابر تو رہے	پھٹ گیا میرا گریبان تمھارا دامن
ہیا مہ چین سے نہین یہ پھولا جینے نرگس کے	سیکڑون آنکھون سے کرتا ہی نظارا دامن
بہت ای دست جنون تنگ نظر آتا ہی	باندھے دامن صحرا سے ہمارا دامن
خوب لو پہنچا دیا ای دست جنون ہاتھون ہاتھ	مل گیا آج گریبان سے سارا دامن
آمد آمد مرے اشکونکی مگر سن لی ہی	جھاڑ کر گرد جو صحرا نے سنوارا دامن

۱۰۷	ولہ	۹

مثل اشک اک روز دل ہی تھا گا نثار آستین	تیر دستی ہی ترا ہر ایک تار آستین
ای صبا لو پہنچا دے ہاتھون ہاتھ دست یار تک	خاک دامنگیر میری ہو غبار آستین

ہاتھ میرا ای گل تر سوکھکر کانٹا ہوا
ہی ترے دامن کے چھٹ جانے سے خار آستین

ضعف نے ایسا گھلایا فاصلہ جاتا رہا
خار دامنگیر ابروزون ہی خار آستین

دونو اپنے کام مین ایجان جان مصروف ہین
روح دامن کے تصدق دل نثار آستین

دوش پر رکھا اولٹکر کسنے دامان قبا
ہوگئی دامن کی کلیون سے بہار آستین

تھکگئے آنکھون مین آنسو آتے ہی بلبلے داغ
دیکھنا کیا کر رہے ہین انتظار آستین

اونکی زلفون کیطرح ہر عضو دشمن ہوگیا
بنگیا ہی آستین مین ہاتھ مار آستین

۱۰۸	دامن گلزار ہاتھ آیا ہی اپنے ای وزیر اشک گلگون سے ہی ابروزون بہار آستین	۱۶

جو خاص بندے ہین وہ بندہ عوام نہین
ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہین

بھلا ہو کیا دل زاہد مین سوز الفت حق
کبھی جلانے کے قابل چراغ خام نہین

گلا ہی چشم سخن گو سے خامشی کا ہمین
دہن کے ہونے نہ ہونے مین کچھ کلام نہین

تو آفتاب ہی زلف سیہ نہین تو نہو
چراغ روز کو کچھ احتیاج شام نہین

عزیز عاشق گمنام کا ہی دل اوسکو
نگین وہ ہاتھ مین رکھتا ہی جسمین نام نہین

بس ایک ہاتھ مین دو ہو گئی پڑھ دوگانہ عشق
جو بے نماز ہی وہ قابل سلام نہین

یہ سر جھکانا یہ منہ پھیرنا ہی بالغ دید
مری نماز مین سجدہ نہین سلام نہین

وہ مجھپہ مرنے لگے جو ہی میرے درپے قتل
الٰہی اسکے سوا اور انتقام نہین

فراق یار مین دست سبو اڑاتی ہین خاک
یہ گرد باد ہی گردش مین اپنا جام نہین

نہ ہنس رولائے گا تجکو خمار بادۂ عیش
مئ نشاط تو اس بزم مین مدام نہین

پھنسے نہ قید تعلق مین جو کہ ہی آزاد
چمن مین طائر نکہت اسیر دام نہین

وہ دل ہو چاک نہین عشق کا نشان جسمین
نگین وہ ٹوٹے محبت کا جسمین نام نہین

رہیگا ہجر کا دن کب کہی اگر شب وصل
مدام روز قیامت کو بھی قیام نہین

بنے جو بال کا پہندا تمہاری تیغ کا بال
تو مرغ جان کے لیے بہتر اس سے دام نہین

ہو وہ آتشۂ کفر و دین سے خلق ہی مست
مگر شراب یہ ہم مشرب حرام نہین

١٠٩

پکار اپنا گدا کہکے مجکو اے شہ حسن
فقیر ہون ترے در کا وزیر نام نہین

١٨

عذار یار پہ زلف سیاہ شام نہین
مگر یہ حشر کا دن ہی کہ جسکی شام نہین

فراق یار مین دو لو سے ہمکو کام نہین
ہوس سحر کی نہین آرزوے شام نہین

ولاے کعبۂ ابرو سے منہ کو کیا پھیرون
نماز ختم نہو جب تلک سلام نہین

یہ سیف آب کی مثل پری سہی قد ہی
مگر یہ عیب ہی چلتی نہین خرام نہین

کبھو نہ سرو کو اک زر خرید ہی اپنا
کیا جو بندے کو آزاد پھر غلام نہین

نہین اعادۂ طاعت کو پیشوا درکار
قضا نماز کو کچھ حاجت امام نہین

کسی طرح شب فرقت بسر نہین ہوتی
کچھ اسکو گردش ایام سے بھی کام نہین

جواب سننے بات نکلی ہو گیا مجھے اثبات
دہن وہ تنگ ہی گنجایش کلام نہین

بجھی ہی آب سے کیا تیری تیغ تیز کی آنچ
کہ خونفشان مرے دل کا کباب خام نہین

پھری ہی فرقت جانان مین چشم دختر رز
یہ گردش آنکھ کی ساقی ہی دور جام نہین

نہ دیکھا نقش قدم کا صدا آیا نہ سنے
سمند عمر سا کوئی سبک خرام نہین

برہنہ رہتی ہی شمشیر ابروی قاتل
مثال تیغ اجل حاجت نیام نہین

بندھین وہ ہاتھ حنا سے کیا ہی جن سے شہید
کچھ اور یار سے منظور انتقام نہین

نہ داغ دو شب فرقت کا انکو نام نہ لو
ابھی چراغ نہ روشن کرو کہ شام نہین

جگر سے سینے سے دل سے گذر گئی دم مین
تری طرح تری تلوار کو قیام نہین

ستارہ فلک حسن کہیے کم سن ہی
ابھی وہ چاند کا ٹکڑا مہ تمام نہین

پھرے طلب مین جو دنیا کی وہ نہین بندر آ
مثال ماہ جو گردش مین ہی امام نہین

۱۱۰
نہ خط مصحف عارض کا معتقد ہو وزیر
حروف جس مین ہون اللہ کا کلام نہین
۱۶

ہی غلط گر ترے دانتو نکو کہون تارے ہین
کہ دہن مصحف ناطق ہی یہ سیپارے ہین

اپنی ہستی مین تو آثار فنا سارے ہین
شام کو ذرے ہین اور صبح کو تم تارے ہین

کیا ہی ہرجائی حسینان جہان سارے ہین
یہ وہ اختر ہین کہ ثابت نہین سیارے ہین

ذائقہ ہونٹون کا بدلے گا نہ مسی ملیے
ہونگے یہ قند سیہ تو شکر پارے ہین

بادشاہونکی طرح پھرتے ہین ڈنکے دیتے
خار باچوب ہین اور آبلے نقارے ہین

چھپ چلے ہین خط شبرنگ سے رخسار صبیح
دن ہی کم شام کے آثار عیان سارے ہین

ساغر چشم کے سو دینے پڑینگے بوسے
شیشۂ دل کبھی توڑا تو یہ کفارے ہین

خط پہ خط روز ہالکرا اوس سے اوٹھاتی ہین / اشک کا ہیکو ہین یہ اک کی پچکاری ہین

آب جاری ہی کیا اعجاز سے اے بحر کرم / اونگلیان کاہیکو ہین لوہکے فواری ہین

مصحف رخ کو وہ دکھلاتی ہین اگر تیسون دن / نئی بھبتی مجھے سوجھی کہون سیپاری ہین

ہاتھ اگر چھو لے سے ہل جائے ید بیضا ہوہ / لعل لب اوس بت کافر کے وہ انگاری ہین

رونگٹے کب ہین ان آئینو نمین ہین لیتے بال / ہاتھ نہ انو یہ کبھی یار نے دستے ماری ہین

پشت پر ہی جو سپر خم ہوئے ہیں تیغ کی طرح / چار پھول اوسکے تمہین پتہ لونکے پشتاری ہین

روبرو رہتی ہی تصویر تصور شب و روز / اتنے لیے منت خلق آپ کے نظارے ہین

دیکھکر تجکو حسین کٹتے ہین جیہو ہین بناد / کنگھیان کیسے تئے نہیں سر پہ وان آری ہین

۱۱۱	دل پہ جو گذری خبر اشکون نے دی آکے وزیر لاتی خلعت روال یہ ہرکارے ہین	۱۵

سب کو رخسار مخطط یہ ترے پیارے ہین / بید ہندو کو مسلمان کو سیپارے ہین

منہ نظر آتا ہی آئینے وہ رخسارے ہین / اپنی بھبتی ہی یہ اور اونکی بھی نظارے ہین

زہر ان کالونمین ایسا ہی جو دیکھے مر جائے / سیکڑون سانپ ترے گیسوون نے مارے ہین

شاد ہون وصل مین کیا شام کی نوبت سنکر / کوس رحلت یہی بس صبح کو نقارے ہین

صورت شبنم ہر اک عضو بدن گریان ہی / رونگٹے جسم مین کاہیکو ہین فوارے ہین

آہ مین دلکا غبار اشکو نمین ہین لخت جگر / باد مین خاک ہی اور آب مین انگارے ہین

منہ چھپائے ہوئے ہین ناز سے طفلان حسین / اے معلم ابھی جزدان مین سیپارے ہین

پانی پانی ہین ترے آگے حسینان جہان
دست و پا تک عرق شرم سے فوارے ہین

اب بھی کہتا ہی اوسے کچھ لکھا شوق وصال
پشت قاصد پہ دلا ناموں کے پشتارے ہین

چشم جانانکی اگر دشت مین ہم بھولے ہین آ
ڈھیلے آنکھوں کے ہمین آہوون نے مارے ہین

مسی آلود نہین تیرے لب آتش رنگ
اپنی نظرون مین یہ دھوان دھار انگارے ہین

متصف دو صفتون سے ہین دو رخ عارض
پھول خوشبو ہین جلا دینے مین انگارے ہین

کھینچکر اوسکی تصاویر کہے صورت گر
یہ کیسی مصحف رخسار کے سیپارے ہین

لکھ دیا ہی مرے سینے پہ شہادت نامہ
صنعتین کہین ہین یہ تیر اوسنے نہین مارے ہین

۱۱۲ الفت چاہ زنخدان مین یہ لاغر ہون در زیر
روزن مور مری نظرون مین اندارے ہین ۱۳۱

عاشق زلف و رخ دلدار آنکھین ہو گئین
مبتلائے کافر و دیدار آنکھین ہو گئین

سرخ پلکین ہو گئین خونبار آنکھین ہو گئین
دیکھ لو اب زخم دامندار آنکھین ہو گئین

دیکھکر محو جمال یار آنکھین ہو گئین
جام ہائے شربت دیدار آنکھین ہو گئین

آنسوؤن اشک اب بہنے لگا ہی خون گرم
بھیجیو پانی کہ آتشبار آنکھین ہو گئین

لڑ گئین تمسے جو آنکھین ہو گئی اکبار صلح
کیجیے دو تین باتین چار آنکھین ہو گئین

کشتی مے لے کے ای ساقی لو پہنچ بہر خدا
بے ترے محفل مین بیدا بار آنکھین ہو گئین

ہی تصور اسکا آنکھون مین خط رخسار کا
آئنے کیطرح جوہر دار آنکھین ہو گئین

ای بت کافر ہی بس بے عیب فی امان اللہ کی
لب ترے عیسی ہین جو بیمار آنکھین ہو گئین

بہ گئیں پلکیں برنگ خس مری اشکوں کے ساتھ
چشم بد دور انکو گردش ہی عجب انداز سے
میرے پاؤں کی طرح ہیہات اب گردش میں ہیں
عین نادانی ہے اب انسے جو رکھیے چشم داشت
لخت دل یاقوت ہیں آنسو ہیں موتی آبدار
دو تو ہیں چشم سخنگو گر نہیں ہے اک دہن
عشق پنہاں دیدۂ گریاں نے ظاہر کر دیا
ابلق چشم صنم کس ناز سے گردش میں ہے
ہر کسی نے آنکھ جب ڈالی گلو سے صاف ہے
تول لیتے ہیں سدا نظروں میں جنس حسن کو
ہے تصور روز و شب کسکی طلائی رنگ کا
کہتے ہو سب دیکھتے ہیں تیری آنکھوں سے مجھے
چلیے اب صحرا سے کوئی یار انہیں دکھلائیے
پھول نرگس کے بنائے کب وہاں معمار نے
ای خدا اشاہد ہمارا تم وجہ اللہ ہو
ایسا انکو بنایا عشق تیر یار نے
پیش نرگس ہاتھ پھیلائے ہیں شاخوں سے درخت

اتنو نظروں میں گل بیخار آنکھیں ہو گئیں
ای پری آہوئے خوش رفتار آنکھیں ہو گئیں
کسکی یہ وارفتہ رفتار آنکھیں ہو گئیں
شکل مژگان بھر گئیں ہزار آنکھیں ہو گئیں
آؤ دیکھو جوہری بازار آنکھیں ہو گئیں
چپ نہ رہیے قابل گفتار آنکھیں ہو گئیں
ہنسنے کی جا ہے لب اظہار آنکھیں ہو گئیں
محبوب کا وہی ہوتی ہیں ہموار آنکھیں ہو گئیں
ہنس کے فرمایا گلے کا ہار آنکھیں ہو گئیں
پلۂ میزان مری ای یار آنکھیں ہو گئیں
چشم نرگس کیطرح زردار آنکھیں ہو گئیں
سچ کہو عیار کی بیکار آنکھیں ہو گئیں
آبلوں سے پاؤں میں دو چار آنکھیں ہو گئیں
یہ ہماری نقش بر دیوار آنکھیں ہو گئیں
جب نگہ کی بت نے تجھسے چار آنکھیں ہو گئیں
ہے ہمری تار نگہ سو فار آنکھیں ہو گئیں
کسکو دیکھینگے جو اب درکار آنکھیں ہو گئیں

جب گھڑے ہین بنگئے ہین نقش دیوار ہم
آؤ دیکھو روزن دیوار آنکھین ہوگئین

ساقی و مینا و ساغر ایک آتے ہین نظر
بادۂ وحدت سے کیا سرشار آنکھین ہوگئین

روتے روتے ہجر مین سوجی ہین یہ چشمان تر
جسم لاغر ہوگیا طیار آنکھین ہوگئین

عاشق ابرو ہون کرنا دیدہ و دانستہ قتل
جوہرون سے تمھین ای تلوار آنکھین ہوگئین

آنکھ کے ڈورون نے تیرے کچھ تو ہین دھاگی دیے
ای صنم جو باعث زنار آنکھین ہوگئین

۱۱۳
پھر گیا وہ آکے اب جاگے تو کیا حاصل فریر
سوگئے جب بخت تب بیدار آنکھین ہوگئین
۵

اوس چشم ابلق کو کہان پاتی ہین آنکھین
کیون گھورتے تصور یہ دوڑاتی ہین آنکھین

جب آنکھ لڑاؤن تو وہ شرماتی ہین آنکھین
بس دل مژگان مین چھپی جاتی ہین آنکھین

ہوتی ہین شب وصل تری دید کو پیدا
تارون کیطرح صبح کو چھپ جاتی ہین آنکھین

وحشی ہون دم نزع ہی پتھراؤ کی حسرت
اطفال سرشک آ کے پتھراتی ہین آنکھین

جاتا ہی طلب کرنے ہر اک نوح سی کشتی
دریا کو اگر دیکھ کے لہراتی ہین آنکھین

ولہ

مین کیا جہان دنگ ہی اس اختلاف مین
عارض نقاب مین ہی کہ قرآن غلاف مین

شبہے سے جسکو موے کمر خلق کہتی ہی
بس ایک رونگٹا ہی وہی جسم صاف مین

کیونکر نہ مردمک کا ہو شک اسکے خال پر
موے کمر بنا ہی مژہ چشم ناف مین

انگشت سرخ کب مسی آلود لب پہ ہی
پیدا ہوا ہی مرکز شنجرف کاف مین

۶	غزل فارسی	۱۱۴

به بین وقت رفتن حسرت دیدار نگار من ‏— که از نقش قدم پیداست چشم انتظار من
نگه از دیدن او چون پر پروانه می سوزد — نگه دارد چراغ از داغ دل شبهای تار من
فلک آگه از فرط حرارت کورهٔ آتش — معاذ الله فتد گر بر زمین مشت غبار من
بغیر از روی حسرت شکل دیگر در نظر ناید — به بیند گر کسی آئینهٔ لوح مزار من
اگر از سستی بختم سمند او نمی آید — بپای او رسد ای کاش این مشت غبار من
مبادا پای تو در لغزش آید گر قدم نهی — صفا با صورت آئینه می دارد غبار من

متفرقات

کیا ترا ای غیرت لیلی ہین سودائی نہین — موج بوے زلف کی تیری جو پہنائی نہین
شوق میخواری مین ساقی یہ چلا دریاے اشک — کشتی مے اب بھی لینے کو مرے آئی نہین

ولہ

نظروں سے دور رہنے کا پیارے گلہ نہین — دل سے قریب ایسے ہو کچھ فاصلہ نہین
ولہ
چلن انفاس کے ہین اندنون کچھ نکہت گل مین — کہ آمد شد ہے اسکی کوچہ منقار بلبل مین
ولہ
ہو نکہ بو ہے سکر وحی ایسی بلبل مین — پھری چمن کی روش کو جو رنگ گل مین
ولہ
ہمدار و ننکی آگے گر اوسے چھیڑے تو اسی طرب — جو میرے آنسو نکلے تار ہون تیر ستار مین
ولہ
زندا کو بات نہ امی شور حشر ہمکو جگا — لحد سے اوٹھ کے کہین ہم سبو سبو نکرین
جگا دیا مجھے سودے تھے مین ... ہو نہین — ابھی لحد مین نکیرین گفتگو نکرین

نوجوانون سے تهی پایا کنار پیر کو
اس کمان میں عمر بهر ہمنے نہ دیکها تیر کو

تمهی نظرون سے نہ دیکهیو عاشق دلگیر کو
کیسے تیر انداز ہو سیدها تو کر لو تیر کو

ماشاالله ڈهونڈهتے ہم کر ظالم نے شمشیر کو
چشم کیا سوفار کے بدلے ملی تهی تیر کو

ہون میں دیوانہ مری تصویر بهی کی جسنے
کهربا کے رنگ سے کهینچو مری تصویر کو

تو نہ بوسے لے سکا لیکن ترے دیوانے نے
سر دیا شمشیر کو اور دست و پا زنجیر کو

پڑتی ہے تیرے مکان پر یار جو ہر آن آنکهہ
گرد دامان نگہ منگوائی تهی تعمیر کو

ہے زبان کی صاف جنبش مصرع برجستہ مین
یار خوش تقریر کہتے ہین مری تحریر کو

حال اس غفلت کدہ کا تها عیان ورنہ الست
خواب دیکها بعد پہلے سن لیا تعبیر کو

ہٹ گئے ہین سیکڑون لے تیغا جوئی خونخوار خلق
کسکے خون گرم سے تونے بهرا شمشیر کو

تو وہ ہے قاتل کہ تیرا وصف کرنیکے لیے
منہ دیا زخمون کو تیرے اور زبان شمشیر کو

ہم وہ ہین فرہاد اے شیرین اگر کہدین قلم
دودہ سا پتهر سے جاری کرین جوئے شیر کو

دامن اس گل کا جو اٹکا پهر کے دیکها ناز سے
دے اب اے بلبل دعائین خار دامنگیر کو

جاکے چهری استخوان پر جب لگائی لوٹ تیغ
کیون نہ اے قاتل ہما کہیے تری شمشیر کو

ہاتهہ مین وحشی نہین آتا تو اطفال حسین
کهینچتے پهرتے ہین پتهر پر مری تصویر کو

پاؤن پر دشمن گرے تو جان فکر سر مین ہے
مت سمجهیو صبا سے شمع پہ گلگیر کو

بارہا بجلی گرائی شعلہ آواز نے
لن ترانی کی صدا کہیے تری تقریر کو

پستی ہی مہندی چمن مین دیکھنا رفتار یار
پھول منہ سے جھڑتے ہین سنا ذرا تقریر کو

اپنے اشکون کے سبب دریا روان ہر گھر مین ہی
ہاتھ آتین مچھلیان گھر بیٹھے ماہی گیر کو

آسمان کے پار گذرے دل نے ایسی آہ کی
اپنے ترکش نے کمان کیطرح پھینکا تیر کو

کوہکن تجھسے نہ پنہان ہو سکا اسرار عشق
ہم چھپاتے استخوان کیطرح جوے شیر کو

بہر استقبال جاؤنمین کہی تیر آپ سے
وہ نشانہ ہون جو آتے دیکھون اوسکے تیر کو

١١٦
ہوکے لاغر تیر کے مانند چھوٹے اے وزیر
کھیے اب خانہ کمان کا خانۂ زنجیر کو
١٩

دیکھ او ناوک فگن جذب دل نخچیر کو
ہی ٹھہرنا مشکل اب ترکش مین تیرے تیر کو

خو مین دیکھا در جانان سے اوٹھ سکتے نہین
پاے خفتہ چاہیے اس خواب کی تعبیر کو

اے پری تونے ہمین وحشی کہا اچھا کیا
اب کوئی ہم چھوڑتے ہین زلف کی زنجیر کو

موے آتش دیدہ دم مین بال ہو تلوار کا
شعلہ رو دست حنائی مین جو لے شمشیر کو

دامن جانان جو چھوٹا دامن صحرا لیا
دیکھ اے وحشت ہماری خاک دامنگیر کو

گر مرقع مین مرے خورشید رو کی ہو شبیہ
روز روشن دم مین وہ کر دے شب تصویر کو

رو مون زیر تیغ قاتل اسقدر دریا بہے
صورت کشتی بنا دون مین خم شمشیر کو

او نہین بھوکے سے بھلا اے شمع کیا نسبت تجھے
مثل پروانہ جلا دے جب چھوے گلگیر کو

ہاتھ اوس انگیا کی چڑیا تک پہنچ سکتا نہین
دام مین لاؤن دکھا کر دانۂ زنجیر کو

جرم کیا کیا کر رہا ہی خواب غفلت مین ہی تو
روز محشر سینوہ ہر عضو سے تعبیر کو

خط سنبل میں لکھیں گے زلف جاناں کی صفت
سنبل تر کی سیاہی چاہیے تحریر کو

اے گل زخم جگر تیرا نشانہ کیا بچے
بلبلوں نے اپنے پر بخشے ہیں اوسکے تیر کو

جو گیا تیرے مکاں میں پھر نہ نکلا عمر بھر
نقش حب کا گھر ہے گویا گھر ترا تسخیر کو

پرورش طفلی سے پائی دامن کہسار میں
کوہ کو پستاں میں سمجھا شیر جیسے شیر کو

گر میاں وہ غیر سے کرتا ہے میں مرتا نہیں
آگ لگ جائے الٰہی موت کی تاخیر کو

بندھ گیا ہے غیر سے مضمون غزال چشم کا
اوس میں اب شاہیں نکالے کہدو آہو گیر کو

ضعف سے مذکور خال لب گراں ایسا ہوا
مہر خاموشی ہوا ہے میرے لب تقریر کو

بیقراری دیکھکر میری کہا بہزاد نے
چاہیے رنگ پریدہ آپ کی تصویر کو

۱۱۷ شکل ابرو منہ پہ کھائیں یار کی تیغ اے وزیر
صورت مژگاں جگہ آنکھوں پہ دیں ہم تیر کو ۱۳۱

بے چین ہے یہ دیکھ کے مجھ بیقرار کو
ہے انتظار صبح شب انتظار کو

رسوا جنوں میں بھی نکرونگا میں یار کو
مچھلی کیطرح تلوے چھپائیں گے خار کو

دل میں جگہ دی یار نے مجھ خاکسار کو
شیشے میں اک پری سے اوتارا غبار کو

چوٹی میں وہ لپیٹے ہیں پھولوں کے ہار کو
پھولی ہے شام کہدو یہ صبح بہار کو

حسرت نہ تا گلوں کی ہو بعد فنا مجھے
گل کر دیا صبا نے چراغ مزار کو

اوس گلعذار سے کہو سرکا ہے منہ با لب
پھولوں میں کیوں بسایا ہے مشک تتار کو

مانند شمع بس مرے آنسو نکل پڑے
دیکھا جو بے چراغ کسی کے مزار کو

اے گل کہان نہین مرے رونے کا تذکرہ — سن لے صدائے گریۂ ابر بہار کو

شاخین نکالون سیکڑون شاخ غزال مین — دیکھون جو تیرے سرمۂ دنبالہ دار کو

ہے مجھ شکستہ بال کو پرواز کی ہوس — مرجاؤن مین صبا تو اوڑانا غبار کو

گلبن کو رخ دکھا کے کیا دشمن عندلیب — منقار عندلیب کہون نوک خار کو

اوڑکر مرا غبار پڑے اوسکی آنکھہ مین — دیکھے نگاہ بد سے جو آئینہ یار کو

بے گنتی اوس قمر کے لیے بوسے رات بھر — دیکھو تو میری آرزوے بے شمار کو

گل ہنستے ہنستے لوٹ گئے میری قبر پر — یون روئی شمع دیکھ کے میرے مزار کو

مستی نے تیری دوستون کی برباد کر دیا — گرد بیٹھی گہر آبدار کو

میری طرح جو غیر سے وہ آنکھہ پھیر لے — دون مین دعائین گردش لیل و نہار کو

چھو کر حنائی ہاتھہ سے اوس گل نے باغ مین — روشن برنگ شمع کیا شاخسار کو

ہم مر گئے مگر وہی نازک مزاج ہین — کوہ الم سمجھتے ہین سنگ مزار کو

وحدت اوٹھائے پردۂ کثرت جو آنکھہ سے — پھر ایک اس چمن مین کہے تو ہزار کو

دست طمع دراز ابھی شاخ گل کرے — دیکھے اگر چمن مین گل کفش یار کو

بولا ہوا کے گھوڑے پہ بھی سوار ہے — دوش صبا پہ دیکھ کے میرے غبار کو

برگشتہ بخت وہ ہون جو دانہ مرا کرے — گردش ہو آسیا کی طرح کوہسار کو

ہون بد دماغ خواب عدم سے نہ چونک اوٹھون — خاموش کر صبا مری شمع مزار کو

وہ نے ہون تیری دوری لب سے فغان کرون — چپ ہون جو منہ لگائے تو مجھہ دلفگار کو

گر تو نہو بغل مین اوٹھاؤن لو مین مزا
لاؤن زبان پہ قصہ بوس و کنار کو

پہنا جو تو نے ہار گیا یہ خوشی سے پھول
پھولون کا ہار کر دیا موتی کے ہار کو

تربت پہ میری کون یہ گرم خرام ہی
نقش قدم چراغ بنے ہین مزار کو

گر تو نہ آئے موت کا مین منتظر رہون
آنکھین خدا نے دی ہین مجھے انتظار کو

تر دامن اسقدر ہون کہ ای آفتاب حشر
سایہ مرا خجل کرے ابر بہار کو

پھر سوال آئین جو مجھ ناتوان کے پاس
ڈھونڈھین فرشتے لیکے چراغ مزار کو

۱۱۸	آتے ہین میرے ہاتھ وہ مضمون آبدار نسبت نہین وزیر در شاہوار کو	۲۴

مر مر گئی بلبل جو کیا یاد چمن کو
غربت مین خدا یاد دلائے نہ وطن کو

لب پر تو نہ لا وعدہ خلافی کے سخن کو
جھوٹا نہ کہین جوہری اس لعل یمن کو

باتون مین لگالون گا غزالان ختن کو
آنکھون سے تری سیکھ لیا طرز سخن کو

مین مر گیا ہون دیکھ کے اعجاز سخن کو
اب سوزن عیسی سے سیو میرے کفن کو

دکھلایا تری تیغ نے جوہر کے چمن کو
پھر تازہ دیا داغ اسیران کہن کو

اندھا ہی وہ جس نے ترا دیدار نہ دیکھا
بہرا ہی وہ جس نے نہ سنا تیرے سخن کو

نقش قدم یار کی دیکھو تو صفائی
آئینہ دکھاتا ہی عروسان چمن کو

ہی بت دیا اللہ نے نعم البدل اس کا
دی چشم سخن گو نہ بنایا جو دہن کو

بجلی کیطرح لاش تڑپتی ہی ہماری
کہتا ہی بجا ابر سفید اپنے کفن کو

منہ مین چہ کنعان کیطرح پانی بھر آئے	دیکھے کبھی یوسف جو تری چاہ ذقن کو
کر باتین لڑائی کی لب لال سے ظالم	دے لال کے مانند لڑا لعل یمن کو
دل چاہ ذقن مین تری زلفون کو نہ بھولا	افتادہ چہ یاد کرے جیسے رسن کو
مرتا ہی جہان تجھپہ ای قاتل عالم	اب زندہ بھی پہنے ہوے پھرتے ہین کفن کو
بلبل کی بھلا پوچھتا کاہیکو کوئی بات	صد شکر دیا نطق نہ غنچے کے دہن کو
قمری کو اوسی دن سے ملا طوق اسیری	جس روز کہ آزاد کیا سرو چمن کو
یوسف کیطرح گر پڑے ای ماہ کنوین مین	دیکھے نہ نخشب جو ترے چاہ ذقن کو
خوش چشمون کے مضمون کیے مینے قلم بند	نیزے سے کیا صید غزالان ختن کو
بہت کہتے ہین کیا کیا مجھے اہل ہمی	اللہ نے صد شکر بنایا نہ دہن کو
آنکھون نکو تری سرمے کے دنبالے گران ہین	شاخین ہین وبال اپنی غزالان ختن کو
تربت پہ مری آب دہن یار نے پھینکا	بھولا نہ پس مرگ وہ مجھ تشنہ دہن کو
مرنے پہ ہی خوش چشمونکو مجھسے وہی کاوش	سبزہ مری تربت کا چراتے ہین ہرن کو
یار رونی پس مرگ مرے باندھ دیے ہاتھ	تھا خوف کہ ٹکڑے نہ کرے جیب کفن کو
مرنے پہ رہی ساتھ سیاہی کی دو رنگی	دکھلایا شب گور کو اور صبح کفن کو

١١٩	جنبش نہ زبان کو ہو تو پھر بات نہ نکلے گویائی ہے گردش سے وزیر اہل سخن کو	١٢٠

دوست سب کہتے ہین سرو قامت جلاد کو	نکلے قمری آوٹے لیکے کر بیضۂ فولاد کو

پونچے کر فریاد سے دست زلیخا داد کو — آئے چاک دامن یوسف مبارک باد کو

کیا اڑا لیجاؤ گے گلزار بے بنیاد کو — گل کو بلبل کر دیا ہی فاختہ شمشاد کو

نقشہ موسے کمر کھینچا تو بل کھوتھا لچک — ہو گئی لغزش یکایک خامۂ بہزاد کو

ہمصفیر و ڈھانپ دیتا ہی قفس گل دام سے — رحم آجاتا ہی مجھ بلبل پہ جب صیاد کو

پھنک رہا ہون کسقدر اللہ ری سوز فراق — موم بنجائے اگر لون ہاتھ مین فولاد کو

لکھنے بیٹھو گے تو لاکھون سر قلم ہو جائینگے — پہلے بسم اللہ مین بسمل کیا استاد کو

صدقے کر کے سرو کو آزاد سنے کر دیا — کہد و قمری سے کہ آج آئے مبارک باد کو

کٹتے سر حاصل ہوئی کیا ہی سبکدوشی مجھے — سر گرانی کی دوا معلوم تھی جلاد کو

ضعف کی تاثیر نے کھینچے نہ دی میری شبیہ — رنگ رخ اوڑنے نے عاجز کر دیا بہزاد کو

پاے مجنون جب کھینچے زنجیر سی اک بن گئی — خود بخود لغزش ہوئی یہ خامہ بہزاد کو

جسم کیا او طفل مہر دو چوٹ دیکے لپک گئی — تازیانہ زلف کا کھلنا ہوا استاد کو

ہو چلی وحشت صریر کلک کی تحریر سے — گا بہارا و طفل جنگلا ہو نصیب استاد کو

سبزۂ خط دیکھکر ہاتھون کے طوطے اوڑ گئے — جانور صدقے ہین چھوٹے دو بچہ اب صیاد کو

۱۲۰ — **وله** — ۳۴

اس پتے سے پوچھنا قاصد مکان یار کو — چاندنی کہتے ہین کسکی سایۂ دیوار کو

طوف رہتا ہی سدا گردش سے چشم یار کو — شوق سے کعبہ کہون ہین ابرو خمدار کو

جب صبا لاتی اودھر سے بوئے زلف یار کو — نافۂ مشکین بنایا روزن دیوار کو

کرنہ پامال خرام ناز اب گلزار کو
پاؤن پڑتی ہی حنا موقوف کر رفتار کو

یاد جب کرتا ہون لطف سایۂ دیوار کو
ڈھونڈھتا پھرتا ہون مین جنت مین کوی یار کو

دوسرا مصرع ہی سایہ قد اگر مصرع ہی ایک
مطلع ایجاد ہم کہتے ہین اپنے یار کو

دیجیے بندش صفائی کی جو بیجے صوف خر
باندھیے سوچ سے مضمون زلف یار کو

پھول جب جھڑنے لگے رنگین بیانی سے مری
رہگئی حیرت سے بلبل کھول کر منقار کو

آج ہی فرقت کی شب ای بخت خفتہ المدد
نیند آجاے ہمارے دیدۂ بیدار کو

رازدار ایسا ترا مجنون صحرا گرد ہون
مثل پا ہی عمر بھر رکھون چھپا کر خار کو

مثل خاتم قمریون نے طوق بیجے میرے ہاتھ
لکھدے اب خط غلامی سرو قد یار کو

جس بیابان مین ہوا مین گرم رو ای شعلہ خو
کردیا روشن برنگ شمع ہر اک خار کو

پاؤن کیون پڑتے ہین میرے کیا ہوا نشتر دگنا
پوچھتا ہوتی جو گویائی زبان خار کو

کیون نہ ہاتف مجھے ظالم کی قسمت مین ہی عیش
دیکھتا ہون تا بدن خندان لب سوفار کو

چشم جانان مین نکہون ہو سرمہ دنبالہ دار
ناتوان ہی چاہیے رکھنا عصا بیمار کو

سب منجم کہتے ہین اب ہی برابر ابر ان
مرے ہے پا تک دیکھکر زلف دراز یار کو

خاک بازی تھی لڑکو نکو بھاتی بہت
اشک نکلے دیکھتے ہی خاک کوے یار کو

بند ہی دروازہ اوس گل کا مدام ہی بال شوق
عندلیبون کی طرح اوڑ جائیے دیوار کو

غنچۂ نرگس ہی میری آنکھین نرگس کے پھول
برگ نرگس کہیے ای گل ابروے خمدار کو

ای بتو در پردہ تم سے زاہدونکو بھی ہی عشق
صورت تسبیح پنہان رکھتے ہین زنار کو

مثل سایہ سرو ہی پامال دیکھو تو خرام
پھول منہ سے جھڑتے ہیں سنیو و گفتار کو

خاک میں ملجاؤں پر اوٹھوں نہ مثل نقش پا
جی میں ہی دکھلاؤں نزور ناتوانی یار کو

میرے نالوں کا اثر باقی ہی بعد مرگ بھی
موے تن مضطرب ہیں ہر اک کفن کے تار کو

یاد آجاتا ہی بس اپنا سیہ خانہ مجھے
بھاگتا ہوں دیکھکر میں سایۂ دیوار کو

وصل کی شب آج ہی گر صبح ہوگی تا بہ حشر
خوب سا ٹھیکا کرونگا چرخ کجرفتار کو

دل میں اپنے اب تصور اسکا کھینچے اندرون
عرش میں لٹکائیے زنجیر زلف یار کو

دلکو سینے سے مرے آنکھوں میں لایا جوش اشک
چاہیے نقل مکان کرنا ہر اک بیمار کو

ہاتھ آتا ہی مرے مضمون دہان یار کا
توڑتا ہوں غنچۂ نارستہ گلزار کو

جوش گریہ سے نہ خط لکھنے کی جب فرصت ملی
کاغذ ابر ہی عوض نامے کے بھیجا یار کو

خانۂ زنجیر سے نکلا صدا کی طرح میں
ناتوانی نے کیا آزاد جسم زار کو

ٹکڑے ٹکڑے طوق کو کردیں گریبان کی طرح
تیرے وحشی جب سنیں زنجیر کی جھنکار کو

آی ہی وحشت میں اب یاد بتان سنگدل
خوب رو رو ان منہ پہ لیکر دامن کہسار کو

باندھتے ہیں مضمون جو میں نے قامت دلدار کے
عالم بالا میں پڑھتے ہیں مرے اشعار کو

۱۲۱
پڑ گیا یہ غل کہ یوسف بکنے آیا ہی وزیر
سیر کی خاطر گیا وہ ماہ جب بازار کو
۳۷

دوست دشمن میں برابر چرخ کجرفتار کو
پھول دیتا ہی سر کو اور پھل تلوار کو

زیر ابرو دیکھکر گردش میں چشم یار کو
ماہ نو نے بھی چڑھایا چرخ پہ تلوار کو

رحمت جان کہتے ہین عشاق زلف یار کو
یہ وہ شب ہی جو نہین بھاری کسی بیمار کو

باغ سے تشبیہ دیتے ہین گل رخسار کو
اب عوض طوطی کے بلبل کہیے خط یار کو

دیکھکر خورشید کانپا ابرو خمدار کو
بس اوٹھا رکھہ طاق پر ای ماہ اب تلوار کو

گر کرون روشن چراغ آہ آتشبار کو
مثل پروانہ جلا دون مرغ آتشخوار کو

حلقۂ گیسو کا مضمون ہاتھہ آیا فکر سے
زور افسون سے کیا خاتم دہان یار کو

کیون نہو ہمکو ادب اوس ابرو خمدار کا
چوم کر لیتے اکثر ہاتھہ مین تلوار کو

غیر دیکھین جلوہ تیرا ہم جلین ای برق حسین
آگ لگجاتے تری اس گرمی بازار کو

برچھیان مارین نگہ نے ہر مژہ نے لاکھہ تیر
ابرو خونریز تو بھی کھینچ لے تلوار کو

اس مری دیوانگی پر ای جنون پتھر پڑین
کردیا ہی ٹکڑے ٹکڑے دامن کہسار کو

کون غیر از آبلہ اوس دم سپرداری کرے
ای جنون صحرا جو کھینچے مجھہ پہ تیغ خار کو

لاغری سے آج ہم دوش ہوا پر پھرتے ہین
ای گلو ہنستے سمجھے گل خار سر دیوار کو

اسقدر ہی کانٹے چبھنے کی کف پا کو ہوس
آبلہ پروانہ ہو دیکھے جو شمع خار کو

رنج دل افزون ہوا ہی میرے اشک و آہ سے
ہی بہت ناساز یہ آب و ہوا بیمار کو

توڑکر سو بار وہی ہر ای جنون ہمنے گرہ
کردیا ہی شکل سبحہ رشتۂ زنار کو

کون کہتا ہی نہین آتا ہی عنقا دام مین
باندھتا ہون مین تو مضمون دہان یار کو

داغ گل نالے ہین بلبل ٹھنڈی سانسین ہین نسیم
یا الٰہی رکھیو سرسبز اس مرے گلزار کو

پاؤن کے چھالے انہین دیتے ہین آنکھون پر جگہ
دیدہ ہر آبلہ سمجھا ہی مژگان خار کو

شکل قمری وسکے وحشی طوق مین پہنے ہوے
اس لیے کہتے ہین شاعر سرو قامت یار کو

دیکھنے سے میرے چشم یار کو ہی احتراز
کس نے بتلایا ہی یہ پرہیز اس بیمار کو

داغ مہ کو دیکھیے تمثیل دل کے داغ سے
باندھیے اشک روان سے کوکب سیار کو

ساغر مے ہنستے ہین ساقی بہکنے پر مرے
قلقل مینا جو کہتا ہون تری گفتار کو

اپنے کوچے مین مجھے رونے تو دی اے رشک گل
باغبان پانی ہمیشہ دیتے ہین گلزار کو

غنچۂ گل مشک نافے بنگئے اے عندلیب
جب صبا لائی چمن مین بوے زلف یار کو

ان بتون کے ظلم سے دشمن ہوا مین کفر کا
ہوگیا ہر موے تن نشتر رگ زنار کو

اسقدر مستی مین بھی ساقی رہا پاس ادب
سجدے کرتے جاتے ہین ہم خانۂ خمار کو

ای بت کافر تجھے دیتا ہون مین گل سی مثال
باندھتا ہون مین رگ گل رشتۂ زنار کو

میرے ہراک زخم تن کو اس نے خندان کر دیا
زعفران کا کھیت کہیے تیغ جوہر دار کو

دیکھکر تیرے مریض عشق کو بولے طبیب
ہم پیام مرگ کہتے ہین اسی آزار کو

زیر دیوار صنم بیتاب ہون بجلی کیطرح
ای مژہ تو ابر کردے سایۂ دیوار کو

بل نکر ہم وحشیون کی آگے اے شاخ غزال
پیچ مین لاتے ہین اپنے ہم تو زلف یار کو

مثل قمری دار پر منصور حق کہتا رہا
عاشق قامت تھا سمجھا سرو چوب دار کو

حال بیتابی گریہ سے ہی مثل برق خط
نامہ بر اپنا بناؤن ابر دریا بار کو

ہم وہ ہین دیوانۂ برق تجلی اے کلیم
طور کردین آہ آتشبار سے کہسار کو

ہون مسلمان بوسہ لیلونگا ابھی واللہ مین
ای بتو مصحف کہو گے تم اگر رخسار کو

۳۱	وصف ان شیرین دہانون کا لکھون گر ہی وزیر تیشہ کر دم مین بنادون کلک کو ہر بار کو	۱۴۴

بنے گلخن جلادون آہ سوزان سی گلشن کو
کہین ہیں خوشہای سوختہ پھولون کی خرمن کو

وہ بلبل ہون جلادون آہ سوزان سے گلشن کو
شرر ہو شاخ نخل طور پر شاخ نشیمن کو

جلینگے رشک سے گل ہنستے جاتے ہو جو گلشن کو
جلائیگی یہ بجلی دیکھنا پھولون کے خرمن کو

ہمین بلبل سمجھکر پھول اگر لاتا نہین کوئی
صبا سے کہدو گل کر دے ہماری شمع مدفن کو

جنون نالونسے میرے کیا وہ غفلت پیشہ آگہ ہو
نہ جاگا پائے خفتہ سنکے زنجیرونکے شیون کو

ولا ناجنس کی صحبت بھی طرفہ گل کھلاتی ہی
کرے نیرنگیان قتل الین اگر پانی پہ روغن کو

غبار دل عوض اشکونکے آنکھونسے جو گرتا ہی
جنون نے دامن صحرا بنایا میرے دامن کو

یہی سیلاب غم ایسا گلے تک پانی آپہنچے
بنادون حلقہ گرداب دریا طوق گردن کو

مجھے دیوانگی سے نے جذب مقناطیس بخشا ہی
گلے سے خود لپٹ جائے جو لاتین طوق آہن کو

مسی آلودہ لب مین ہی آہ کیا ہی جلوہ دندان
بھرا ہی ابر نیسان نے گہر سے اپنے دامن کو

بتاتے ہین جو مجھ وحشی کو انگلی کے اشارے سے
مہ نو اے جنون سمجھے ہین لڑکے طوق گردنکو

نہو جبتک سحر کب آفتاب ایسا ہی باہر وہ نکلے
اولٹ دون جام مے گر تو چھپائے روئے روشنکو

کہا قصہ جو قاتل کے لباس زعفرانی کا
ہنسایا خوب سا ہمنے دہان زخم سوزن کو

سیہ خانہ مرا شمع فلک سے خاک روشن ہو
کہ جالا پرتو مہ بنگیا ہی چشم روزن کو

بہار آتے ہی آہی وحشت یہان پھر گئین آنکھین
بھرا مژگان نے میرے گوہرونسے اپنے دامن کو

جو ہین خونریز ظالم آبرو اونکی نہین جاتی
کبھی ہوتے نہ دیکھا خشک ہمنے آب آہن کو

مزار کشتۂ تیغ جفا معلوم تا ہووئے
سبز کے پھول لازم ہین چڑھانا میرے مدفن کو

بس از مردن مری سرگشتگی کا ہی اثر باقی
جو رکھین سنگ مدفن آپ گردش ہی فلاخن کو

صدا آنے لگی ای زاہد واللہ اکبر کی
بجا ہین کافر الفت جو ناقوس برہمن کو

چمن ہین دیکھکر جوبن گلو سے شیشۂ می کا
خجالت سے جھکا لیتے ہین طاؤس اپنی گردن کو

ہمین یہ سنگ طفلان کم نتھا پاس ای وحشت
طلائی کردیا خون گلو نے طوق آہن کو

یہ کسکے گوہر دندانسے اسنے ہمسری کی تہی
ملایا جو خدا نے خاکمین سیر کے معدن کو

یہن لو ای بتو زنار تسبیح سلیمانی
رکھو راضی اسی پردہ مین ہر شیخ و برہمن کو

ہر اک پروانہ بھی محفل ہین مستونکی طرح لوٹے
نگاہ مست ساقی کردے مینا شمع روشن کو

ہی نالان صورت ناقوس میر گنبد بدفن
نہ بھولا خاک ہوکر بھی ہین اوس طفل برہمن کو

کیا شرمندہ شگوفے نے کھلا دے اب عارض
بنا پروانہ ای مہر و چراغ صبح روشن کو

برنگ ساغر لبریز روتا ہی جسے سنتا ہی
بجا ہی قلقل مینا کہون گر اپنے شیون کو

عوض ہے وا انوکے تربت پہ شور عندلیبان ہی
کیس لیے پہونککر منہ سے کیا گل شمع مدفن کو

نکل جائے وہین گرہاتھہ ہین لو سنگ ای وحشت
تڑپ نے میری مضمون کے کیا نام فلاخن کو

یہ کون آیا تھا گھر ہین جو بدداغ اپنا فلک بیٹھا
سمجھتے تھے چراغ خانہ شب بھر ماہ روشن کو

۱۲۳	کرون گر مین خیال گیسوی شبرنگ مین آہین دو زیرا کدم مین گل کردون چراغ صبح روشن کو	۹

حسد سے سمجھے ہین کج فہم دشمن مجھہ سخنور کو | بسان تیغ قاتل جانتے ہین اہل جوہر کو
کسیکی نرگس مخمور کی گردش جو یاد آئی | برنگ شیشۂ مے رو کے دیکھا دور ساغر کو
مجھے وہ طفل بازیگر قیامت یاد آئے گا | سنواں نیزے پہ جب دیکھونگا مین خورشید محشر کو
گلا کاٹا جو اوسنے کیا ہی خوش ہو ہو کے دم نکلا | ہمارا مرغ جان سمجھا پر پرواز خنجر کو
سدا قائم مزاجون کو ہی نفرت ہرزہ گردی سے | رواں ہوتے نہین دیکھا کسی نے آب گوہر کو
نکل جاتا ہون اپنے پیرہن سے زار ایسا ہون | ہوی تشبیہ بوے گل سے میرے جسم لاغر کو

١٢٢ — وله — ١٦

دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہو | نا آشنا کو بھی الم آشنا نہو
صد چاک ہو وہ دل کہ جو درد آشنا نہو | پھوٹے وہ آنکھہ جس سے کہ آنسو گرا نہو
وہ صید ہون کہ پر بھی جہان اوڑ سکا نہو | یارب مجھے کہین پر ہما ہی ملا نہو
بعد از فنا زمین سے نہ اوٹھا مرا غبار | ایسا کوی کسیکی نظر سے گرا نہو
کرتی ہی اب تلک جو لگاوٹ تمہاری تیغ | تسمہ کوی گلے مین لگا رہ گیا نہو
مرکر بھی اوس گلی مین نہ ہم ٹھہرین یا نصیب | خاک اپنی جب اوڑے تو اودھر کی ہوا نہو

قطعہ

نے یار ذوق کب ہی شراب و کباب سے | پروا نہین ہی اب مجھے ساقی ہو یا نہو
خون جگر پیا نہو جسنے وہ می پیے | کھاے وہی کباب کہ جو دل جلا نہو
ہم خاک مین ملے تو ملے غم مگر یہی | دلمین ترے غبار کہین آگیا نہو
رسوائی کا بھی چاہیے وحشت مین کچھہ خیال | دامن جو چاک ہو تو گریبان پھٹا نہو

بیجرم و بیگناہ نہ عاشق کو قتل کر | کعبہ تری گلی ہی کہین کربلا نہو

کھینچی تھی تیغ پر نہ نزاکت سے کھنچ سکی | قاتل کا کیا قصور جو میری قضا نہو

مرہم جو سبز تمنے لگایا تو فائین | بے آب تیغ زخم ہمارا ہرا نہو

بانگ درا تو ہوتی نہین ایسی دلخراش | ہمراہ قافلہ دل نالان مرا نہو

جو ہو سکین وہ مجھہ سے کرو بیوفائیان | تا پھر کسیکو تم سے امید وفا نہو

جز کہربا اوٹھائی کسی نے نہ میری لاش | کاہیدہ اسقدر کوئی یارب ہوا نہو

حسرت سے کیون تڑپتے ہین صیاد اسیر دام | ہاتھون مین تیرے طائر رنگ حنا نہو

کھا کھا کے پان پیک جو پھینکی مزار پہ | اوسکے شہید لب کا یہی خون بہا نہو

اسدرجہ کیون ہی حرص جفاجو کو اضطراب | دلکو مرے قرار کہین آگیا نہو

خاموش اپنے در پہ مجھے دیکھکر وہ شوخ | کہتا ہی یہ فقیر کہین بینوا نہو

ہی درمیان مین تفرقہ پرداز گفتگو | خاموش ہو تو لب سے کبھی لب جدا نہو

پہر جواب خط مین جگہ چھوڑ دی تھی کچھہ | قاصد نے اوسپہ خط غلامی لکھا نہو

پھر روح کو ہی جسم مین آنے کا اشتیاق | اوس نے مرے جنازے کو کاندھا دیا نہو

بیچین ہو نہ جائین سب آسودگان خاک | وہ چال چل کہ جس سے قیامت بپا نہو

تو مجھہ سیاہ بخت کی جانب نگاہ کر | دیکھون تو کیونکر آنکھہ تری سرمہ سا نہو

۱۲۵ تاریک ہوگیا ہی نظر مین جہان وزیر
آنکھون مین اوسکے غیر نے سرمہ دیا نہو ۲۴

کیفیت اوسمین بھی ہی جو ہم سے گناہ ہو
بوتل ہو میکشی سے اگر دل سیاہ ہو

مصروف دید افعی زلف سیاہ ہو
ای جان ناگ دون نہ تیغ نگاہ ہو

کاہیدہ مجکو دیکھہ کے وہ غیرت پری
کہتا ہی آدمی ہو کہ مردم گیاہ ہو

کرتا ہو پوست جسم برہنہ کا ضعف سے
پگڑی کا پیچ موے سر بے کلاہ ہو

جھک کر غم برہنہ سری کو مٹائیے
جو آبلہ ہی پاؤن کا سر کی کلاہ ہو

کیا ہین ہی ٹھنی ہوین رگانکی پلٹین
سرمہ جو دود تو شبہۂ گرد سیاہ ہو

مرجاؤن مین ذرا جو مکدر رہو مجھہ سے یار
خشکی مین ای خضر مری کشتی تباہ ہو

احسان سے ابھی عرق شرم مین ہون غرق
آئے جو ناخدا مری کشتی تباہ ہو

موج وحباب وار نہ عریان ہون کبھی
تن پیرہن جو ہو تو مرا سر کلاہ ہو

فرما رہا ہی حق کہ مین ربّ غفور ہون
اب مین ہون بے قصور جو مجھسے گناہ ہو

سوجھی ہی ہمکو لطف وبہشت لودی مین اچنبھون
پاؤن مین آبلے کیطرح سے کلاہ ہو

پیدا ہو تن سے جامۂ تن مثل موج آب
سر سے حباب وار مہیا کلاہ ہو

نظرون مین ہون سبک تو مین جیتے جاؤن بام پر
مجکو کمند یار کا تار نگاہ ہو

بیتاب روح ہی ترے نظارے کے لیے
مثل نگہ روان کہین آنکھونکی راہ ہو

جیسے بیاض چشم مین ہی جلوہ گر بصر
یون استخوان مین یار کا تیر نگاہ ہو

کہتی ہی اونکی پرتو رخ سے حیا ٹھہر
جبتک کہ آئنے سے نہ باہر نگاہ ہو

دیکھین جو آنکھہ اوٹھا کے وہ مجھہ ناتوان کو
خم ہون مری طرح سے یہ بار نگاہ ہو

آتی ہے اپنی شکل نظر کیا گلا کرون | تم آئینے کی طرح سے پیش نگاہ ہو
دیکھون تو نازکی سے اوڑے وہ غبار خط | اس درجہ رخ پہ صدمۂ گرد نگاہ ہو
دیوانے ہو گئے ہین ترے شاہدان باغ | گل پھاڑ کر قبا نکلین دادخواہ ہو
بل بے صفا کہ چشمۂ عینک بھی گرد ہے | دیکھون شکم تو پشت کے باہر نگاہ ہو
لو بنگیا ہے سایۂ قاصد سواد خط | جائے جدھر وہ سایہ پہ نے اشتباہ ہو
پانی ہے سفید ہو ساقی شراب سرخ | بوتل فراق مین رگ ابر سیاہ ہو

۱۲۶	ساقی چلے **وزیر** ابھی توبہ توڑکر گلشن مین بوتلون سے جو ابر سیاہ ہو	۴۶

نہ بہے مثل حباب ابتو ہی گوہر آنسو | اپنی قیمت نہ گھٹا دے کہین جم کر آنسو
کیا ہوا ضبط سے لو آ گئے منہ پر آنسو | نکل آیا ہے پسینے کی طرح سر پر آنسو
صورت طفل پری زاد بنا آخر آنسو | ہین عزیز اب مجھے آنکھون کے برابر آنسو
تو نے ڈہکا کے ہمین غیر کو ساغر جو دیا | ساقیا پی گئے ہم آنکھ مین بھر کر آنسو
پوچھتے پھرتے ہین ہر ایک سے ہم فرقت مین | ضبط کہتے ہین کسے تھمتے ہین کیونکر آنسو
پانی پانی ہوئے ہم جھڑکیان لیتے دربان کی | چشم روزن سے نکل جائین گے بنکر آنسو
چل گئی تلوار تری ہچکی لگی کیون روتے ہم | بنگیا کشتی شمشیر کا لنگر آنسو
روئے یا دیکھکے تجھکو تو نہو آزردہ | پیش خورشید نکل آتے ہین اکثر آنسو
حسرت بادہ کشی رکھتی ہے گریان ساقی | جام مے ہو جو گرے دست سبو پر آنسو

جستجو ضعف مین بھی ہی کسی ہرجائیکی
لیے پھرتے ہین تن زار کو گھر گھر آنسو

منہ ہی کیا آئینے کا ہو جو حجاب رخ یار
توڑ ڈالین یہ ابھی سد سکندر آنسو

اوٹھہ گیا کون جو کی آہ لب ساغر نے
گر پڑے چشم بطی سے زمین پر آنسو

آگئی یاد دم گریہ یہ کن آنکھون کی
ہو گئے شیرۂ بادام سے بہتر آنسو

آبرو گوشہ نشینی ہی تو پھر نا ذلت
تھا گہر یہ کی بنا رشتہ گوہر آنسو

چاہیئے آتش تر جام بنے پانی کے
کہ حبابون کی طرح ہو گئے ساغر آنسو

پتلیان حسرت دیدار مین یون آئین نکل
جسطرح آنکھہ سے ہو جاتے ہین باہر آنسو

عشق خال و مژہ یار نے لی جان آخر
تیر ہی آہ تو گولی ہی مرا ہر آنسو

لاکھہ ویران ہون رکتے نہین جانیوالے
اونکی دیوار کو دم بھر مین کرین تر آنسو

جو ہو رسوا اکن عاشق وہ چڑھے سولی پر
آے مژگان پہ جو ہو آنکھہ سے باہر آنسو

نقد دل دے لب خندان سے جو مانگے کوئی
صورت غنچہ ہی بیٹھی ہین لیے زر آنسو

پانی پانی کیا ہی بے اثری نے اس کو
کیا تعجب ہی اگر آہ ہو لب پر آنسو

پھیر دے گی مری گردن پہ چھری موج شکل
آگئی لہر تو دکھلاے گا جوہر آنسو

رو رہا ہون نہ پلا ہجر کی شب مے ساقی
ابھی آنکھون سے نکل جائیگی بنکر آنسو

کوے قاتل مین اگر جا پڑے دل بیسر و پا
ابھی دیتی ہی اوسے پاؤن تگہ سر آنسو

پانی پانی ہوا کیا دیکھکے تیرا رخ سرخ
مثل شبنم نظر آتا ہی گل تر آنسو

گردش چشم جو گہوارہ بنے فرقت مین
طفل نادان کیطرح سو رہین پل بھر آنسو

۱۲۷	ولہ	۲۰

آہ کھینچوں تو بہائے ابھی پتھر آنسو
نکل آئیں شرر سنگ بھی بنکر آنسو

ای جنوں سنگ ہے طفلاں ستمگر آنسو
ڈھیلے آنکھوں کے لگا پاکیے شب بھر آنسو

دم گریہ ہے یہ کس بحر لطافت کا خیال
گرد داماں نگہ سے ہی مکدر آنسو

صدمہ کر دیتی کب اوٹھائیں یہ گہر
کیوں نہوں سرمے سے ایجاں مکدر آنسو

دونو آنکھیں تری یاد آئیں تو ہم رونے لگے
صاف بادام دو مغز اپنا ہوا ہر آنسو

آب اوس تیغ ہلالی کی جو شامل ہو جائے
تو ابھی صورت جوزا ہو دو پیکر آنسو

ہی رگ ابر جنوں خنجر کو نشتر درکار
آہ کھینچوں تو بہائے مژہ تر آنسو

ہجر میں آتی ہی قلقل کی صدا نالوں سے
ہیں جو شیشے دل بیتاب تو ساغر آنسو

میں وہ میکش ہوں نظر آئیں جو شیشے خالی
روؤں ایسا کہ بھریں عمر کا ساغر آنسو

باعث لغزش پا ہی اثر ضعف بصر
مانگتا ہی مری مژگاں سے عصا ہر آنسو

کیا پسند اہل صفا کو ہو بھلا آرائش
دیکھ لو سرمے سے ہوتے ہیں مکدر آنسو

مثل ابرو نہیں چلتی تری شمشیر نگہ
سر کھف پنجہ مژگاں سے ہی ہر ہر آنسو

روتے ہیں یاد رخ و زلف فشاں میں یہ ام
پھول ہیں دن کو تو ہیں رات کو اختر آنسو

رازداری سے بنا آب سرشک آب گہر
آستیں خشک ہے کہ نہ سکا تر آنسو

یار پوچھے جو مرے شکستہ سر ہو اہو بھی
دست گلرنگ میں بجائیں گل تر آنسو

کم نہیں باد مخالف سے یہ پانی مجھ کو
مثل کشتی نہ ڈبو دیں تو لاغر آنسو

متوکل ہون مجھے فکر نہین روزی کی — آب و دانہ ہی مرے واسطے ہر سر آنسو
نہین منظور ہی رو کر تمھین رسوا کرنا — لو اوٹھا لیتے ہین وے کیطرح ہر آنسو
تو بھی ای خار مژہ صورت نشتر ہو جا — وادی دل سے چلے آبلہ ہی بنکر آنسو

کوچۂ زلف مین جانا ہی محال اسکو وزیر
بن گیا آبلۂ پاے نگہ میرے آنسو

کاٹ تلوار کا دکھلائیے جانا مجکو — آب آہن سے ہی منظور نہانا مجکو
ہجر کی شب ہی جنون جوش مین لانا مجکو — صبح کا چاک گریبان دکھانا مجکو

ولہ
لیا جان و دل و تاب و توان کو — مرے یوسف نے لوٹا کاروان کو

ولہ
کسی مومن کا دل نیک نہ یارب بد ہو — ہو گنا ہون سے سیہ تو حجر الاسود ہو

۱۲۸ ردیف ہاے ہوز ۳۲

گر اولٹ کر دیکھیے تصویر پشت آئنہ — سیدھی ہو جاے ابھی تقدیر پشت آئنہ
دیکھتا ہی وہ پری تصویر پشت آئنہ — بخت اسکندر رہوے تقدیر پشت آئنہ
حلم ہو تو پیٹھ سے لپٹون مین چھڑی کیطرح — تم ہو آئینہ تو مین تصویر پشت آئنہ
ہاتھ کیا رکھا کرامت کی ید بیضا کیا — معجزے دکھلاے گی تنویر پشت آئنہ
کیجیے داخل دل بیتاب یار کی عوض — روز سنیے نالۂ شبگیر پشت آئنہ
منہ پہ آئینے کے پڑتی ہی ادھر تیغ نگاہ — آہ اپنی بھی ادھر ہی تیر پشت آئنہ
یار کے منہ پر کرون مین آج وصف پشت پا — پیش آئینہ کرون تقریر پشت آئنہ

بنلیا ہی دستِ سیمین صنم چاندی کا گھر
دیدنے کے قابل ہی یہ تعمیر پشت آئینہ

ایک دو روزن بناتا گر ترا تیر نگاہ
جھانکتی تجکو ابھی تصویر پشت آئینہ

یار کے دست حنائی نے لگادی اوسمین آگ
آب آئینہ کرے تدبیر پشت آئینہ

عکس رخ سے تیرے آئینہ سپہر حسن ہی
نسر طائر طوطی تصویر پشت آئینہ

لو کف رنگین جانان نے قیامت یہ کیا
نور روے شمس ہی تنویر پشت آئینہ

عکس روے آتشین نے صاف کشتہ کر دیا
کہیے اب سیماب کو اکسیر پشت آئینہ

تم ادہر منہہ دیکھتے ہو اور ادہر مین ناتوان
ہون نگاہ دید تصویر پشت آئینہ

خط ترا دیکھا تو آواز شکست رنگ سے
بول اوٹھے کا طوطی تصویر پشت آئینہ

کیا دکھاتے ہین خدنگ عکس انگشتان یار
شکل جوہر یہ نہ نکلے تیر پشت آئینہ

سایہ سان جو نکو ہین دیوار ہی فرقت کی آڑ
بنگئی ظالم شب تصویر پشت آئینہ

جب حنائی ہاتھ اوس شکل قمر نے رکھدیا
آفتاب آسا ہوی تنویر پشت آئینہ

سیکڑون شاخین نکالین اوسمین بل بے عیب جو
ہی غزال چشم آہو گیر پشت آئینہ

پشت و رو یکسان نہین آئینہ کی طرح
پیش اسکندر کرون تحقیر پشت آئینہ

تمنے انگشت حنائی رکھی جب ہنگام دید
بنگئی شمع شب تصویر پشت آئینہ

صاف سینہ یار کا صبح رخ آئینہ ہی
بیٹھہ پر چوٹی شب تصویر پشت آئینہ

روے آئینہ مقابل ہی رخ دلدار کے
دست کوتہ کیون ہی دامنگیر پشت آئینہ

پیٹھہ پر چوٹی تری دیکھی تو وحشت مین کہا
جوہر آئینہ ہی زنجیر پشت آئینہ

دل سے میرے وصف تم پوچھو صفائی پشت کے — آج طوطی سے سنو تقریر پشت آئینہ

تیرے نظارے کو عکس آسا ادھر آئے نکل — ہی رخ آئینہ پر تصویر پشت آئینہ

پشت لب ہے مثل خط ظاہر ہوے حرف سخن — بنگئی تحریر اب تقریر پشت آئینہ

عکس وے صاف ادھر سے صاف جا نکلا ادھر — خودنمائی نے کیا تصویر پشت آئینہ

ابرو تصویر اگر چھو لو فلک پہ ہو داغ — چرخ پر چڑھ جاے شمشیر پشت آئینہ

ہاتھ کیا رکھا لگا کے تیر دستی آپ نے — بنگئی ہر ایک اونگلی تیر پشت آئینہ

تھا جو گھر چاند کا اب وہ بنگیا سونیکا گھر — دست رنگین مین بڑھی توقیر پشت آئینہ

۱۲۹	اپنے بیگانے ہوے ہین ای قمر اب کیا عجب روے آئینہ کرے تحقیر پشت آئینہ	۱۷

ہر عضو مسافر ہی نہین کچھ سفری آنکھ — ہی آخر شب عمر چراغ سحری آنکھ

کیا کرتی ہی دلکش سخن ای رشک پری آنکھ — لو سیکھ گئی طرز کلام بشری آنکھ

اون آنکھون مین صانع نے بھرے کوٹ کے موتی — قسمت یہ ہماری ہی کہ اشکون سے بھری آنکھ

باتین جو کرو ناز سے تم منہ کو چھپا کر — سننے کے لیے کان بنی ای رشک پری آنکھ

آیا ہی مرے دل کا غبار آنسو نکلے ساتھ — لو اب تو ہوی مالک خشکی و تری آنکھ

ابتک وہی رونا ہی وہی حسرت دیدار — ہم مر گئے پر بھی نہ گیا فرق مری آنکھ

تیار کیا خامۂ مو اپنی مژہ سے — کھینچے گی مگر نقشۂ نازک کمری آنکھ

نرگس پہ نظر کیجیے دوبارہ کہ وہ کھنچ جاے — ہو جاے نظر ثانی مین اوسکی نظری آنکھ

صحبت کا اثر صاحب بینش کو ہو کیونکر
عینک ہو اگر سبز نہ ہو جاے ہری آنکھ

باتون کو زبان مثل سخن منہ سے نکل جاے
نظارے کو ہو پاے نگہ سے سفری آنکھ

تیر مژۂ یار کو مژگان ہی سمجھتی
کس آنکھ سے لڑتی ہی سیہ ابلہ بی جری آنکھ

رفتار تو دکھلا کے زخود رفتہ بنا دو
نرگس کی طرح ہی ہمہ تن کبک دری آنکھ

دامن کی طرح چاک ہوے آنکھ کے پردے
او دست جنون سیکھہ گئی جامہ دری آنکھ

جو اہل نظر ہین کبھی خود بین نہین ہوتے
دیکھو کہ ہی اس عیب نمایان سے بری آنکھ

کیا قہر ہو آیت ابرو ہو جو نازل
ڈرہی نکرے دعوی پیغامبری آنکھ

کشتی وہ لیے نوح کے نہ پہ چلے آئین
طوفان بپا کر شب فرقت مین اری آنکھ

۱۳۰

رہتے ہین ہو زیر اشک کی جا لخت جگر کے
افزون رونق ہوے کان عقیق جگری آنکھ

۱۳

دم بھر جو نہ دیکھے تجھے ای رشک پری آنکھ
مژگان کی زبانون سے کرے نوحہ گری آنکھ

جم جاے تصور جو ترے بوٹا سے قد کا
پتھرا کے بنے صاف عقیق شجری آنکھ

لے لیجیے شیشے ہین سفید اشک نہین ہین
تم بادہ کشی سیکھہ گئے شیشہ گری آنکھ

جاؤ جو چمن کو تو کرے فرش رہ ناز
بلبل جگر و فاختہ دل کبک دری آنکھ

دیکھا جسے بسمل کیا تا کا جسے مارا
اوس آنکھ سے ڈریے جو خدا سے نڈری آنکھ

جنبش ادھر اوسکو ہی تو گردش ادھر اسکو
ابرو ہی کہ شمشیر سپر ہی کہ پھری آنکھ

کیا دید کے قابل ترے کوچے کی زمین ہی
ہر گام ہی نقش قدم رہگذری آنکھ

تم جھانک رہے ہو یہ یقین تاک رہا ہی — کیون دیدۂ روزن پہ ابھی تمنے دھری آنکھ
کہتی ہی تری ناف و شکم دیکھ کے بلبل — رخسار گل تر پہ ہی نرگس کی دھری آنکھ
ای ماہ یہ سب چشم فلک کے ہین اشارے — ایسی تو نہ تھی مائل بیداد گری آنکھ
نرگس جو گلستان مین ہی تو دشت مین آہو — ہر رنگ مین دکھلانے لگی جلوہ گری آنکھ
گدکا کہین جو سرمے کا دنبالہ اوٹھائے — ہی دست مژہ مین لیے تیلی کی بھری آنکھ
دیکھے وہ اگر چشم سیہ اور یہ خط سبز — نرگس کی سیہ آنکھ ہو طوطی کی ہری آنکھ

١٣١ — ولہ — ٢٠

تیغ عریان پہ تمھاری جو پڑی میری آنکھ — چشم جوہر سے ابھی خوب لڑی میری آنکھ
نہ ہٹی پیٹ پر اوسکے جو پڑی میری آنکھ — بنگئی ناف شکم ایسی اڑی میری آنکھ
اشک گلرنگ پروتی ہی مژہ مین کیا خوب — کیا بناتی ہی یہ پھولونکی چھڑی میری آنکھ
تم رہے بام پہ یان لگ گئین آنکھین چھت سے — رات گنتی رہی ہر ایک کڑی میری آنکھ
اس خجالت نے ابد تک مجھے سونے نہ دیا — ہجر مین لگ گئی تھی ایک گھڑی میری آنکھ
ور دندان کی بھلا آئینہ کیا جانے قدر — اسکو دکھلاؤ مبصر ہی بڑی میری آنکھ
خط رخسار نہین بالے نگہ کے ہین نشان — عارض صاف پہ سو بار پڑی میری آنکھ
یاد آئے جو تری تیغ کا مالا قاتل — رو کے پیدا کرے موتی کی لڑی میری آنکھ
رخنہ دیوار مین معمار بنا نا کیا تھا — تو نے روزنکی عوض کیون نہ جڑی میری آنکھ
زندگی مین تو کیا مردم آبی مجکو — دیکھون اب کیا ہو مرے ساتھ گڑی میری آنکھ

زلف کی طرح سے زنجیر ہوی جاتی ہی نرم
کیا اسی نے کیا مطلع ابرو موزون
چشم مین سرمے کا دنبالہ بنا کر بولے
نخل نرگس نہین تربت پہ نظارے کے لیے
نظر آئے گی زمین کشتی دریاے فنا
باغبان نہر نہین یاد مین اک کوچے کی
کرتی ہی ایک نگہ مین لب نازک کو کبود
آے ترا جو تصور بھی تو بہر تعظیم
دل پہ داغ ہوا دفن تو لالہ نکلا

پڑتی ہی جوش جنون مین یہ کڑی میری آنکھ
تم جو کہتے ہو سخنگو ہی بڑی میری آنکھ
کیون عصا ٹیک کے ہو جا کھڑی میری آنکھ
آسیے دیکھتی ہی راہ کھڑی میری آنکھ
دیکھ لینا جو ہرے ساتھ گڑی میری آنکھ
رو رہی ہی یہ گلستان مین پڑی میری آنکھ
کیا بنا دیتی ہی مستی کی دھڑی میری آنکھ
کیا عجب پاے نگہ سے ہو کھڑی میری آنکھ
اوسکے نرگس چمن گلستان مین گڑی میری آنکھ

۱۴۲	یاد آتے ہین مجھے حضرت ناسخ جو وزیر کیا لگا دیتی ہی اشکون کی جھڑی میری آنکھ	۱۶

جیتے جی بس وہ بت رہا ہمراہ
دل دیا اوسکو پہ یہ ڈرتا ہون
نہین یاران رفتگان کا نشان
اس مین کیا آپ کی ہی رسوائی
تجھے دیکھا جدھر نگاہ گئی
رنج تنہائی لحد نہ رہا

ابتو بندے کے ہی خدا ہمراہ
دشمن اک دوست کے گیا ہمراہ
لے گئے کیا یہ نقش پا ہمراہ
رہے گر مجسا پارسا ہمراہ
تھا تصور زبس ترا ہمراہ
یار کے غم کو لے لیا ہمراہ

شب کو جاتے ہو بہا تحفہ تو مشعل — کہیے تو ہو یہ دل جلا ہمراہ

ہوے بعد سب اپنے بیوفا عشاق — لے گئے یان سے ہم وفا ہمراہ

تیری رفتار کا مین کشتہ ہون — قبر تک آئیو ذرا ہمراہ

یہ دل بدگمان نہ دیکھ سکے — اگر اوس بت کے ہو خدا ہمراہ

تا سلامت تو آئے ای قاصد — ٹھہر اتنا کرون دعا ہمراہ

اوسنے تنہا مجھے نہ جانے دیا — غم فرقت کو کردیا ہمراہ

ناتوان ہی بہت غبار مرا — تو ذرا رہیو ای صبا ہمراہ

رہی یان گردش اور جامہ دری — کاش لاتے نہ دست و پا ہمراہ

گالیان جیسی دین ہین دل لیکہ — جاے گا یہ دیا لیا ہمراہ

۱۳۳	جانہ تنہا تو ای سر خوبان ہو **وزیر** برہنہ پا ہمراہ	۱۲

سائل کا ہاتھ چوم لے دست خدا کے ساتھ — آیا ہی بادشہ ترے در پر گدا کے ساتھ

قاتل تلک پہنچ ہی گیا مین قضا کے ساتھ — بھولے کبھی نہ راہ جو ہو رہنما کے ساتھ

رونے پہ میرے رحم کیا پر جفا کے ساتھ — بجلی گرائی خندۂ دندان نما کے ساتھ

جی ڈر رہا ہی دل جو گیا دلربا کے ساتھ — نا آشنا کو ہمنے کیا آشنا کے ساتھ

ڈھونڈا ہی جسنے اوسکو تو پایا ہی آپ مین — دیکھو کہ قرب بندے کو ہر کیا خدا کے ساتھ

ساقی کے آنے کی یہ تمنا ہی بزم مین — دست سبو بلند ہی دست دعا کے ساتھ

وہ ناتوان ہون مور جو لیجاے یا نچون
کھنچ جاؤن مین بہی آئنہ زنجیر پا کے ساتھ

چپارہ گہ گفتگو ہی سے پڑتا ہی تفرقہ
ہوتے ہین دونو ہونٹھ جدا اک صدا کے ساتھ

دربان کی ضد سے دل مین ہی مر کر ابہی ہو خاک
سو بار جاؤن روزن سے ہوا کے ساتھ

اپنی خطا ہے زلف کو ہو کیون نہ پیچ و تاب
نسبت نہ دینے تجھے ہین مشک ختا کے ساتھ

ہم خاک ہوگئے نہ ہوا ختم خط شوق
آخر ہمین سے چلے گئے باد صبا کے ساتھ

۱۳۴	بیجا تلاش دولت دنیا ہی ای ذہیر غیر از کفن نجاے گا شاہ و گدا کے ساتھ	۱۷

مرتبہ پاتا ہی دست سیمبر مین آئنہ
صاف آتا ہی نظر چاند کے گھر مین آئنہ

کون دیکھے گا الٰہی اپنے منہ کو وقت صبح
شام ہی سے ہی تمنا سحر مین آئنہ

دیکھے دل اوس سنگدل کو سخت چپاتا ہون مین
کیون دیا ہینے کف بیداد گر مین آئنہ

جو ہر روئے اسکے ای قاتل مجھے دھوکا دیا
صاف مین سمجھا کہ ہی تیری سپر مین آئنہ

ذوق ایسا خودنمائی کا ہی روے یار کو
بنگیا مصحف جیب مین اور صفر مین آئنہ

میرے قاتل کو ہوا ایسا ہی خودبینی کا ذوق
اب عوض خنجر کے رکھتا ہی کمر مین آئنہ

پرتو رخسار جانان جلوہ گر ہر شی مین ہی
آنکھ ہو تو دیکھ ہر برگ شجر مین آئنہ

گھر مین اوسکے جابجا عاشق ہین یون حیران کھڑے
نصب ہو جسطرح ہر دیوار و در مین آئنہ

یون کیا آگاہ اوسکو حسرت دیدار نے
جا کے رکھ آیا مین اوسکے رہگذر مین آئنہ

صندل پیشانی جانان پہ کرتا ہی نگاہ
یا الٰہی مبتلا ہو درد سر مین آئنہ

پشت پر اوسکے لگی ہوتی اگر تصویر یار
دیکھتا روزن بنا کر اپنے گھر مین آئنہ

دیکھکر مجھ ناتوان کی شکل کیا سودا ہوا
ناتوان ہین بن گیا سبکی نظر مین آئنہ

ٹہر گیا گر پرتو آب در دندان یار
ڈوب جائیگا ابھی آب گہر مین آئنہ

پڑ گیا جو عکس ابروے سیہ قاتل نے کہا
دیکھ لو رکھتا ہی تیغ اپنی سپر مین آئنہ

لکھ سکا خط مین نہ جب وصف صفاے روے یار
دے دیا آخر کو دست نامہ بر مین آئنہ

رکھکے عارض وہ سیہ سویا تھا جو آئینہ رو
بنگیا گل تکیہ اوس کا رات بھر مین آئنہ

۱۲۵ خال رخسار صنم دیکھا تھا اک دن اسی قدر پر
آج تک رکھتا ہی داغ اپنے جگر مین آئنہ ۱۷

بنگیا اعجاز دست سیمبر مین آئنہ
اب ید بیضا ہوا اسکی نظر مین آئنہ

جوہر آئینہ آئے گا نظر موے کمر
امتحانا آپ رکھہ دیکھین کمر مین آئنہ

صاف جب اوسکا شکم دیکھا کمر کے متصل
ہوگیا دھوکا کہ ہی اوسکی کمر مین آئنہ

خوبرو یون کے بھی یان ہوتے نہین یکسان نصیب
کاٹھ کے گھر مین کوئی چاندی کے گھر مین آئنہ

دیکھتا ہون اوسکو تیرے دست خوبان مین سدا
گھر سے گو نکلا نہین پہ ہی سفر مین آئنہ

دیکھکے قد رخ ترا دیکھا تو حیرت ہوگئی
ہی عوض گل کے نمایان اس شجر مین آئنہ

خوبرو ہوتے ہین ہرجائی گلہ اوسکا نکر
دیکھ لے ہوتا ہی ایدل سبکے گھر مین آئنہ

تو دکھائے گا اگر روے عرقناک اے صنم
اشک بھر لائیگا اپنی چشم تر مین آئنہ

جا نہین سکتی ہری حیرت سرا سے چاندنی
نصب ہی گویا ہر اک دیوار و در مین آئنہ

اکدم پھیرا جو منہ اپنا دکھا کر یار نے
بیقراری سے نہ ٹھہرا اپنے گھر مین آئنہ

چرخ نیلی مین نظر آتا ہی جیسے آفتاب
بنگیا عکس رخ قاتل سپر مین آئنہ

چشم بد سے دیکھے گر سوے زنخدان یار
ڈوب جاے ای خدا آب گہر مین آئنہ

جنس حسن یار کو ہرگز گران دیکھا نہین
کول لیتا ہی اوسے اپنی نظر مین آئنہ

ہوگیا پوشیدہ خط سبز سے رخسار یار
چھپ گیا ان طوطیون کے مشت پر مین آئنہ

ہاتھ مجھ مجنون کا سر کاٹ دے گیسون عارض سے وہ
کوئی بھی دیتا ہی دست حبشی مین آئنہ

ہاتھ وہ رخسار پر رکھے ہوے بیٹھا جو تھا
مین یہ سمجھا ہی کف رشک قمر مین آئنہ

۱۳۶	رکھیو وحشت مین قدم اپنا سنبھلکر ای ظہیر ہی یہان ہر ایک سنگ رہگذر مین آئنہ	۱۵

شوخی تو دیکھو کہتے ہین لپٹے چھپا کے ہاتھ
ہین آج دست غیب ترے آشنا کے ہاتھ

اسمین ہی کیا گناہ نہ بگڑو ہٹا کے ہاتھ
ہین مصحف عذار پہ مجھ بیحیا کے ہاتھ

آ پہنچی صبح اپنا گریبان پھاڑ کر
مانگون دعا جو مین شب فرقت اوٹھا کے ہاتھ

چھوتا ہی خط سبز کو کیا غیر زرد رو
قسمت سے کاہ لگ گئی ہی کہربا کے ہاتھ

لو پہنچاے ہڈیان سگ دلدار تک مری
لیجاے جیب چرخ مین جو نہین ہما کے ہاتھ

کہتا ہی دل ہر الف رنگین پہ کھلکے یار
کیا مال مفت آیا ہی دزد حنا کے ہاتھ

صیاد پر اوڑاتا ہی بلبل کے نوچ کر
ای تیغ شاخ گل تو عوض لے اڑا کے ہاتھ

محشر مین میرا ہاتھ گریبان ہی آپ کا
دامن سے آپ جاتے ہو میرے چھڑا کے ہاتھ

چاہیے اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر	موسیٰ کو دیدیا ید بیضا جلا کے ہاتھ
اولٹین جو آستینین تو اک صف اولٹ گئی	تیغ برہنہ ہو گئی اوس دلربا کے ہاتھ
ہین بادہ کش فقیر ہون محروم خم کی خیر	ساقی ادھر بھی ایک پیالہ بڑھا کے ہاتھ
ہی آرزو سے قتل ابھی دم بندو مجھے	چھوڑا ہی نیمچہ تو لگاؤ بڑھا کے ہاتھ
دیکھو تو کیا ہی دست نگر تجکو کر دیا	کس ناز سے وہ کہتے ہین مجکو دکھا کے ہاتھ
تیرے دہن کے مجھسے مضامین بندھ سکے	جاتے رہے ہین غیب کے مضمون اگے ہاتھ

۱۳۶	دیندار ہم اوسی کو سمجھتے ہین ای وزیر دنیا سے جو کہ بیٹھ رہا ہی اوٹھا کے ہاتھ	۶

خط کو جانبازون کو درکار ہی کب سر نامہ	میرا مکتوب ہی عطار کا بیسر نامہ
گم ہوا لکھتے ہی حال تن لاغر نامہ	بنگیا نقطۂ موہوم سمٹ کر نامہ
دیکھیے خط یہ نہین چاند سے رخسارون پر	دونو آئینون پہ لکھا ہی سکندر نامہ
گم ہوا ضعف سے یہین کہین ڈھونڈے نملا	قاصد یار لیے پھرتا ہی گھر گھر نامہ
ہی مزا گر بطِ مے خط سوے ساقی لیجائے	لطف ہی پڑھ کے سنادے لب ساغر نامہ
نہ اوٹھا ضعف کے مضمون سے ہین گیر ہوا	بنگیا سایۂ مژگان کبوتر نامہ

۱۳۸	ردیف یا	۱۷

وہ پریزاد منانے سے خفا ہوتا ہی	اب سلیمان بھی اگر آئین تو کیا ہوتا ہی
آنکھین وہ دیکھ کے دم اپنا فنا ہوتا ہی	آج بیمار سے بیمار جدا ہوتا ہی

آبلے روتے ہیں خون رنج برا ہوتا ہے
کوئی کانٹا جو کف پا سے جدا ہوتا ہے

ترک مطلب سے ہے مطلب بر آ ہوتا ہے
ہاتھ اٹھاتا ہوں جبھی دست دعا ہوتا ہے

آئنے کی وہیں کھل جاتی ہے ساری قلعی
تیرے چہرے کے مقابل جو ذرا ہوتا ہے

نقش تن میں نہ کبھی اتنی لگا سرخی
جو لگاتا ہے اک روز ہرا ہوتا ہے

جان شیرین دم آخر جو لبون تک آئی
بولا فرہاد کہ مرنے میں مزا ہوتا ہے

نہیں معشوق بھی آزاد گرفتاری سے
ہاتھ مہندی ہی کے چھلے میں بندھا ہوتا ہے

اتدن سجدۂ شکرانہ ہے واجب تم
کہ خدا دیتا ہے اور نام ترا ہوتا ہے

کون سے جرم کی تعزیر نہیں پاتا ہوں
مجھکو ہر روز یہاں روز جزا ہوتا ہے

ہاتھ آتے ہی مجھے تم نے تو کرنے لگے قتل
جو دل میں بندیاں سب بند جدا ہوتا ہے

ہوں وہ اعرف یہاں آج جو کہتا ہوں نہیں ہاتھ
طائر رنگ حنا رشتہ بپا ہوتا ہے

توڑ کر آئنۂ دل کو بناتے ہیں عبث
اب سکندر بھی اگر آئے تو کیا ہوتا ہے

دم بھی آتا ہے مرے لب پہ تو بس رک رک کر
ایکدم بھی وہ اگر مجھسے رکا ہوتا ہے

کوئی ہمچشم نہیں میری سیہ بختی کا
میں وہ سرمہ ہوں جو نظروں سے گرا ہوتا ہے

شاخ طوبیٰ اسے کہیے تو بجا ہے مطرب
خود بخود ساز ترا نغمہ سرا ہوتا ہے

۱۳۹	سخت جان ہوں نہ مرونگا شب فرقت میں فرید سیکڑوں بار اجل آئے تو کیا ہوتا ہے	۱۱

جو کہ طائر ترے صدقے میں رہا ہوتا ہے	[illegible]	اے شہ حسن وہ اوڑتے ہی ہما ہوتا ہے

چومتا ہون لب شیرین وہ خفا ہوتا ہی
کیا شکر رنجی جانان مین مزا ہوتا ہی

ہم اسیرونکو قفس مین بھی ذرا چین نہین
روز دھڑکا ہی کہ اب کون رہا ہوتا ہی

دو نو عالم مجھے تاریک نظر آتے ہین
جب تصور ترا ای زلف دوتا ہوتا ہی

اور بھی صاف ہون ای چرخ ہم آئینہ خصال
خاک مین تو جو ملاتے ہین کیا ہوتا ہی

پوچھ لے تو دہن زخم سے میرے الکن
پھل مین تلوار کے قاتل جو مزا ہوتا ہی

صورت ماہ نو آتا ہی مہینے پیچھے
انھین باتون سے تو انگشت نما ہوتا ہی

کیا تری تیغ مین ہی نہر چمن کا پانی
جب بہار آتی ہی یان زخم ہرا ہوتا ہی

ایک ذرے کو نہین ہوتی ہی جنبش بحکم
بت جو پھر جاتے ہین اللہ پھرا ہوتا ہی

جان کر میرا تن زار وہ ٹھکراتے ہین
کوئی تنکا جو سر راہ پڑا ہوتا ہی

سبکی نظرون سے گراتا ہی دلا دست سوال
ہاتھہ مین یان اثر لغزش پا ہوتا ہی

۱۴۰	ولہ	۱۹

ای خیال گیسو جانان تری تاثیر سے
کم نہین دود چراغ داغ دل زنجیر سے

ہم نہاتے ہین کہ اپنی پیاس کی تاثیر سے
آب جاری ہو ابھی قاتل تری شمشیر سے

ہجر مین ہوگا وصال اپنا اسی تدبیر سے
کاٹ ڈالین گے گلے کو ایکدن شمشیر سے

کون خوش چشم اوسکی آنکھونکا بھلا وحشی نہین
بیشتر آہو بھی دیکھے ہین بندھے زنجیر سے

وصف گلرویان کیا کرتا ہون مین رنگین بیان
عندلیبو پھول جھڑتے ہین مری تقریر سے

پردہ حیرت اوٹھا دیتا اگر یہ جوش عشق
آتی آواز عنادل گلشن تصویر سے

ہون وہ دیوانہ اگر لون ہاتھہ مین شمشیر تیز
ہو ابھی زنجیر پیدا جوہر شمشیر سے

رشک عارض سے ترے کھاتا ہی گلشن پیچ و تاب
نکہت گل کم نہین ہی اوس پری زنجیر سے

مجھسے پیری مین وہ ہو جو نوجوانون سے نہو
ہون کمان لیکن فزون طاقت ہی مجھمین تیر سے

میری خاک قبر پر دامن اوٹھائے آئیے
تا نہو خاطر مکدر خاک دامنگیر سے

تیر مژگان یاد آجاتا ہی جب ہنگام فکر
طائر مضمون تڑپنے لگتے ہین تحریر سے

رات بڑھ جاتی ہی جو یاد زلف مین نالان ہون تیز
ہو شب ظلمات پیدا نالۂ شبگیر سے

برچھیان ماری نگہ نے زلف نے پھینکی کمند
تیغ سے ابرو نے مارا اور مژہ نے تیر سے

باندھتا ہون سیکڑون مضمون غزال چشم کے
فکر میری کم نہین صیاد آہوگیر سے

ابر سے پانی جو مانگے ہی کشت آرزو
آگ برسانے لگی وہ برق کی شمشیر سے

یہ ہمین ہین جو تری تصویر پر بھی ہین نثار
انس بلبل کو بھلا کب ہی گل تصویر سے

جسکو جوہر کہتے ہین وہ ہی ہماری سرنوشت
قتل ہونگے ایکدن ظالم تری شمشیر سے

ای ستمگر تری ابرو کے ہزارون کشتے ہین یا
اس کمان کو دیجیے نسبت قضا کے تیر سے

۱۴۱	ہمسری کی تھی جو اوس ساق بلورین سے فربہ شمع ہی پابند موج اشک کی زنجیر سے	۱۹

کی مرے ہاتھون نے بیعت حلقۂ زنجیر سے
سلسلہ میرا ملا زلف بت بے پیر سے

چاہیے ای نشۂ وحشت تری تاثیر سے
دور ساغر ہووے پیدا حلقۂ زنجیر سے

محو حیرت ہی جہان ای گل تری تقریر سے
کم نہین منقار بلبل غنچۂ تصویر سے

اے جنون مجھ وحشی بدمست کی تاثیر سے
قلقل مینا کی آتی ہے صدا زنجیر سے

یار کی آنکھون مین یون ہے سرمۂ دنبالہ دار
جسطرح آہو کو کوئی باندھ دے زنجیر سے

طفلی مین لکھتا تھا تیرے دہن کے نا کر تو قلم
تھی عیان مشق ستمگاری تری تحریر سے

تیری چشم سرمگین کا وصف اگر کرنے لگون
شمع بھی خاموش ہو جائے مری تقریر سے

تھک گئے ہین پاؤن اور جاتی نہین سرگشتگی
سر مرا پھرنے لگا ہے نالۂ زنجیر سے

رکھتے ہین آغوش حسرت وا کمان کیطرح ہم
دیکھیے کب ہم بغل ہوتے ہین اوسکے تیر سے

جب صفت وحشت مین کی اوس شاکی شمع طور کی
لن ترانی کی صدا آنے لگی زنجیر سے

ہاتھ مین لے گا کمان تیر جب وہ شعلہ خو
شمع روشن ہو گی خانے مین کمان کے تیر سے

منفعل ہوتا ہو تیرا خال ابرو دیکھتا
مانگتا پرواز کو زاغ کمان پر تیر سے

گر نہ بدخلقی سے کچھ ہو مار رکھے خلق سے
کم نہین تسلیم ظالم کی خم شمشیر سے

خط ہوا مژگان جانان کے تصور مین رقم
ڈر ہے مرغ نامہ بر یار انجائے تیر سے

کشتہ ہوتے ہین عدو سنکر مرے اشعار کو
خون ٹپکتا ہے برنگ تیغ یان تقریر سے

میری مشت خاک پر آئے جو وہ جانے نہ پائے
آرزو اتنی ہے اپنی خاک دامنگیر سے

اسقدر تیر افگنی کی اے مرے ناوک فگن
آشیانہ تا قفس بنجائے چوب تیر سے

قصۂ فرہاد کے دھوکے مین حال اوسنے سنا
سرگذشت اپنی کہی ہمنے بھی کس تدبیر سے

۱۴۲	گیسوے پرپیچ کے پھر پیچ مین آیا وزیر صاف ہم پر کھل گیا اوچھی ہے تقریر سے	۱۲

حناسے سرخ جو تیری کفک ای سرو رعنا ہی نگہ بیتاب ہو کر یون ہو خال سیہ دوڑے بھرے ہین اشک چشم تر مین پر و تا ہو نہین ادا سے پنجہ پر نو رہا تھے پر نہین رکھا زمین شعر مین بڑھ بڑھ کے نیرے اپنے گڑے ہین خجالت دے رہی ہی سرکشی عہد جوانی کی نکیون ہو سنبلستان دشت دود آہ سوزان سے نگہ در دیدہ سوے غیر یون کرتی ہین انکھیں صفای پشت لب کا وصف ہو کیونکر بیان مجھسے عیان ہین صاف مروارید درج لعل سے گویا عرق آلود رخ ہی چاندنی ہین یون انکت سے	قطعہ	عیان ہی پشت پا سے رنگ لطف کف پا ہی کہ مرغ گرسنہ جسطرح سے دانے پہ گرتا ہی بچشم غور دیکھو بند اک کوزے مین دریا ہی یہ اسنے لوح پر قرآن کی اللہ لکھا ہی قلم نے یہ دم فکر سخن میدان باندھا ہی قد خم گشتہ سے ہر پیر اپنے پاؤن پڑتا ہی تری زلف پریشان کا دل وحشی کو سودا ہی نہان جسطرح بد پر مہر پایان پیار کرتا ہی ہر اک ذات اوس سے یون بیساختہ دکھلائی دیتا ہی نمایان چشمۂ حیوان ہین یا عقد ثریا ہی کہ گویا کوہر اک دریای نورانی مین ڈوبا ہی

۱۴۳	ہلال چرخ ہی میرا رکاب توسن وحشت وزیر آب عالم وحشت مین بھی میرا یہ رتبا ہی	۱۱

کیا ہی گناہ جام مین گریان شراب ہی آنکھونکو کب ہی تاب اوسے دیکھین بے نقاب ریگ روان کیطرح نہین ایکدم قرار نقطے مثال قطرۂ باران ہین سطر برق	زاہد فلک کے شیشے مین بھی آفتاب ہی گویا کہ ہی حجاب جو وہ بے حجاب ہی ہم خاک ہو گئے پہ وہی اضطراب ہی مضمون اشک چشم سے نامہ سحاب ہی

اسی طفل نی سوار رخبا اور ایکدم
یان شہسوار عمر بھی پا در رکاب ہے

ہستی جو رات ہے تو ستارے ہین اوسکے ذات
سایہ جو چاندنی ہے تو رخ ماہتاب ہے

دنیا کو کچھ ثبات نہین مثل نقش آب
چشم فنا سے دیکھ کہ دریا حباب ہے

جنت مین جائین یا کہین دوزخ نصیب ہے
یہ پرسش عمل تو ہمین اک عذاب ہے

کرتے ہین جس سے بات وہ دیتا نہین جواب
ہر اک سخن ہمارا مگر لاجواب ہے

نے عطر جامہ کیون نہ معطر ہو یار کا
گل ہے اگر بدن تو پسینا گلاب ہے

۱۴۴
جس شی کو دیکھ آنکھ سے خواب و خیال جان
بیداری اے وزیر یہان عین خواب ہے
۲۴

کیا دیوانہ سبکو اوس پری نے ہاتھ کے تل سے
مسخر کر لیا ہے عاملونکو ایک فلفل سے

لبون پر دم ہے اور عشق مزہ جاتا نہین دل سے
چھٹے آب خنجر منہ مین کہان ہو میرے قاتل سے

جو وہ لیلی منش آیا کدورت مٹ گئی دل سے
ہوا ہے صاف آئینہ ہمارا گرد محمل سے

لب شیرین کو کہتا ہے نہین کم نقل محفل سے
شکر رنجی نہین با تو نہ رہتی ہے مرے دل سے

پھونکا جاتا تھا میرا جسم سوز آتش دل سے
بجھی دل کی لگی صد شکر آب تیغ قاتل سے

مری محفل مین پھر میکشی وہ آفتاب آیا
فلک سے مانگون اب شیشہ تو ساغر ماہ کامل سے

عیان ہے آتش رخسار لیلی صاف شعلے سے
چراغ قبر مجنون کیا بنا ہے گرد محمل سے

رہین گر دور محبوب انس کچھ اوس سے نہین ہوتا
نہین ہے پرتوے کو الفت چراغ ماہ کامل سے

بغل مین یار ہے دیوانے کیا پھرتا ہے صحرا مین
صدا یہ آ رہی ہے اپنی زنجیر در دل سے

بچھی ہر چادر مہتاب اوس کے بستر مین
بچا ہی بانگلے گل تکیہ اگر وہ ماہ کامل سے

ہمین ہر طرح سے یارونکی ہر مد نظر خاطر
چمن مین وہ کھٹکتے ہین سبزہ و گل چشم عنادل سے

ہمیشہ چاٹتی ہر یہ ہمارے سنگ مدفن کو
مزا اسکا کوئی پوچھے زبان تیغ قاتل سے

نظر کی ای پری جسنے ہوا تیرا وہ دیوانہ
اثر مین نقش با افسون کہ مین ہر نقش عامل سے

قسم قرآن کی اسبات پر ای طفل کہاتا ہون
ترا چھٹ پلا سایہ پکنٹھر انہین ہر کم حمائل سے

ہمارے سلسلے سے کوئی لیلا نہین باہر
ہر مجنونکا بھی جیت اپنے ہاتھونکی سلاسل سے

سفر مین بیچ ہر سبکی دوستی کا حال کہلتا ہر
پھر آئے آشنا سارے ہمارے پہلی منزل سے

عبث لکھوا رہا ہر ای پری تعویذ الفت کو
مکان تیرا نہین کم خانہ نقش عامل سے

نہایت میرے اشکونکی جھڑی پر غیر ہنستے ہین
گرے بجلی الٰہی اب مری بیتابی دل سے

زمین پر جب مین چلتا ہون قدم پڑتا ہر گردون پہ
خدا جانے ہر الفت مجکو کس سرو شمائل سے

یقین ہیر مری تاثیر وحشت سے وہ مجنون ہو
کوئی لیلا بنائے گر دل دیوانہ کے گل سے

جنون تیمر پڑین سر پہ بھی یہ بیدماغی ہر
دھرا ہی پھول چھاتی پر وہ بھی کم نہین سل سے

ہوئی بدنام ناحق یہ ہمارے دلکی بیتابی
سپند آسا نکالا یار کی گرمی نے محفل سے

چراغونکی طرح جلتی ہین آنکھین ہجر کی شب مین
نکلتا ہر عوض اشکون کے روغن آنکھ کے تل سے

۱۴۵
تصور جلوہ فرما ہر و زیر اوس روے خندان کا
صدائے خندہ گل آرہی ہر گلشن دل سے

مرنے پر بھی ساتھ ہر رنج گردش افلاک ہر
خاک ہو آرام جب چرخ سفلہ زیر خاک ہر

سبزۂ خط جلوہ گاہ روے آتشناک ہی | چشمۂ خورشید تابان مین خس و خاشاک ہی
بادہ خوار ونکے لیے یہ گردش افلاک ہی | مہر و مہ ساغر ہین اور یہ چرخ گردان چاک ہی
کسقدر مرنے پہ دل بیتاب زیر خاک ہی | ہین فلک ساکن مین ہین گردش افلاک ہی
خاکساری زیر کر دیتی ہی ہر مغرور کو | دیکھلو ای سرکشو گردونکو زیر خاک ہی
چہرہ گلگون ہی گلشن آنکھین ہین نرگس کے پھول | برگ نرگس ہین بھوین اور شاخ نرگس ناک ہی
ہجر مین تار شعاع مہر ہی اشکون کا تار | چشمۂ خورشید تابان دیدۂ نمناک ہی

١٣٦ — **وله** — ٢٥

سولا ئے قصہ خوان فرقت کی شب یہ کہانی ہی | ترے زانو ہی کے تکیے پہ مجکو نیند آنی ہی
ہوے پوشیدہ ہم نظرون سے ایسی ناتوانی ہی | شکست رنگ کی آواز بانگ لن ترانی ہی
حنائی ہاتھہ کی تاثیر سے کیا سرخ پانی ہی | مرے قاتل کو ہاتھونکا بھی دھونا خونفشانی ہی
کہون کیا سیم تن کندن سا تیرا جسم جانی ہی | پسینا منہ پہ جو آیا ہی یہ سونے کا پانی ہی
کتابی رخ ترا ای جان جان قرآن ثانی ہی | تری یہ بیدہانی شرح لفظ لن ترانی ہی
مرا کچھہ حال کہکر ذکر مجنون کرتے ہین عاشق | کتاب عاشقی مین اپنا قصہ پیش خوانی ہی
دلایا فاتحہ قاتل نے اکثر آب آہن پر | لب مردن بھی یاد اوسکو مری تشنہ دہانی ہی
ہین اب مچھلی کا چھلا یار کی انگلی مین پہنا دو | بہت بیتاب و مضطر ہون یہی ماہی نشانی ہی
عجب اوس غیرت خورشید کی ہی گرم رفتاری | زمین پر ہر نشان پا چراغ آسمانی ہی
مسی ہی رات اگر تو ہین ستارے انت تیرے سب | جو مکھڑا چاند سا ہی تو دوپٹا آسمانی ہی

ہنسے دیتے ہین ساغر قہقہہ سے شیشہ می ہین
گلے مین آج جو ساقی کے جوش زعفرانی ہی

نہین آتا ہی مچاتے ہین ہی مینا ہی ساقی
مچا شور قلقل اب یہ کیا مینہ دہانی ہی

وہ نالان ہون اور بے جب تک آواز آئے نالونکی
مرا رنگ پریدہ طائر روح فغانی ہی

ہے ہم بیجین بیٹھے کنارے گور سکے پونچے
ولا عمر روان مین جہاز کشتی کی روانی ہی

نفس وندیدہ آتا ہی مسیحا میری بالین پر
نہین تا بنفس بھی مجکو ایسی ناتوانی ہی

لکھا ہی ادسکے گھر جانیکا مینے اشتیاق ایسا
صبا کیطرح ازخود میرے نامے مین روانی ہی

ملع یار کیون ہی اس تپے مچھلی کے چھلے پر
مگر جانی ہی کی مچھلی کے لیے سونے کا پانی ہی

توانائی کبھی نہ دیکھ اپنے نہین ہمائی ہی
ہمارے ضعف کو ازروزون حکم پاسبانی ہی

کہین گل سے زیادہ سرخ ہی رنگ اسن ہی شکل کا
اگر سائے کو بھی کھیو تو نکہت ارغوانی ہی

کریگا ذبح گر وہ ہم نہ تڑپین گے
ہمین بھی ناتوانی آج قاتل کو دکھانی ہی

مری حالت پہ چھوٹون بھی محبت روتے تو سچ جانون
جو بارش منیہ کی ہو سمجھون خلق کی مہربانی ہی

جدائی درمیان مین لاتی ہین ظالم تری باتین
کہون کیونکر نہ منہ پر تیرے ہونٹونکی زبانی ہی

حقیقت جو ہی میری نقش پاسے سب ظاہر ہی
مرا چلنا نہین قاصد قلم کی یہ روانی ہی

جو منہ سے منہ لاتے ہو منیہ دیکھے کی الفت ہی
زبان منہ مین نہین دیتے فقط الفت زبانی ہی

۱۴۷
مین وہ طوطی نہین گویا کرے آئینہ جو مجکو
وزیر الطاف ایزد سے یہ میری خوش بیانی ہی
۴۴

انکھین لڑائین ہمنے جو اک خانہ جنگ سے
آئی صدا شکست کی چہرے کے رنگ سے

گھبرا کے یون وہ اوٹھ گئے میرے پلنگ سے
جیسے کوئی غزال کرے رم پلنگ سے

زاہد جہاد کرتا ہون مین زور رنگ سے
آنکھین لڑا رہا ہون بتان فرنگ سے

ہر صید کو ہے عشق مرے خانہ جنگ سے
اوڑتا نہین ہے دیکھ لو طوطا تفنگ سے

سمجھا ہون میل سرمہ اسے مجکو دیکھنا
آنکھین بگڑ رہا ہون تمھارے خدنگ سے

اللہ رے ادب کبھی نام بتان نہ لون
جبتک نہ دہین کلیان نکرون آب گنگ سے

بت بھی نہ بھولین یاد خدا کی بھی کیجیے
پڑھیے نماز کرکے وضو آب گنگ سے

گو مر گیا مگر وہی نازک مزاج ہون
چھاتی پہ میرے پھول زیادہ ہے سنگ سے

وہ مست ہون خیال اگر میکشی کا آئے
نکلے شراب تاک سے اور شیشہ سنگ سے

کاٹے گی خوب غیر کو ای یار دیکھنا
تلوار تیز کر مرے مرقد کے سنگ سے

دیکھے جو اوسکو چہرۂ جانان نظر پڑے
آئینہ گر بنے مرے مرقد کے سنگ سے

ساقی سے ایک جام کی بس آرزو رہی
شیشے بنے بھی سنگ سے ٹوٹے بھی سنگ سے

دل چین زلف یار سے نکلا نہ عمر بھر
کچھ قید چین بھی کم نہین قید فرنگ سے

باہم اگر ہون شیشے تو خوف شکست ہے
نازک دلون کو صلح زیادہ ہے جنگ سے

وحدت بجائے غم سے اگر دین دوئی کو چھوڑ
سرگشتگی کو کام نہین پائے لنگ سے

چھوڑے جو اپنے ہاتھ سے وہ شوخ مست ناز
آواز قلقل آئے صدائے تفنگ سے

موتی ہین دانت گوش صدف چہرہ بحر حسن
کچھ کم نہین ہے گیسوی پر خم نہنگ سے

مطرب بجائے آب ہون گر مجھ حزین کے اشک
آواز گریہ آئے تری جلترنگ سے

جانکلون کوی یار مین سو بار اگر ہون فرن
کنج مزار کم نہین مجکو ہزار نگ سے

مانند شمع پونچھے عدم کو گھر ٹے کھڑے
استاد کی ہماری فزون ہی شلنگ سے

سنگ مزار قیس کو لیلی بنا دے طور
بجلی گرا دے شعلۂ آواز رنگ سے

بلبل نکل قفس سے کہ آپونچی فصل گل
پرواز سیکھ لے مرے چہرے کے رنگ سے

وہ صید ہون اگر مین دکھاؤنگا اپنے زخم
چلائیگی کمان بھی زبان خدنگ سے

١٢٨ — اوس سرو خوش خرام کا قمری ہون ای فریب
چلتے تھے جسکے ساتھ شجر پا رے لنگ سے — ٢٩

ہرگز نہ بہر رزق پہرے عار و ننگ سے
گر آسیا بنے مرے مرقد کے سنگ سے

ساقی ہوا ہی عشق کسی خانہ جنگ سے
مانگون گا میکشی کو پیالا تفنگ سے

روشن چراغ دیکھ کے جا لپٹے چنگ سے
پروانون کو شب وسنے لڑایا پتنگ سے

بھردے عوض شراب کے ساغر کو بنگ سے
گاڑھی چھنی ہی ساقی اب اک سبز رنگ سے

الفت جو ہی مژہ سے دکھا دون مین یار کو
سر لگا دون میل کے بدلے خدنگ سے

تیر فگنی مین ایک ہی وہ دور چشم بد
سرمہ لگائے آنکھ مین میل خدنگ سے

گرمی سے خال رخ پہ تمہارے عرق نہین
ہندو نہا رہا ہی کوئی آب گنگ سے

وہ رحم دل ہون دل بھی پہلو مین جو ہو
شیشہ بھی ٹوٹے گر مرے مرقد کے سنگ سے

صد چاک ہو وہ دل نہو جس مین کہ تیری یاد
یارب تہی جو شیشہ ہو ٹوٹے وہ سنگ سے

ٹوٹے نہ دانہ بھی اگر ضعف سے مرے
بالفرض آسیا بنے تربت کے سنگ سے

بعد فنا خیال جو اوس بت کا آگیا | رویا لپٹ لپٹ کے ہین تن بت کے سنگ سے
آیا ہی میکدے مین جو وہ طفل محتسب | از خود سر اپنا پھوڑتے ہین شیشے سنگ سے
پتھر پڑین جنون کہ نہ ملنے شراب پی | شیشے نہ جب تلک ہین لڑکونکے سنگ سے
ان آئنہ رخون کا نظارہ کیا کرے | دیوانہ ہی بناتے جو آئینہ سنگ سے
موزون طبیعتونکو نہ کیون ہو تو نسبے انس | کیا ربط ہی دیکھو ترازو کو سنگ سے
دیوانے ہو نکلے دیکھ کے بادام چشم یار | از خود سر اپنا پھوڑین گے بادام سنگ سے
کیونکہ نہ چاک گل کی روش ہو قبائے یار | غنچے کیطرح شوق ہی بلبو تنگ سے
جس بزم مین ہی شیشہ فلک ساغر آفتاب | پونہچا وہان مین نشہ مے کی ترنگ سے
فرقت مین جام مے ہی پیالا تفنگ کا | ساقی فزون ہی گردن مینا تفنگ سے
ہون وہ پتنگ شکوہ نہ اون جو مین تو شمع | تا صبح جستجو مین پھرے پاے لنگ سے
اوس شمعرو کو پاس ہی عاشق کے نام کا | فانوس کا غلاف رنگا ہی پتنگ سے
ای موت جلد آکہ یہ قصہ کہین چکے | نفرت ہی اوسکو صلح سے اور مجکو جنگ سے
کس طرح سے بچین مرے بازو کی مچھلیان | وہ تیغ آبدار نہین کم نہنگ سے
ای شام وصل ہونے کہین آنکھین ہی سفید | آ پونہچی صبح مرگ تری اس ورنگ سے
گرمی کی اوسنے بھی تجھے اللہ رے نازکی | جلنے لگین ہتھیلیان مہندیکے رنگ سے
نکلا جو رخ پہ خط تو ہوا صاف جیسے یار | صیقل اس آئنے مین نظر آئی زنگ سے
کھولیگا دام زلف اگر تو دم شکار | صیاد اوڑکے آئیگا طوطا تفنگ سے

تیرا ادا اودھر لب معشوق ہو گیا		منہ کو اودھر لگایا جو تو نے تفنگ سے
۱۴۹	ہر آن ضعف سے ہی دگرگون وہ زرد رنگ تصویر یہ بھی کھینچے گل رعنا کے رنگ سے	۲۰

مری تربت پہ شور بلبلان ہی — چراغ قبر شاید گلفشان ہی
سگ جانان کی خاطر استخوان ہی — ہما تجھے بلایا میہمان ہی
بدن وہ روح کا جسپر گمان ہی — گلے سے پان کی سرخی عیان ہی
بدن مین اوس سہی قد کے ہو کیا تل — الف مین دیکھیے نقطہ کہان ہی
اگر دیکھے اودھر تنکے جیسے برق — ہمارا اوس چمن مین آشیان ہی
جہان ای ماہ تو ہی جلوہ فرما — زمین کا ہیکو ہی وہ آسمان ہی
بہا دریاے خون جیحون سے ایسا — جنازہ خود بخود میرا روان ہی
چمن مین نوچے ہین صیاد نے پر — بہار گل ہی اور اپنی خزان ہی
سبک روحی سے بوے گل بنا ہون — وہ بلبل ہون کہ غنچہ آشیان ہی
زبس رہتا ہی تیرا نام لب پر — دہن پر میرے خاتم کا گمان ہی
عجب انداز سے بیٹھا ہی وہ ماہ — کہ کرسی پر گمان آسمان ہی
کوئی یوسف ہی اوس چاہ ذقن مین — نہین خط گرد اوسکے کاروان ہی
کوئی ڈرتے ہین سر کٹنے سے ہم مست — کہ سر شیشے کی گردن پر کہان ہی
کرون نالہ تو دم بلبل کا پھڑکے — ہر رنگ برگ گل میری زبان ہی

ہی سایہ چاندنی اور چاند مکھڑا ہین ایسے کفش پاے یار مین گل ہنسا دیتی ہی ہر اک زخم تن کو ہماری ہڈیان کھانا سمجھکر رہے ہم اس چمن مین خانہ بر دوش		دوپٹا آسمانی آسمان ہی جہان وہ پاؤن رکھے بوستان ہی تری تلوار شاخ زعفران ہی ہما آخر ترے بھی استخوان ہی وہ بلبل ہین پر و بال آشیان ہی
۱۵۰	وزیر اسنے نہ کی کچھہ دستگیری ہمارا ہاتھہ ہی اور آسمان ہی	۱۷
دے مجھے خلعت شہادت کا خدا کیواسطے شاخ سے گل نکلے تیری کفش پا کیواسطے کی سگ جانا نکی خاطر استخوانکی احتیاط بعد مردن قبر مین بھی لائی بوے زلف یا ہم فقیرونکے نہ کھائے سگ بھی ہرگز استخوان اوڑنے دین کسطرح ای ظالم کین ہاتھہ کی چاندنی چھٹکی ہمارے اشک کے سیلاب سے ہون وہ بیکس گر نہ آیا میکدہ مین ایکدن پیرہن بھی گر سنگے اپنا تو مٹی مین رنگے گردیا ہی غم سے کاہیدہ مجھے کیا ہی عجب		تیر کا دستہ منگا میری قبا کے واسطے باغ مین کنگھی او کی زلف دوتا کیواسطے قینچیان لگوائین تربت پر ہما کیواسطے ایک دو روزن بنا دینا صبا کیواسطے ہڈیان ہین بادشاہونکی ہما کے واسطے دام ہین یہ طائر رنگ حنا کے واسطے راتکو روئے جو ہم اک مہ لقا کیواسطے ہر سبو نے ہاتھہ پھیلائے دعا کیواسطے خاکساری چاہیے اتنی گدا کیواسطے استخوان تن سے جو نکلین کہربا کیواسطے

اوسکا سنگ آستان کیونکر چھٹے ہمسے جنون
سنگ مقناطیس ہہے زنجیر پا کیو اسطے

ہون مین پیاسا اشک بھر کر اپنی آنکھون مین ہو
ہاتھ پھیلاؤن نہ مین آب بقا کیو اسطے

آرزو بس یہ رہی ہرگز نہو تجھہ آرزو
گر دعا مانگے تو ترک مدعا کیو اسطے

ہو گوارا رنج اونھین جنکو ہو آرائش پسند
ہاتھ بندھواتین حسین رنگ حنا کیو اسطے

رو رہا ہون جب دریا پہ اوسکو خوف ہو طوفان کا
ناخدا دینے لگے مجکو خدا کیو اسطے

ہو کے زخمی اپنے قاتل سے مین رخصت ہوا
سیکڑون منہ ہو گئے پیدا دعا کیو اسطے

۱۵۱

بخش دے اپنے کرم سے ای خدا جرم فرید
مصطفی کے واسطے اور مرتضی کے واسطے

۲۵

کعبہ ابرو دکھا او بت خدا کیو اسطے
شکل مژگان ہاتھ اوٹھائے ہون دعا کیو اسطے

یارب آئے باغ مین وہ گل حنا کیو اسطے
ہاتھ پھیلائے ہین شاخون نے دعا کیو اسطے

ضعف نے ایسا گھلایا ہی اوسے ملتے نہین
استخوان میرے ہوئے عنقا ہما کیو اسطے

ماہ تابان تو ہی اور تیری قبا مہتاب ہی
چاہیے دستہ ستارونکا قبا کیو اسطے

ہون مین دیوانہ مرا اچھا جولے تو ہاتھ مین
ای پری وہ طوق ہو وزن حنا کیو اسطے

سیکڑون گل پس گئے اور بلبلونکا خون ہوا
جب گیا گلشن کو وہ ظالم حنا کیو اسطے

کیا برا ابر میرے سینے پر لگائے اوسنے تیر
بس یہی دستہ مناسب تھا قبا کیو اسطے

لاکھہ دروازہ کرے تو بند خط بھیجین گے ہم
روزن دیوار بھی در ہی صبا کیو اسطے

تیری اہ شوق مین سمدر جہ لاغر ہو گیا
بنگیا مژگان مین چشم نقش پا کیو اسطے

دستگیرونکا نہ احسان ضعف نے ہونے دیا — ہاتھ اوٹھہ سکتا نہین میرا عصا کیواسطے

جو کہ قانع ہو وہ بچ جاتے فریب نفس سے — دام کب صیاد پھیلاتے ہما کے واسطے

بار احسان ہے جو سر پر استخوان ہین چور چور — سنگ ہے سایہ ہما کا مجہہ گدا کے واسطے

اسقدر تعظیم کا عادی ہون گر دیکھون کبھی — استخوان تن سے نکل آئین ہما کے واسطے

اہی مرہی پکیر ہلا دون عرش کی زنجیر کو — جب کرون نالے تری زلف دوتا کیواسطے

سچ تو یہ ہے آدمی سا کوئی خود مطلب نہین — کی عبادت بہی تو حور مہ لقا کے واسطے

خرمن عالم مین جو دانہ مری قسمت کا ہے — برق کی خاطر ہے کب ہے آسیا کیواسطے

اوٹھہ کے بتخانے سے کعبے کو اگر جانے لگون — برہمن دینے لگین مجکو خدا کے واسطے

ڈھانکتے ہین منہ کو اپنے چادر مہتاب سے — روتے ہین آتو نکو ہم اوس مہ لقا کیواسطے

زندگی تک ہے یہان اہل سعادتکی بہی قدر — بعد مردن ہے مگس سانی ہما کے واسطے

اونکی آرایش یہان ہے جو کسی قابل نہین — ہے حنا اس باغ مین بدست و پا کیواسطے

زخم کھاؤن یار کی تلوار کا پانی پیون — غیر کا احسان نہ لون آب و غذا کیواسطے

ہجر کی شب صبح ہونے کی کرون گر آرزو — پنجہ خورشید پیدا ہو دعا کے واسطے

اپنی گردنکو جھکاتے ہین مہ نو دیکھہ لے — خوب رو پیدا ہوے شرم و حیا کیواسطے

کفش نوکر تو ہین کر وندے قبر عاشقان — سر نکالین دست دشمن زیر پا کیواسطے

۱۵۷	اشک خونین سے ہے گلگون رخت عریانی مرا رو رہا ہون اک گل رنگین قبا کے واسطے	۱۶

منزلت ہی مثل کعبہ ابرو خمدار کی
طوف گردش سے کیا کرتی ہین آنکھین یار کی

بل بے گرمی آتش رنگ حنا یار کی
بنگلی نی ہاتھہ مین منقار موسیقار کی

کرکے کچھہ تعریف تیغ ابرو خمدار کی
گروان نے خم مین ہوتی زبان تلوار کی

خوب روندا پاے گلگون نے ہماری قبر کو
چادر گل نقش پاے یار نے تیار کی

عکس دندان سے بنا موتی کا مالا تیغ مین
جوہری سے پوچھیے قیمت تمہی تلوار کی

آستین سے گر ہوے باہر مرے دست جنون
دھجیان اوڑتی پھرینگی دامن کہسار کی

کفش زرین سے ستارے جھڑتے ہین وقت خرام
سیر دیکھو اب زمین پر کوکب سیار کی

ڈھل کیا ہی حشر تک چمکے جو تیغ آفتاب
تا بمشرق دھوم ہی اوس مغربی تلوار کی

روزن کرتے ہین نظر اشکو ہمین موتی کیطرح
وقت گریہ یاد ہی کس روزن دیوار کی

آے جب وہ شمع فانوس خیالی ہو مکان
صدقے ہون پھر پھرکے تصویرین در و دیوار کی

عندلیبین لبانونکی طرح غرق آب ہین
بے ترے روتین آنکھین نرگس بیمار کی

اپنے قد کا وہ لب جان بخش سے کرتا ہی وصف
آپ تعریفین مسیحا کرہا ہی دار کی

روتے روتے سر سے گذرا ہجر مین سیلاب اشک
حالت اب مثل کف دریا ہی یان دستار کی

دیکھی دریا مین سکندر کی جو تیلی روی وہ
تیلیان یاد آئین ہیری چشم دریا بار کی

ہون مین وہ عاصی کہ روز حشر ہی عفو سے
آنے گی آواز یا غفار یا غفار کی

۱۵۳	بادشاہ شاعران ہون گو تخلص ہی وزیر دھوم ہی ملک معانی مین مرے اشعار کی	۱۵

کچھ حقیقت سینے میرے دل سے چشم یار کی
پوچھیے بیمار سے حالت جو ہو بیمار کی

آنکھ کب ہو جو پڑتی ہی کسی میخوار کی
ہی صراحی دار گردن ساقی سرشار کی

کھا کے زخم نوک مژگان ہونگا ابرو سے شہید
نیزہ بازی ہو کے نوبت آئیگی تلوار کی

ہو گئی صیقل بھی ظالم باڑھ بھی کھی گئی
تو جو بگڑا ہم سے بن آئی تری تلوار کی

گھر ترا ہی گلشن فردوس رضوان پاسبان
حور تو غلمان ہین تصویرین در و دیوار کی

اوسکے رخ کو میرے داغ دل کو چاند ہین آفتاب
لکھین تعریف ایک شاعر لوز کی اور نار کی

اوس بت بیدین پہ ہم دیندار بھی مرنے لگے
برہمن زنار ہی پاوے کفن کے تار کی

چشم مین پتلی کے بدلے ہی کسی بت کا خیال
آنکھ کے ڈورے پہ پھبتی کہون زنار کی

آنکو بھی چھپ کے اوسکے گھر مین جاسکتی نہین
چاندنی چھٹکی ہوی ہی سایہ دیوار کی

ہی نہین وہ بلبل قفس مین بھی نہ بھولو یاد گل
جب اوڑی چہرہ سے نکہت راہ لی گلزار کی

مشکلون سے یار کی دیوار مین روزن بنے
کین ہین مین نے منتین سی منتین معمار کی

ساز سے بے یار آئے کیون نہ رونیکی صدا
تار مین صورت ہی مطرب آنسوؤن کے تار کی

ہی وہ میرا کفر جسکے ہین مسلمان معتقد
ٹوٹی گر زنار آواز آئی استغفار کی

تب مزا ہی ہو ہمارے منہ مین قاتل کی زبان
اور دہان زخم مین بھی ہو زبان تلوار کی

شعلہ آواز سے جھڑتی جو ہین چنگاریان
نے بنائی تو نے کیا منقار موسیقار کی

۱۵۴ — ولہ — ۲۴

یاد گیسو ہین جب آتا ہی کبھی ہوش مجھے
سارا عالم نظر آتا ہی سیہ پوش مجھے

سر پٹکتا ہون پلا دے مے سر جوش مجھے
ساقیا دور کہ پھر آنے لگا ہوش مجھے

مثل شبنم چمن دہر مین بے سامان ہون
سر اگر مجکو دیا تو نہ دیا دوش مجھے

نہ سنون کوئی بھی آواز سوا قلقل کے
ساقیا پنبہ مینا دے پئے گوش مجھے

اسقدر پھول سا نکھرا ہی ترا رخ وسفید
گل ترے آگے نظر آے سیہ پوش مجھے

کاسہ ماہ کو دے پٹکون خم گردون پر
ساقیا آے جو مستی مین کبھی جوش مجھے

لن ترانی جو کہوگے تو سنوگے تم بھی
ایسا نظرون سے کیا ضعف نے روپوش مجھے

نہ سنون کوی بھی آواز انا الحق کے سوا
چاہیے پنبہ منصور پئے گوش مجھے

ہجر مین مر نہ گیا منہ اوسے کیا دکھلاتا
شکر صد شکر کیا ضعف نے روپوش مجھے

آج یہ ہجر کی شب رنج وہ دکھلاتی ہی
غم فردا ے قیامت ہی فراموش مجھے

صورت آبلہ بسنہ ییر قدم ہو گردون
آے گر عالم وحشت مین پھر آ جوش مجھے

گلفشان ہی جو چراغ سحری خوش ہونگا
یار دکھلاے گا پھر صبح بنا گوش مجھے

شور قلقل وہین کچھ یاد دلا دیتا ہی
بھول جاتے ہین جو یاران قدح نوش مجھے

آگئی لغزش مستانہ کسی مست کی یاد
دور ساغر نے کیا بزم مین بیہوش مجھے

فرقت گیسوی ساقی مین جو غم کھاتا ہون
کہتے ہین سارے سیہ مست بلا نوش مجھے

ڈر گیا مین کہ بس اب صبح کا تارا نکلا
نظر آیا جو شب وصل در گوش مجھے

جوہر تیغ کا آئینہ تن پہ ہی عکس
آج قاتل نظر آتا ہی زرہ پوش مجھے

ساغر عمر تلک ہوا بھی لبریز شراب
صورت مے اگر آجاے ذرا جوش مجھے

نالے سنکر مرے تنگ آ کے وہ بت کہنے لگا — مثل گل کیون نہ کیا حق نے گرانگوش مجھے

اوٹھہ گیا پھر مرے پہلو سے وہ عیسی میرا — پھر لحد آج دکھانے لگی آغوش مجھے

ہون وہ نخچیر جو چلا سے کمان ورن جواب — شکل سوفار ملے ہین لب خاموش مجھے

ساغر عمر کو اللہ نے لبریز کیا — جام تو نے نہ دیا ای بت مے نوش مجھے

ایسا اک جام دے ای ساقی بیہوش مجھے — دونون عالم نظر آنے لگین بیہوش مجھے

میرے جیب پسینے سے ظاہر ہوا عشق پنہان — لب اظہار ہوے ہین لب خاموش مجھے

دیکھکر بزم مین ساعد کو ترے مرنے لگے — شمع فانوس نظر آئی کفن پوش مجھے

آ گئی نرگس مخمور کسی مست کی یاد — دیجیو جام اجل ساقی مے نوش مجھے

نالہ مرغ سحر ہے کی صریر خامہ — لکھنی ہے اب صفت صبح بناگوش مجھے

بیخودی مین ہے جو اک نرگس مخمور کی یاد — گردش جام دکھاتی ہے رم ہوش مجھے

صاف باطن ہون نہین نیت ظاہر کا — شکل آئینہ بنایا ہے نمد پوش مجھے

بار سر او تر اکئی بار ہوا پھر پیدا — شمع سان کر لیا کوئی سبکدوش مجھے

مرہی جاؤن گا اگر صبح کا تارا نکلا — یاد آئیگا کسی مہ کا در گوش مجھے

لب اگر وا ہون تو نابود ہون مانند حباب — یہ بھی حکمت ہے بنایا ہے جو خاموش مجھے

بھر کے اشک آنکھون مین ساغر سے آئین شراب — یاد کرتے ہین پس مرگ جو ہم نوش مجھے

ہے یقین چرخ کی اس تفرقہ پردازی سے — قبر سے دیکھہ سکے گا نہ ہم آغوش مجھے

ہجر مین سر کو بھی پھوڑا تو نہ نکلی آواز
سُرمگین چشم نے کسکی کیا خاموش مجھے

ہی ہر اک شام کی ای ماہ سحر آخر کار
زلف سرکا کے دکھا صبح بنا گوش مجھے

کہتی ہی شمع زبانسے یہی ہی رشک چمن
گل ہون مین تو جو کرے بزم مین خاموش مجھے

ہون وہ بے سر کہ بجھے ہاتھو نپہ مید الآتش مری
شیشے کی طرح بنایا ہی سبکدوش مجھے

کرتی ہی سرمے کے دنبالے کا شکوہ تری آنکھ
دیکھو آہو سے بنایا ہی سیہ گوش مجھے

سنگ مرقد سے مرے شیشے وہ بنواتا ہی
نہ کیا مرنے پہ ساقی نے فراموش مجھے

۱۵۶	گرچہ ہون اپنے زمانے کا فغانی مین وزیر دو ہی باتون مین کیا یار نے خاموش مجھے	۳۰

برق باران جسکو کہتے ہین مرا افسانہ ہی
کچھ حقیقت رونیکی کچھ حال ہنستا بانہ ہی

گنج ہوتا ہی وہان اکثر جہان ویرانہ ہی
خانۂ ویران ہر درویش دولتخانہ ہی

نشاء سے ہر ہر قدم پر لغزش مستانہ ہی
نقش پا ہے ساقی مدہوش خط پیمانہ ہی

کسکی شمع حسن سے روشن مرا کاشانہ ہی
بنگیا ہی کرمک شبتاب جو پروانہ ہی

صاف کہ دیجے کہ دلمین جلوۂ جانانہ ہی
لامکان جو شوخ تھا اب وہ بھی صاحبخانہ ہی

صورت قلقل نوائے بلبل اب مستانہ ہی
ہر اک غنچہ گلابی جو ہی گل پیمانہ ہی

گر سگِ کوی بتان کہتا نہین بیگانہ ہی
میری شمع استخوان کا ہر ہما پروانہ ہی

یان دم تحریر یاد نرگس مستانہ ہی
موج مے ہی کلک خط میرا خط پیمانہ ہی

ایک عالم یار تیرے حسن کا دیوانہ ہی
گل جو ہی بلبل ہی اور جو شمع ہی پروانہ ہی

دور ساغر کو جو ہی تیرے حنائی ہاتھہ سے
شعلۂ جوالہ ساقی گردش پیمانہ ہی

شعلۂ آواز قلقل کی جو دیکھین گے میان
شمع مینا بنگیا ہی جام می پروانہ ہی

دیکھہ لیتے ہین وہ دلمین جو نہین سکھا بھی
جام جم سے کہتے ہین جسکو کیا یہی پیمانہ ہی

تاکتا ہی کسکی چشم مست زاہد وقت ورد
مثل دور جام ہی گردشمین ہر اک دانہ ہی

توڑتا ہی شیشۂ خالی ریاض بزم مین
باغبان ساقی ہی مینا سبزۂ بیگانہ ہی

ہاتھہ مین شمشیر بران رہتی ہی روز وغا
دستگیری رنج مین کرتا ہی جو مردانہ ہی

شمع عکس روے روشن آئنہ فانوس ہی
جوہر آئینہ ہر اک صورت پروانہ ہی

ای صدف تیری طرح محتاج نیسان کے نہین
صورت گوہر ہمارا اشک آب و دانہ ہی

ای صنم یکتائی اسلام کی ہی یہ دلیل
دیکھلے ہی ایک کعبہ لاکھہ جا بتخانہ ہی

ملتے ہین ہر بت کے نقشے سے ترے نقش قدم
پاؤن کا تیرے نشان جسجا ہی وہ بتخانہ ہی

برسون گذرے ہین خیال یار بھی آیا نہین
ہم ہین اور تنہائی ہین کیا اندنون یارانہ ہی

یاد کرتے ہین کسیکا مصحف و طفل اشک
دیدۂ گریان مرا ہمچشم مکتب خانہ ہی

کر کے یک شب تاب کے مانند اوڑتے ہین چراغ
تیرے دیوانے کا وحشت خیز یہ کاشانہ ہی

خوشۂ پروین پہ ای دہقان چرخ اتنا نہ پھول
برق خرمن ہی ہمارے کشت کا جو دانہ ہی

ہین جو آنکھون سے لگاتا ہون تو کچھہ پڑتا ہی
پنجۂ مژگان ترے گیسو کو مثل شانہ ہی

جسمین ہی اوسکا جو آتی ہی بھی ہونا ہی ضرور
شمع ماہ و مہر سے روشن ہر اک کاشانہ ہی

شیشہ و ساغر لگاتین مجکو پتھر کی عوض
کہا وہ لڑکون سے یہ دیوانہ تو کچھہ مستانہ ہی

دل بشر گنا ہو نہ تھا یہ کون بلی گئے
میرے نامے میں رقم کچھ حال بتایا نہ ہو

داغ سودائے سے مثل شمع روشن دل مرا
کرمک شب تاب کی مانند یہ پروانہ ہو

سے اوڑھی تو حسرت دید رو بہ یار لی
شمع کو شعلہ یہ بلکہ شمشیر برہنہ ہو

۱۵۵

میں ہما ہر دار آئین اور ہم مراشک فوج
اور شور سیر اس خاصی میں شوکت شاہانہ ہو

۲۰

ایسی ہے یوسف تیرے خریدار میں گرمی
جلتے ہیں خریدار ہی بازار میں گرمی

تیرے ہی اشک دل زار میں گرمی
اب سیر سے پاییل اب نہیں ہی خار میں گرمی

کھل نہیں جب پاؤں میں آبلہ پیدا
اتنی ہی سرے وادی پرخار میں گرمی

ایسی کی طرح دم تیغ نظر عشق
ہر طرح ہی برق نگہ یار میں گرمی

سرد ہی انفاس سحر میں ہے آہ کے ساتھ
رہتی ہی سدا داغ دل زار میں گرمی

قدم اٹھ کے سلگتے میں ہما شمع کے پروانہ
ہر شعلہ نفس آتش رخسار میں گرمی

بجلی مرے اب تک بھی تسکین ہے ہندر
ایسی تب غم سے ہی تن زار میں گرمی

غیر دین پہ اب شعلہ آواز سے بجلی
اللہ ہی کیا ہی تیرے گفتار میں گرمی

ہما مرا گھر خانہ دل سوختگان میں
آہوں سے ہی سقف و در و دیوار میں گرمی

قسمت میں نہ جانا نہ یہاں ہی ملے آرام
پیدا ہو تیرے سایہ دیوار میں گرمی

تنہا سے اپنے چھپتے ہی نہ تھا یہ مرا گرم
پیدا ہوئے ظالم لب سوفار میں گرمی

پہلو برق ہے اور قبضے میں رنگ کی کرن ہی
قاتل ہے سراپا تری تلوار میں گرمی

پھنکتا ہی مرا جسم تپ ہجر بتان سے
ہی نبض کیصورت مری زنار مین گرمی

ڈرتا ہون کہ جو ہر کے چمن بیش لگے آگ
بجلی کیطرح ہی تری تلوار مین گرمی

زاہد جو کرے سامنا ہو جاے سیہ رو
خورشید سی ہی تیرے سیہ کار مین گرمی

خلخال پہ ہی شعلہ جوالہ کا دھوکا
ان شعلہ رخونکی ہی یہ رفتار مین گرمی

دیکھے تو ابھی جلنے لگے خرمن مہ بھی
بجلی سے فزون ہی نگہ یار مین گرمی

اے چرخ تجھے صورت تبخالہ بنایا
ایسی ہی مری آہ شرربار مین گرمی

دو ون شمع سے تشبیہ تو اکدم مین پگھلجاے
کیا آتش غم سے ہی تن زار مین گرمی

۱۵۸	ناسور مین بہی صفت شمع ہی سوزان ایسی ہی وزیر اس دل افگار مین گرمی	۱۴

آہون سے ہی اب کوچہ دلدار مین گرمی
جلتی ہی ہوا گرم ہی گلزار مین گرمی

بیٹھا تھا مین دل سوختہ تکیہ جو لگا کر
ابتک ہی تمھارے در و دیوار مین گرمی

منہ پھیر لے مژگان کیطرح ابر جو دیکھے
اے برق ہی ایسی نگہ یار مین گرمی

جلتی ہین یہ آنکھین مری جھانکون جو کبھی مین
پیدا ہو ترے روزن دیوار مین گرمی

ہر سنگ ہوا موم رگ سنگ بنے شمع
نالون سے مرے زور ہی کہسار مین گرمی

بلبل وہ ہون نالے سے جلا دونمین چمن کو
ققنس کیطرح ہی مری منقار مین گرمی

ہوتا ہی بہت گرم مری آہ وہ سنکر
اب میری سبب سے ہی مرے یار مین گرمی

یون جسکی گرمی سے تری جلتی ہین آنکھین
جسطرح ہو تپ سے تن بیمار مین گرمی

بل کھائے نہ کس طرح سے مرے کمر یار
شعلہ ہی قد گرم ہی رفتار مین گرمی

مہتابی ہین کوٹھے کی ہی خورشید کا عالم
کیونکر نہو تیرے در و دیوار مین گرمی

ای جان ترے نقش قدم سے ہی چراغان
ایسی ہی کہان کبک کی رفتار مین گرمی

جاتے ہی ترے پڑ گئی اوس ایسی گلون پر
سر آتش گل ہی نہین گلزار مین گرمی

زلفین ہین دھوان شعلے ہین وہ دست حنائی
سر سے کف پا تک ہی مرے یار مین گرمی

ہر شعر مرا مطلع خورشید سے ہی گرم
ہون برق زبان ہی مرے اشعار مین گرمی

١٥٩ ولہ ١٧

آنکھین کھلی ہوی ہین عجب خواب ناز ہی
فتنہ تو سو گیا ہی در فتنہ باز ہی

کچھ حال اپنی زلف کے دیوانے کا نپوچھ
بس مختصر ہی کر کہ یہ قصہ دراز ہی

دل خانۂ خدا ہی نہ دے ان بتونکو جا
او بے تمیز کچھ بھی تجھے امتیاز ہی

محراب تیغ یار سے پھیرا نہ منہ کبھی
جسکا نہین سلام وہ اپنی نماز ہی

کہتے ہین صبح پرتو رخسار یار کو
مشہور شام سایۂ زلف دراز ہی

پتھر گداز ہونے سے بنتا ہی آئنہ
روشن ضمیر ہی تو اگر دل گداز ہی

گردون سے ایک عقدۂ دل وا نہو سکا
بیفائدہ ہلال کا ناخن دراز ہی

دانے ہین دانہ رشتۂ تسبیح دام صید
زاہد ہر ایک بستۂ صد حرص و آز ہی

مستونکو کیون نہ قلقل مینا پہ حال آئے
ساقی ہی مطرب اور ہر اک شیشہ ساز ہی

شیشہ ہی مثل شمع یہان جام مے پتنگ
ہم دل جلون کی بزم مین سوز و گداز ہی

ٹپکی جو میرے زخم کے انگور سے شراب
گرم نظارہ کیا وہ مراست ناز ہی

پونہچا دیا ہی عشق بتان نے خدا تلک
کیا نردبان بام حقیقت مجاز ہی

دیکھو ذرا زمانہ الفت کا انقلاب
محمود ہی غلام تو صاحب ایاز ہی

محراب کعبہ سمجھے ہم ابروے یار کو
مژگان پہ صاف شبہہ ہوا جانماز ہی

ہم وہ شراب خوار ہین خمیازہ کش جو ہون
آنے لگی صدا کہ در توبہ باز ہی

عقبی مین دانۂ انگور کیون نہون
دریا مین جلوہ گر وہ مراست ناز ہی

۱۹۰	جھک جائے کیون نہ شاخ ثمردار ای وزیر افتادہ جو کوئی ہی وہی سرفراز ہی	۱۰

ابروے یار کعبۂ اہل نیاز ہی
آنکھین کھلی نہین ہین در توبہ باز ہی

قلقل ہر ایک شیشۂ مے کہ رہا ہی کیون
ساقی خموش کیا وہ مراست ناز ہی

آئینہ عذار بتان کیا بنا ہے صاف
ہاتھ اوسکے چومیے عجب آئینہ ساز ہی

کیا کیا نہ ہمکو اپنی عبادت پہ ناز تھا
بس دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہی

آیا ہزار پیچ سے بحر طویل مین
مضمون زلف یار قیامت دراز ہی

جاکر چمن مین سرو کو آزاد کر دیا
کیونکر نہ کہیے یار کو بندہ نواز ہی

لگتے ہین ایک جنبش مژگان سے لاکھ زخم
کیا ترک چشم نام خدا نیزہ باز ہی

ہی صرف نالہ ہر رگ تن مثل تار ساز
یارب ہمارا جسم ہی یا کوئی ساز ہی

رونے لگین جلے جو پتنگ اپنی بزم مین
مانند شمع دل یہ ہمارا گداز ہی

161	ذکر اوس دہن کا اسکی زبان پہ ہر ای وزیر یہ لفظ مختصر تو نہایت دراز ہے	19

ترے سہیلے و بنالے پہ جسنے آنکھ ڈالی ہے
تو پھر شاخ غزالانمین ہی شاخ اوسنے نکالی ہے

فراق یار مین جو گل ہے رنگت لو بستے تالی ہے
چمن اپنی نظر مین گلشن تصویر تالی ہے

چمن مین آج نرگس پر جو تو نے آنکھ ڈالی ہے
کوئی شاخ اوسمین شاہد چشم بد دور ابنکالی ہے

ہمیشہ ٹھوکرین کھاتا ہے صرف پامالی ہے
تن بیجان ہمارا صورت تصویر قالی ہے

ترے جانے سے طرب انجمن تصویر قالی ہے
مثال تار شیشون مین ہر اک تار رنہالی ہے

کھلایا اسقدر اوسکو تری ابرو کی الفت نے
کہ تیغ آفتاب ای ماہ انروزون ہلالی ہے

ترے زخمی کو ای مہرو نکیونکر چاند نی مارے
سپر مین بھی ہے چاند اور تیغ بھی تیری ہلالی ہے

تجھے دیکھا جو چشم بد سے دی آنکھ نرگسمین نے
نہین ٹوٹی ہے یہ نرگس آنکھ گلشن کی نکالی ہے

بٹھایا مین بلبلون نے آنکھین آیا تو جو گلشن مین
زمین باغ با بلبل چشم کی گویا نہالی ہے

نہین ہے وجہ رونا زار زار ابر بہاری ہے
تمہارے کان کی بجلی یہ ہمپر گرنے والی ہے

تصدق ہوتی ہین پھر پھر کے دیوار نکی تصویرین
مکان اوس شمعرو کا شکل فانوس خیالی ہے

مہ نو پر نہ کر اتنا غرور ای آسمان ہمسے
حقیر اک ماہ کے ہین اپنی کشتی بھی ہلالی ہے

وہ میکش ہون نہ دیکھون رات بھر اوسکی طرف ہرگز
فلک نے آفتاب آگے مرے مینا سے خالی ہے

کسی میکش نے دیکھا چشم کر سے اوسکو پیالی
پیالہ بادہ گلگون کا نظرون مین پیالی ہے

لگا مضمون ہاتھ اوس کان کی بالی کی مچھلی کا
یہ ہمنے چشمہ خورشید سے مچھلی نکالی ہے

قطعہ

سبو و جام توڑیگا تو نقصان اپنا کیا ہوگا
سنا او محتسب تو عقل و دانش سے خالی ہے

سبو سے مے اگر ٹوٹے پیالہ مے کا بنجائے
پیالہ ٹوٹ کر چھوٹا جو ہو جاتے پیالی ہے

پڑے ہیں شیشے خالی ایکدن ساقی نہ آ نکلا
مینا اس سن ہے مری نظروں میں خالی ہے

۱۶۲	غزل بمثل کہتا ہوں وزیر افضال ایزد سے نہ میری طبع عالی ہے نہ میری فکر عالی ہے	۱۸

لڑائی قتل میں اون جنگجو سے ہونے والی ہے
کٹاری گلبدن کے پاجامے نے نکالی ہے

قدم رکھنے سے تیرے نقش جب نقش نہالی ہے
گل افسون جو میں ہر گل تصویر قالی ہے

مسلمانو نکو تیرا روے روشن رو تو سینا ہے
تری زلف سیہ آگے ہر اک ہندو کے کالی ہے

ہر اک معشوق یان ہی تشنۂ خون اپنے عاشق کا
نہیں شعلہ زبان یہ شمع نے باہر نکالی ہے

مے گلگون ہے ساغر میں گلابی دست ساقی ہے
صنم پہلو میں ہے ایمان کا اللہ والی ہے

بنایا مجکو شاخ زعفران کیا ناتوانی نے
قدم رکھنے سے میرے خندہ زن تصویر قالی ہے

نہیں ہے شمع یہ تربت پہ کہدو میرے قاتل سے
امید قتل میں پھر قبر سے گردن نکالی ہے

نکالے مجھ پہ گر تلوار تو ہے غیرت گلشن
وہ بلبل ہوں کہوں یہ شاخ گلبن نے نکالی ہے

پسینا ہے سنہرا رنگ اوس گل کا ہے کندن سا
چمن میں سرخ ہیں گل پر یہان شبنم بھی لالی ہے

کمر کو بال سے تشبیہ دون ہیں نازک جا تیسے
اگر وہ موشگافی ہے تو یہ نازک خیالی ہے

وہ عالی ظرف ہوں ساقی کہ میری محفل میں
فلک ہے اک سبو اور ماہ اک جام سفالی ہے

ہما کے سائے سے بہتر ہی کملی ہم فقیروں کی
ہماری پشم سے رومال اگر منعم کا شالی ہے

ادا سے گالیان سُنیئے یہ اپنا دم نکلتا ہی
ہمین بیٹھی چھری ہی یہ شکر لب تیری گالی ہی

بنا تل آنکھہ کا ہی جان تل تیرے کف پا کا
قدم رکھنے سے بنیاد دیدۂ تصویر قالی ہی

کلی ہی کب ہی قاتل کی چٹکنا ہی صدا اوسکی
ہری تھی گل کی تلوار اور سپر ہوئی اونکی ڈالی ہی

برا ہو ناتوانی کا اوڑا دی نیند اوسکی بھی
تن زار اپنا خار دیدۂ تصویر قالی ہی

ملا دے اب سے لب ساقی لگا دے منہ سے ساغر
مین رند لاابالی ہون تو مست لاابالی ہی

۱۶۳
حسینون پر وزیر اپنا ہمیشہ دم نکلتا ہی
مرینگے دیکھہ کر تلوار اگر اوسکی ہلالی ہی
۱۴

نگہ کے جل سے ہین تیر اور مژگان صف آرا ہی
جسے سب تیر باران کہتے ہین وہ اوسکا نظارا ہی

نمایان چین گیسو سے جو تیر اگو شوارا ہی
منجم کہتے ہین یہ برج عقرب مین ستارا ہی

برنگ گل مرے زخم بدن جلتے ہین خندان ہین
مرے قاتل نے ہنس ہنس کر جو تلوار اوسے مارا ہی

حجاب آتا ہی جراحو نکو زخم دل دکھاتے ہوئے
نگاہ شرمگین سے تیر کسنے دل پہ مارا ہی

ہمارا حال خفیہ لکھہ کے پہنچاتا ہی جانان کو
رقیب روسیہ اب اندنون قاصد ہمارا ہی

تنے جب برق چمکی جب ملی مستی گھٹا چھائی
غرض ہر ایک عالم مین عجب عالم تمہارا ہی

کمال عشق تب ہو جب کنارے گور کے نوبت
لحد کہتے ہین جسکو بحر الفت کا کنارا ہی

تمنا ہی عبث دلکو ہمارے بات کرنیکی
وہان تنگی مین اوسکے سخن کا کب گذارا ہی

بلا سے دیجیے تشبیہ کیون زلف چلیپا کو
تمہارے سر پہ اہی شکست ہی سایہ تمہارا ہی

تعجب کچھہ نہین ہی گر جو آنکھین پھیر لے ہم سے
ہمارے بخت کا ہی ماہ گردش مین ستارا ہی

لکھا ہی کاغذ ابری پہ حال گریہ ای قاصد
زبانی کچھ جو پوچھے کہیو خط سے آشکارا ہی

ترے ہر عضو پر ای ماہ رو ہی نور کا عالم
قبا مہتاب اگر ہی او سمن جنٹ چاندتارا ہی

دل پر خون ہی شیشہ داغ حسرت ساغر ہی
نہین ہی تو جو ساقی اب ترا غم مجلس آرا ہی

۱۶۴
رولایا ہی وزیر اسدرجہ شوق ہمکناری نے
کہ دریا چشم ہی اور چشم کا گوشہ کنارا ہی
۹

جو مجھ خم کشتہ کی جانب تری مژگان صف آرا ہی
کریگی چاندماری ای صنم فوج نصارا ہی

کیا واعظ کو محو دختر رز لاکھ افسون سے
پڑھے جن کو مرے ساقی نے شیشے مین اوتارا ہی

سر آنکھوں سے کرین سجدہ جدھر ابروے ہلالی ہو
جدا کچھ کفر اور اسلام سے مذہب ہمارا ہی

ترے قامت کی قمری سرو قد تعظیم کرتی ہی
مثال سایہ ہی وان سرو سمجھا تو خود آرا ہی

بیابان گرد ایسے ہین نچھوڑا ساتھ گردش نے
پس از مردن بگولا گنبد مدفن ہمارا ہی

ہوا ہی اوس پری کا جلوہ گر دل لاکھ افسون سے
سلیمانی قسم دیو کے شیشے مین اوتارا ہی

کوئی شمشیر ابرو کا بھی قاتل وار ہو جائے
مژہ نے برچھی ماری ہی نگہ نے تیر مارا ہی

پر عنقا دہن کو کہیے خط کو سایۂ عنقا
دہن کو باندھیے عنقا نیا یہ استعارا ہی

۱۶۵
ہزار افسون سے ان روزون وزیر ایک ماہ تابان کو
برنگ آسمان ہمنے بھی شیشے مین اوتارا ہی
۱۶

کون جیتا ہی ای صنم مر کے
آؤ تو دیکھ لین نظر بھر کے

شکر ہی ان بتون کے کوچے مین
لو پہنچے ہین ہم خدا خدا کر کے

سر کو ٹکراتے ہین لحد مین ہم	لطف بھولے نہین ہین ٹھوکر کے
ساقیا چشم یار یاد آئی	دے مجھے ساغر اجل بھر کے
منہ دکھانے کا کسنے وعدہ کیا	منتظر ہین جو روز محشر کے
کیا سجھائی ہمارے دل کی لگی	صدقے اوس آبدار خنجر کے
اے جنون آپ کاٹ ڈالون سر	کہین گردن سے بوجھہ تو سرکے
دیکھیے دنکو رخ سے کیا ٹھہرے	زلف کے میہمان ہین شب بھر کے
کس خرابی سے کاٹی ہے شب ہجر	اب تلک ہم جیے ہین مر مر کے
یاد آیا چمن مین جب قد یار	صدقے ہونے لگے صنوبر کے
خاکساری مین نقش پا کیطرح	رہنما ہین ہر ایک رہبر کے
نامہ اوس طفل کو نگر پونہچا	کہ کبوتر وہان اوڑے پر کے
اے صنم ایک تو ہے غیرت گل	بخدا ورنہ بت ہین پتھر کے
ہین جو ابروے یار پیوستہ	خوب مصرع ہین دو برابر کے
نقشۂ یار کھینچ یون مانی	چاند کا منہ ہو دانت اختر کے

۱۶۶	کرے طوفان بپا وزیر یہ بحر لکھون مضمون جو دیدۂ تر کے	۲۰

ایک عالم نے جبہہ سائی کی	اے بتو تمنے بھی خدائی کی
عاشقون کے لہو کی پیاسی ہین	مچھلیان اوس کف حنائی کی

زلف پر پیچ سے جو دل الجھا | پیچ مین رخ پر اصفائی کی

مرغ بے بال و پر ہون ای صیاد | آرزو ہی کیسی رہائی کی

ای جنون دشت کو چلین گے ہم | ہی قسم اس برہنہ پائی کی

سر جدا ہمنے ایسا کر ڈالا | آئی جب گفتگو جدائی کی

پھر گیا یار گھر کے پاس آکر | بخت برگشتہ نے برائی کی

سیکڑون جامے تجھ پہ پھٹتے ہین | دھوم ہی تیری ہی میرزائی کی

تجھ سے تو ہمکو ای خم ابرو | تھی نہ امید کج ادائی کی

کو ہی قاتل کی راہ بھولا تھا | ای اجل تو نے رہنمائی کی

دل کہین اور ہمنے اٹکایا | بیوفاؤن سے بیوفائی کی

نہ گئے زاہدون کے پاس کبھی | دختر رز نے پارسائی کی

شہر مین جاوے گی مری پاپوش | قدر دان کیا برہنہ پائی کی

صاف ہی آئینہ تن پر نور | ہی دلیل اسپہ خود نمائی کی

کاسہ ماہ کیون نہو پر نور | برسون اوس کوچے کی گدائی کی

کعبہ دل مین بھی مقام کیا | ای بتو تمنے کیا رسائی کی

خط کے آنے پہ بھی مکدر رہی | صورت اب کون سی صفائی کی

بال و پر بھی گئے بہار کے ساتھ | اب توقع نہین رہائی کی

کس کے کوچے کی راہ بھولا ہون | خضر نے بھی نہ رہنمائی کی

۱۶۷	شاہ کہلاتے ہر طرح سے وزیر بادشاہی نہ کی گدائی کی	۱۴

ہمیشہ دل میں ہے اپنے خیال زلف و کاکل ہے
تو سینے میں نفس ہر ایک موج بوئے سنبل ہے

فسان ہے سخت جانی میری تیغ ناز قاتل ہے
کریں ان چتونا ہی رنج نزع اوتناؤں تغافل ہے

مجھے کو کبھی پہ تو اپنے کوچے میں آنے نہیں دیتا
وگرنہ ای ستم ایجاد ہر گلشن میں بلبل ہے

ترے علیا سے گردنوں کی صفت کی جو ہم ساقی
مری آواز کو کہتے ہیں سب آواز قلقل ہے

وہی قل ہے برابر ہو نشہ جسمیں جام وحدت کا
کہیں چھپائی کا پتھر بزم میں شیشہ جو بے قل ہے

مری جو سوز غم سے جل گئے ہو وہ نکلا آخر
چراغ مردہ لو اکثر یہی کہتے ہیں سب گل ہے

دیا ساماں گلشن ہمکو ہجر رشک گلشن نے
پریشانی ہے سنبل نالہ بلبل داغ دل گل ہے

لکھے ہیں صفت یا انتہا نرگس مخمور ساقی کے
ہر خامہ گیرون ہم یا صریر خامہ قلقل ہے

بڑھا کر ربط کیوں نکہتم نہ منت کہلاتے وہ چہرہ
ہوا جیسا وہ کاکل میں اسی تو غزل ہے

بہاتی ہے کہیں بھی موج نقش بوریا خس کو
نہ سے گنا ناتوانکو رنج جو صاحب تحمل ہے

قطعہ

کہاں میں گل نے گل ساماں گلشن میں بھی لکھتا ہوں
جو عاشق ہے ہمارا نالوں سے وہ ہمیشہ بلبل ہے

خط و رخسار و چشم و زلف دکھلا کر لگا کہنے
یہ ریحان ہے یہ گل ہے اور یہ نرگس ہے یہ سنبل ہے

۱۶۸	خیال زلف جاناں میں جو روؤں تو اگے سنبل وزیر آنسو ہمارا ہر ایک گویا تخم سنبل ہے	۱۴

جب سے آغوش سے جدا تو ہے
میرے پہلو میں درد پہلو ہے

زلف سے ہم او بجھتے ای رخ یار — کیا کرین درمیان مین تو ہی
سیکڑون گھر ڈبو دیے پل مین — یہ وہ خانہ خراب آنسو ہی
کھینچی ہی جب سے ماہ نو نے شبیہ — آسمان پر دماغ ابرو ہی
رگ گل سے کمر ہی کچھ نازک — فرق دونو مین اک سر مو ہی
پھیر لیتا ہی دم مین وہ آنکھین — چشم بد دور کیا ہی بدخو ہی
دل ہی اک ماہ کی تجلی گاہ — اپنے غنچے مین یار کی بو ہی
صفحہ چہرخ پر ہلال نہین — مصرع انتخاب ابرو ہی
چھان ڈالا تمام کعبہ و دیر — ای ہمارے خدا کہان تو ہی
کہتے ہین حق بتون کو سب کافر — بت تجھے کہتے ہین خدا تو ہی
فکر رہتی ہی بیت ابرو کی — اندلون سر کو ربط زانو ہی
چمن رخ مین جانہ مرغ نگاہ — جی کا جنجال دام گیسو ہی

قطعہ

غم نہین پھیری گر وزیر سے آنکھ — تو ہی خوش چشم کیا پریرو ہی

۱۶۹	رہے آباد دامن صحرا وان لڑانے کو آنکھین آہو ہی	۱۱

ہماری اس وفا پر بھی دغا کی — قسم کھائی تھی او کافر خدا کی
وہ مشت استخوان ہون ای سگ یار — اگر کھائے تو سعادت ہی ہما کی
لب شیرین کا جو بوسہ لیا تھا — مرے او سکے شکر رنجی رہا کی

وفا سے مینے بھی اب ہاتھ اوٹھایا
قسم ہی مجکو اپنے بیوفا کی

ہوی گر صلح بھی تو بھی ہی جنگ
ملا جب دل آہ آنکھ اوس سے لڑا کی

فقیرون کے قدم لیتے ہین سلطان
یہ ہی تاثیر نقش بوریا کی

تصور بسکہ بندھ گیا جب اوس مژہ کا
تو پہرون دل پہ برچھی سی لگا کی

خدا یون جسکو چاہے دے سعادت
وگرنہ سگ مین خصلت ہی ہما کی

نہین اوٹھتا ہی سر سجدے مین میرا
مگر ہی سجدہ گاہ اوس خاک پا کی

کہون جب مین کہ بے تیرے ہون مرتا
تو کہتا ہی وہ بت مرضی خدا کی

نہ آیا منتون سے یار جبدم
تو پھر کیا کیا اجل کی التجا کی

١٧٠	وله	١٥

ظاہر ہی شوق دید مرے جسم زار سے
تار نگہ بنا ہون غم انتظار سے

ہون نخل شمع کام نہین برگ و بار سے
نکلین گے شعلے گل کی عوض شاخسار سے

از بس ہی ہمکو عشق رخ و زلف یار سے
زحمت اوٹھاتے ہین غم لیل و نہار سے

افزون برش مژہ مین ہی خنجر کی دھار سے
ابرو کی تیغ بھی نہین کم ذوالفقار سے

آنے گا کون کل جو خوشبو کی اے صبا
جھڑتے ہین پھول میرے چراغ مزار سے

مر جائین دو دو آہ اگر ضبط کرکے ہم
ہرگز نہ دھوان نکلے چراغ مزار سے

میکش وہ ہون کہ شیشے سے پیدا ہو جام جم
رکھتا ہون مین سند یہ دل داغدار سے

ہوتا نہ ذکر رخ تو نکلتا نہ آفتاب
شب ہو گئی تھی تذکرہ زلف یار سے

گرم خرام یار ہی اور اوسمین چھپا ب
اوبھجے کہین شہ موسے کمر زلف یار سے

مکھڑا ابر کی ہی زلف سیہ سایہ پری
خط رخ کے گرد کم نہین ہر گز حصار سے

اوس گل بغیر سنگ ہی سر ٹکون کہان تلک
آتی ہی یہ چمن مین صدا آبشار سے

مرنے پہ بھی نہ دیکھنے دینگی یہ یار ہم
ہو خاک چشم غیر مین اپنے غبار سے

ہو مرہم سیاہ کی حاجت نہ زخم کو
ٹانکے اگر لگین تیری تار گل کے تار سے

کافی خرام ناز ہی تلوار تو نہ کھینچ
دو گام چلنا کم نہین تیغ ذوالفقار سے

۱۶۱	شاداب رہتے ہین یہ گل زخم اہو زیر تیغ اونکی کم نہین رگ ابر بہار سے	۱۴

تراجل بھار حسن ہوی خط یار سے
اس باغ مین خزان نظر آئے بہار سے

گرتے ہین لخت دل مژہ اشکبار سے
یان بجلیان برستی ہین ابر بہار سے

زنجیر ہو قلم ہو جو تصویر بھی کھینچے
وحشت ہی مجکو سلسلہ زلف یار سے

دریا کا گھاٹ ہجر مین تلوار کا ہی گھاٹ
پانی کی دھار کم نہین خنجر کی دھار سے

اٹکا ہین دل اوس سے جہان رشک ہو
وہ گل ہم چھوین جسے ہو ربط خار سے

اس بوستان بزم مین ہم نخل شمع ہین
آتی ہی یان خزان بھی عجب اک بہار سے

رسوا ہی ہی جو کہ نہ رسوا ہے عشق سے
ہی عار مجکو ننگ سے اور ننگ عار سے

مژگان ہی اشک سرخ سے طرفہ بہار ہی
گل بھی کسی نے پھولتے دیکھے ہین خار سے

پاؤن کے بدلے آنکھوں سے صحرا کو طی کرون
یاد مژہ فزون ہو اگر دید خار سے

فردوس مین تو حضرت آدم نہ رہ سکے	کیونکر نکالے جائین نہ ہم کوے یار سے
کہتا ہون کس خوشی سے وہ آیا بیابر	اوٹھا اگر غبار رہ انتظار سے
گل سے ہزار درجے ہی بہتر وہ رشک گل	اس بات مین تو بحث کرون مین ہزار سے
لکھی ہی کسکی نرگس مخمور کی صفت	پڑھواؤن خط جام کسی بادہ خوار سے
مرجائین ہم جو تیر ادا ہو نصیب تیر	صدبار ہم شکار ہوون تیرے شکار سے

۱۷۲	وله	۱۱۳

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی	اولٹی نقاب کیا مری قسمت الٹ گئی
مجنون سے کہدو کہتے ہین جوش جنون اسے	آتے ہی فصل گل مری تصویر پھٹ گئی
کڑوے ہو مثال اگر انگبین سے دی	فرہاد شان کیا لب شیرین کی گھٹ گئی
تکلیف دست یار کو بار دگر ہوی	افسوس ایک ہاتھ مین گردن نہ کٹ گئی
وہ تو مرے گلے نہ لگا لیکن ای جنون	زنجیر اوسکی میرے گلے سے چمٹ گئی
اوسنے نگاہ کرتے ہی بس آنکھ پھیر لی	برچھی لگی تھی سینے پہ لیکن اوچٹ گئی
کرتا ہی کیا اشارے یہ ابروے یار ہی	یارب سنون مین اونگلی مہ نو کی کٹ گئی
بولا وہ سنکے شب مری ہجرانیونکا حال	کیسی یہ داستان تھی مری نیند اوچٹ گئی
شرمندہ صبح ہو گئی عارض کے ذکر سے	کیسو کا تذکرہ جو بڑھا رات گھٹ گئی
جسپر نگاہ کی اوسے بس مار ہی رکھا	جنبش جو دی مژہ کو تو اک صف الٹ گئی
مرتا ہون مین تو ہاے اسے کہتے ہین حیا	تصویر یار سامنے سے میرے ہٹ گئی

بیتابیون سے تیری تعجب ہو اُنھے		اے دل شب فراق مین چھاتی نہ پھٹ گئی
۱۷۴	کہتے ہین آسمان ہی تہ خاک ای وزیر بیتابیون سے میری زمین کیا اولٹ گئی	19

چھانتا ہی خاک کیا تو گھر بنانے کے لیے	فلک سینے کی نہ کر آیا ہی جانے کے لیے
اور کو کیا رنج دون راحت اوٹھانے کے لیے	ایک تنکے کو نہ چھیڑون آشیانے کے لیے
برق تھی بیتاب میرے آشیانے کے لیے	ابر سے بھی پیشتر آئے جلانے کے لیے
کام آتی مرغ گلشن کے مری کاہیدگی	لے گیا تنکا سمجھکر آشیانے کے لیے
اس چمن سے گل چلے بلبل گریبان پھاڑ کر	ہی جنون تنکے جو چنیے آشیانے کے لیے
ہمنے کیون مانگی تھی گلشن مین دعا جوش گل	اب جگہ ملتی نہین ہی آشیانے کے لیے
خاک ہون تو دانہ تسبیح بنوا دے فلک	سو طرح کی گردشین ہین جو کھانے کے لیے
پھر وہی ہم تھے وہی تم تھے محبت تھی وہی	صلح کر لیتے اگر آنکھین لڑانے کے لیے
ہون وہ غمدیدہ ہنسی کوئی تو مین رونے لگون	کچھ بہانا چاہیے آنسو بہانے کے لیے
سایہ پڑ جاتے اگر زلف دراز یار کا	پھر کہون مین بھی تسلسل ہی زمانے کے لیے
ہون وہ دیوانہ کہ بنکر ہو وہ مجنون کی شبیہ	میری مٹی لین اگر لیلی بنانے کے لیے
پونہچی ہی شانے تلک کیا یار کی زلف سیاہ	درد کیون پیدا ہوا ہی میرے شانے کے لیے
جملہ تن ہی چشم نرگس یار تیری دید کو	گل ہمہ تن گوش ہین تیرے فسانے کے لیے
یون مری قسمت مین تھا پرواز کرنا یا نصیب	نوچتے ہین طفل پر میرے اوڑانے کے لیے

کون ہوگا تیرے تیرونکا نشانہ میرے بعد	خاک لیجا نا مری تو وہ بنانے کے لیے
بزم عالم مین کھڑا ہون پر چلا جاتا ہون مین	سیکھ لی ہی شمع سے رفتار جانے کے لیے
کیون دل بیتاب کو دکھلایا خال زیر زلف	دام مین مچھلی نہین آنے کی دانے کے لیے
ہو اگر سرگشتگی مین فکر تعمیر مکان	خاک اوڑا لائی بگولا گھر بنانے کے لیے

۱۴۴	اب کسی گلرو کے دل مین کیجیے گھر اے وزیر کیا چمن مین تنکے چنیے آشیانے کے لیے	۲۱

پھر نکل آؤن لحد سے سر کٹانے کے لیے	بھیج دیکھو عمر رفتہ کو بلانے کے لیے
تنکے اے گلچین ہا ہون آشیانے کے لیے	آتو ابروی تیغ سے بجلی گرانے کے لیے
اب تو میرے قتل پر بیڑا اوٹھانا چاہیے	نقد دل تمکو دیا ہے پان کھانے کے لیے
جسکو آتے دیکھتا ہون اے پری کہتا ہون مین	آدمی بھیجا نہو میرے بلانے کے لیے
تا نہ میری آنکھ آنون کا نشانہ چوک جاو	پر ہما کے لاؤ تیرونمین لگانے کے لیے
اوٹھ گئی بعد اپنے رسم نامہ و پیغام بھی	رہ گئی باد صبا یان خاک اوڑانے کے لیے
ہو گئے کاہیدہ مو ا ہون سبزۂ رخسار پر	لاش میری کہربا آئے اوٹھانے کے لیے
ہو اگر جراح واقف میرے شوق قتل سے	جاے مرہم آئے تلوارین لگانے کے لیے
دست جانان مین ہون مثل طائر رنگ حنا	شاخ گل کیا چاہیے اب آشیانے کے لیے
جا کے میرے پاس پھر آیا نہ وہ جان جہان	سیکھ لی کیا عمر سے رفتار جانے کے لیے
چاہیے غم کی عوض شادی کرین اہل عزا	مار ڈالا مجکو قاتل نے جلانے کے لیے

رووے ہم فرقت مین دریا کیا ہی آئی مراد
یار آیا ناؤ منت کی چڑھانے کے لیے

میری تربت پر اگر دو پھول لانا خار تھا
آنکلتے تم کبھی تیوری چڑھانے کے لیے

خواب آسے بستر مخمل پہ سو یہ ہی خیال
ہو کسی زانو کا تکیہ نیند آنے کے لیے

دی بھؤونکو اونسے جنبش اب کوئی بچتا ہو نہین
ابر ہی تلوارین جلین بجلی گرانے کے لیے

ہی ابھی جراح باقی زخم کھانے کی ہوس
بارھا کا ڈورا منگا ٹانکے لگانے کے لیے

ہو بپا طوفان ای حداد آب تیغ سے
میرے آنسو لے جو تلوارین بجھانے کے لیے

لیکے میرے دشت سے مٹی کیا مجنونکو خلق
خاک کوے یار لی لیلی بنانے کے لیے

کاسہ سر ہاتھہ مین لیکر مین نکلون قبر سے
اب بھی گر ساقی بلائے می پلانے کے لیے

برق پھر چمکی کرونگا پھر تڑپ کر خاک پہ
پھر اوٹھا ابر شب فرقت رلانے کے لیے

۱۷۵	چشم تر مین یون خیال خال رخ ہی ای وزیر آئے ہندو جیسے دریا مین نہانے کے لیے	۱۳

ترے رخ کا کسے سودا نہین ہی
گل لالہ تلک صحرا نشین ہی

پھرا ہی آپ وہ مہر و ہمارا
ترا ہی آسمان شکوہ نہین ہی

کہین ایسا نہو اوٹھے نہ تلوار
یہی ڈر ہی کہ قاتل نازنین ہی

نہ پوچھو میرے آنسو تم نہ پوچھو
کہے گا کوئی ہمکو خوشہ چین ہی

ادب سے پابرہنہ پھرتے ہین ہم
جنون فرش الٰہی یہ زمین ہی

ترا سب دشمنون کا چاہتے ہین
ہین خوش ہوت جبسے دل اندوہگین ہی

رہے مضمون عنم کیطرح آہین	ہمارا لکھا ہی یا بیت حزین ہی
جہان ہی جلوہ گروہ غیرت ماہ	الٰہی آسمان ہی یا زمین ہی
بنایا تجھکو ایسا خوب صورت	کہ نازان تجھپہ صورت آفرین ہی
ہین عشق زلف مین اعضا بھی دشمن	ہمارا ہاتھہ مار آستین ہی
نہ نکلا بے ترے مین گھر سے باہر	نگہ تک چشم مین خلوت نشین ہی
فلک جو چاہے ہمپر ظلم کر لے	ابھی تو ضبط آہ آتشین ہی

۴۶	بڑا ہی تفرقہ بیتابیون سے وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہی	۱۹

شانہ مین پیچ سے اون زلفونکا جو بن دیکھے	پاؤن ہم چھو نہ سکین ہاتھہ برہمن دیکھے
جیب صد چاک کرے جو ترا دامن دیکھے	خواب کم آئے جو کمخواب کی چپکن دیکھے
سمجھے خورشید جو تیرا رخ روشن دیکھے	ہو گمان خط شعاعی کا جو چلمن دیکھے
جان دے گال جو گورے وہ فرنگن دیکھے	کہین قتل ہو مژگان کی جو پلٹن دیکھے
ٹوٹی ہین اوس بت بیدین پہ بت [illegible]	سیکڑون سبحۂ صد دانہ کے خرمن دیکھے
کہے انجیل مسیحا یہ ہوی ہی نازل	دیکھکر لب جو خط یار فرنگن دیکھے
گر پڑے پھول نکے خرمن پہ یکایک بجلی	نازسے ہنس کے جو تو جانب گلشن دیکھے
داغ سوزان مرا آتا ہی نظر چھاپے سے	آئے پروانہ چراغ تہ دامن دیکھے
بوئے گل رہتی ہی پوشیدہ قبائے گل مین	کیا تن زار کو یہ پیرہن تن دیکھے

طائر رنگ ہون بلبل نہ سمجھ اے صیاد
مین جو اوڑ جاؤن نہ کوئی سوے گلشن دیکھے

دہن یار مین ہستی کی اوداہٹ دیکھی
چمن ملک عدم مین گل سوسن دیکھے

ترک خونریز ہین آنکھین تو نگہ ہی سفاک
ایک کیا آپ کو دیکھا کئی رہزن دیکھے

شاخ گل سیخ گل اخگر ہون عنادل ہون کباب
نگہ گرم سے گر تو سوے گلشن دیکھے

سر کہین ہاتھ کہین پاؤن کہین دفن ہوے
ایک عاشق کے تمہارے کئی مدفن دیکھے

سیمبر مرغ نگہ سونے کی چڑیا ہو جاے
آنکھ اوٹھا کر جو طلائی ترے جوشن دیکھے

رخ کو قرآن کہے زلف سیہ کو کالی
مکر سے شیخ تو حیلے سے برہمن دیکھے

ہیار نعل آپ کے شبدیز کے ہین جا بہ ہلال
چاندنی سمجھے جو گرد سم توسن دیکھے

آنکھین نرگس تری گلگونکی ہین چوٹی سنبل
نظر آجاے چمن جو ترا توسن دیکھے

۱۷۷	چمن کوچۂ دلدار مین رہتا ہون وزیر دم پھڑک جاے جو بلبل مرا مسکن دیکھے	۲۴

ہو رہائی ضعف کی تاثیر سے
نکلین ہم مثل صدا از زنجیر سے

کیا ہو چھوٹے تری شمشیر سے
جوہر او سکے کم نہین زنجیر سے

دل نہ مانگو عاشقان پیر سے
مچھلی کب ہاتھ آئی جوے شیر سے

کہتے ہین وہ لے کے دل مجھ پیر سے
مچھلی ہاتھ آئی ہو جوے شیر سے

اے جنون ... کی تاثیر سے
... نکلے دانہ زنجیر سے

... افشان ہوی
... تری شمشیر سے

کیا کہون قاصد لکھون کیا شوق دل — ہی فزون تقریر سے تحریر سے
بندھ گیا ہین وحشی نازک مزاج — موج بوے زلف کی زنجیر سے
گر نہین ساقی تو قاتل لاے گا — جام طاق ابرو شمشیر سے
نرم ہی کیا تیری ابرو کی کمان — کھنچ رہی ہی خانہ تصویر سے
تشنہ لب ہون تیر باران کیجیے — پانی گر دیتے نہین شمشیر سے
باتین کرتا ہون کوئی سنتا نہین — خامشی بہتر ہی اس تقریر سے
ماہ کی کیا قدر پیش آفتاب — جام مے بدلون نہ جام شیر سے
یون کرینگے تیری ابرو کی صفت — مانگ لین گے ہم زبان شمشیر سے
رزق چاہا چرخ سے نادان عزیز — شیر مانگا دایہ بے شیر سے
بل بے ذوق وصل و فرط اتحاد — خون نہ چھوٹا یار کی شمشیر سے
بنگئی اونکی نگہ تیغ قضا — تیر نے مارا ہمین شمشیر سے
آتش گل کے لکھون مضمون گرم — پھلجھڑی خامہ بنے تحریر سے
اشتیاق سر ہین تڑپے اسقدر — ہو گئے جوہر جدا شمشیر سے
قدر نعمت ہوتی ہی بعد زوال — پوچھیے لطف جوانی پیر سے
زلف اگر رخ سے ہٹا دو تو کہون — چھوٹے یوسف خانہ زنجیر سے
کم نہین شب سے مرا روز سیاہ — کیا ہو فرصت نالہ شبگیر سے
کیونکر ارباب تعلق چھوٹتے ہین — نکل سکتے نہین زنجیر سے

۱۷۸	ہجر مین مرتا نہین مین اے وزیر منفعل ہون موت کی تاخیر سے	۱۶

بخت ہی تیرہ خط تقدیر سے	جیسے کاغذ ہو سیہ تحریر سے
کیا چھٹے وہ نوجوان مجھ پیر سے	مل کے شکر کب جدا ہو شیر سے
گوشہ گیر و ناوک ابرو نے قتل	اس کمان نے توڑ سیکھا تیر سے
آہ آتش بار ہی تیر شہاب	شعلے بنکر نکلے پر اس تیر سے
ایک کو دو کر دکھائے آئنہ	کر بناتین آہن شمشیر سے
ہے لب رنگین سے برگ گل خجل	منفعل ہی بوے گل تقریر سے
چھٹ گیا ہی ہاتھ سے دامان یار	جیب پھاڑون دست دامنگیر سے
کیا عجب پیدا کرے وحشت مری	بید مجنون دانۂ زنجیر سے
قلقل مینا ہی ساقی کی صدا	می ٹپکنے لگتی ہی تقریر سے
کھیل پر اوس طفل کے مرتا ہون مین	قتل کرتا ہی گلے شمشیر سے
تمکو دکھلا کر تماشا دل لبھائے	نکلے پتلے دیدۂ تصویر سے
ہین دہکتے داغ انگارون کیطرح	پھاہی اوتریں کیون نہ آتش گیر سے
لائیے مرغ جنون کو دام مین	لیجیے دانے مری زنجیر سے
نام رکھا چرخ نے طوق بہار	لیکے اک حلقہ مری زنجیر سے
کیا رخ رنگین نے حیران کر دیا	کم نہین گل بلبل تصویر سے

۱۲۹	جام ساں پیالے جو وحشت میں وزیر آسرے قاتل کی عہد از جیب ہے	۱۷

لال ہیں آپ ہی لب سرخ پان دور رہے
نازکی کہتی ہے یہ بار گران دور رہے

گھر کیا دل میں ترے تیر غم دوری کیا
اب بھی کہتے ہیں کہ ہم جا کے کہاں دور رہے

ساقیا ہجر میں کب ہے وہ سماعت و شنید
ساغر گوش سے مینا سے زبان دور رہے

میرے جیتے تو ہٹا سکتے نہیں مجھ کو یار
یہ خیال آپ کے دل سے مری جان دور رہے

پھول بھر بھر کے گلابی میں پلاتا ہے مجھے
چمن مغل ساقی سے خزان دور رہے

استخوان تک مری کیا آئے ہما ناوک
جب خدنگ نگہ زاغ کمان دور رہے

یاد ابرو جو ہو آہ نہ منہ سے نکلے
تیر کسطرح لگاؤں جو کمان دور رہے

مژۂ کج کسطرح سے رخ ناوک پہ جائے
وہ نشانہ ہون کہ تیر کمان دور رہے

میرے پہلو میں ہمیشہ رہے سفاک کا تیر
ایسے محبوب سے آغوش کمان دور رہے

ہو چکا عید مرے بعد ابھی اور کوئی
شست سے تیر تو چلے سے کمان دور رہے

شمع فانوس کی تسویہ بنا دے اگر عشق
پیرہن جسم سے اور جسم سے جان دور رہے

چھوڑ کر کعبہ و بتخانہ گئے تا در دوست
منزلیں قطع ہوئیں سنگ نشان دور رہے

شور محشر ہی بپا وعدۂ دیدار بھی آج
نہ کرے آج سبک ہم اب گران دور رہے

چوسنے میں مسی لب کے دہا تیں آنکھیں
کالے مرہم سے نہ یہ زخم دہان دور رہے

طوق قمری سے بھی ہم تنگ ہے اے غنچہ کنار
کیوں نہ آغوش سے وہ سرو روان دور رہے

جنس دل وہ ہی نہ جاکر سر بازار بکے		مشتری راہ مین پیدا ہو دکان دور رہے

۱۸۰	جب کہون حال جدائی کوئی سمجھے نہ **وزیر** حرف سے حرف سخن وقت بیان دور رہے	۱۳

کانٹے پڑ جائین زبانسے جو زبان دور رہے	خون تھوکے جو دہن سے وہ دہان دور رہے
عشق بازی کا حسینونکو یہ لپکا ہو جاے	چاندنی خاک پہ لوٹے جو کتان دور رہے
جنبش لب سے کہے اونکی نزاکت بس بس	حرف مطلب سے ابھی نوک زبان دور رہے
لے اوڑا ایسا ہی مجھے اہ مری بیتابی دل	گرد سان قافلہ تاب و توان دور رہے
بید باغی سے وہ گلگشت چمن کرتے ہین	غنچے منہ بند رکھین بوے دہان دور رہے
خط کی تائید سے دل چاہ ذقن سے نکلے	کبھی اس کانٹے سے یارب نہ کنوان دور رہے
چار ابرو کا صفایا جو کرین ہم آزاد	چار جوہر سے بھی آئینہ جان دور رہے
دوست بن بن کے عدو قتل کیا کرتے ہین	پنبہ راہ سے بھی داغ کتان دور رہے
شب فرقت مین جلاؤن مین اگر ہجر نصیب	شمع سے شعلہ تو شعلے سے دھوان دور رہے
دست بے فیض سے ہو پیر و جوان کو نفرت	قبضہ شل سے سدا تیر و کمان دور رہے
عمر بھر کوچہ جانان مین پونہچنا ہی محال	جب تلک جیتے ہین گلزار جنان دور رہے
چور ہو جاؤنگا مین نشاے سے نازک دل ہون	ساقیا پھول بھی ہی بار گران دور رہے

۱۸۱	دو دو خط یار کا قرآن کی سورہ ہی **وزیر** کس طرح مصحف عارض سے دخان دور رہے	۱۸

ہر نقش درم جو نقش پا ہے — آپ آئے تو گھر درم سرا ہے
دل جلوہ ترا دکھا رہا ہے — شیشہ یہ مرا پری نما ہے
سلطان جہان ہے جو گدا ہے — تیمور ہر اک شکستہ پا ہے
انسان بھی قدرت خدا ہے — کیا سنگ کو بت بنا دیا ہے
شیرین ہے دہن کرو شکر خند — ہنسنے مین تمہارے اک مزا ہے
مضمون پہ پروانے بنگے آئین — شب دیز قلم چراغ پا ہے
یاران گذشتگان سے ہے انس — زندہ مردون پہ مر رہا ہے
آیا نہین خود فروش میرا — گویا مجھے مول لے لیا ہے
وہ رشک بہار و غیرت گل — قطعہ — گلگشت چمن کو جو گیا ہے
گلزار ہوا ہے پانی پانی — بلبل پانی کا بلبلا ہے
جو چاہیے عشق مین کیا وہ — ہم مر گئے کہیے مرحبا ہے
ہے جھوٹھ کہون جو راست ہے قد — یہ توسن حسن الف ہوا ہے
منہ جسنے دیا وہ رزق دیگا — گویا یہ دہان آسیا ہے
توبہ کا نہ در ہو بند یارب — جب تک در میکدہ کھلا ہے
ہے شیشۂ سبز گرم قلقل — طوطی مستون کا بولتا ہے
کیا جسم ہے صاف اوس پری کا — گویا قد آدم آئنا ہے
بیگانہ کوئی نظر نہ آیا — آئینہ بھی صورت آشنا ہے

١٨٦	کیا خوف گزند وزیر کو ہو حامی سلطان انبیا ہی	١١

رنگین لب لال کی صدا ہی — کیا خوب یہ لال بولتا ہی
سنبل گلشن مین کہہ رہا ہی — یکتا ہی وہ زلف گو دوتا ہی
ہم وحشیون کا کبھو ترا ہی سرو — قمری کی طرح سے طوق پیا ہی
آ پہنچا ہی اوڑکے استخوان تک — ناوک مین مگر پر ہما ہی
دانے کی طرح سے پیس ڈالا — کیا گردش بخت آسیا ہی
کیا آنکھون مین اوسکی ہین سبک ہون — نظرون مین وہ مجکو تولتا ہی
یوسف جو کہا اونہین تو بولے — کیا آپ نے مول لے لیا ہی
آئی ہی بہار کیا جو ساقی — شیشے مین پھول بھر رہا ہی
پہنچے مرے ہاتھ تک تو جانون — تم کہتے ہو زلف کو رسا ہی
نکلے نہین رات کو ستارے — شبدیز فلک چراغ پا ہی

١٨٧	ایسا مین گھلا وزیر غم سے خار کف پا مرا عصا ہی	٦

کیا سنگ رزق خوش ہو اگر راہ عید ہی — یان بستگی قفل کی باعث کلید ہی
گھر پہنچے ہین لحد اسے کہنا بعید ہی — یار و جواب نامہ نہین ہی رسید ہی
خط دیکھلو وزیر بحسب شوق دید ہی — لکھا ہی پشت لب پہ دہن ناپدید ہی

دکھلاو زلف و رخ تو خوشی ہوکے بین کہون … یہ شب شب برات یہ دن روز عید ہی
لب وا جو ہوگئے تو در خرمی کھلا … قفل دہن کو موج تبسم کلید ہی
قاتل بجاے گل تو چڑھاوے حسین ہند … یہ کربلاے عشق یہ قبر شہید ہی

۱۸۴	ولہ	۹

اوٹھتا ہی جاے شعلہ دھوان لکے داغ سے … تاریک ہوگیا ہی مرا گھر چراغ سے
پیدا کرینگے داغ جگر دل کے داغ سے … گر لینگے ہم چراغ کو روشن چراغ سے
بلبل ادھر قفس سے چھٹی تو ادھر پھنسی … گلدام موج نکہت گل لای باغ سے
ہوجاے وجد دیکھے اگر استخوان مرے … پتلی نکل کے رقص کرے چشم زاغ سے
ہی دم قدم کے ساتھہ یہ گردونکی کجروی … اوترو تی مسیح ایسنے خمر بید باغ سے
کیا ہجر مین ہی مونس و دلسوز داغ دل … دنکو فزون ہی پھول سے شبکو چراغ سے
گریان تری گلی سے ہم ای رشک گل چلے … جاتے ہین موتی جھیل لیے عیش باغ سے
وہ نالہ کش ہون بعد فنا استخوان مرے … مثل صدا نکل گئے منقار زاغ سے
دیکھا دہن کو خندۂ دندان نما سے رات … گم لعل تھا ملا گہر شب چراغ سے

۱۸۵	ولہ	۹

لذت درد سراپا مجھے حاصل ہوجاے … آرزو ہی کہ ہر اک عضو بدن دل ہوجاے
وہی بیتابی وہی درد سے حاصل ہوجاے … ہاتھہ جس عضو پہ رکھدو وہ ابھی دل ہوجاے
لطف پامالی دل یار کو حاصل ہوجاے … پاؤن رکھے وہ جہان نقش قدم دل ہوجاے

ہم اسیرون کی طرف آئے اگر نکہت گل	پیچ پڑ جاتین کچھ ایسے کہ سلاسل ہوجاے
خون عشاق کے ہوتے جو لگائے مہندی	یار کا ہاتھ بھی بندھ جانے کے قابل ہوجاے
آئے بے پردہ جو لیلائے خیال جانان	دل یہ بالیدہ خوشی سے ہو کہ محمل ہوجاے
کوچۂ زلف ہی کچھ مصر کا بازار نہین	آئے یوسف جو ادھر قید کے قابل ہوجاے
چال افتادگی اشک سے سیکھی ہمنے	لغزش پا سے ابھی قطع منازل ہوجاے
فاتحے کو جو وہ بت ہاتھ رکھے مرقد پر	ہو یہ بالیدہ انگوٹھی کا نگین سل ہوجاے

۱۸۶	**ولہ**	۵

کاکل جو اوسکے شعلہ رخ سے سرک گئی	کالی گھٹا مین صاف یہ بجلی چمک گئی
پونہچی نہ اوسکے کان تلک آہ نارسا	کیا فائدہ زمین سے اگر تا فلک گئی
ٹکڑے ہوئے ہمارے گریبان صبر کے	انگڑائی مین جو یار کی چولی مسک گئی
مینے جو آہ سرد بھری اوسنے ہنس دیا	گل کی کلی نسیم سحر سے چٹک گئی

۱۸۷	بعد از فنا جو قبر پہ آئے وہ ای **وزیر** پونہچانے اونکو روح مری دور تک گئی	۹

پردہ کدورتون سے کیا آج یار نے	دیوار گرد کھینچی ہی دل کے غبار نے
چھیڑا چمن مین یہ مژہ اشکبار نے	آخر لہو دیا رگ ابر بہار نے
گلشن مین کیا اشارہ کیا خال یار نے	افیون باغبان کو دی کوکنار نے
دکھلائی ذوسواری لڑکپن مین یار نے	دوڑایا اپنے پاؤن سے گھوڑا سوار نے

رفعت دکھائی کوچۂ گیسوے یار نے	لی راہ آسمان کی زمین تتار نے
کانٹا چبھا جو پاؤن مین سمجھا یہ ضعف سے	سولی پہ مجکو کھینچ دیا نوک خار نے
پانی نہین یہ آپکے عاشق کا ہی لہو	کیون جوہن پہلے کوڑی دکھائی کٹار نے
پھینکا جو مینے اپنا گریبان پھاڑ کر	دامن لیا سمیٹ شب ہجر یار نے

۱۸۸	دیکھین جو ای وزیر مری بیقراریان کی آرزوے صبح شب انتظار نے	۲۰

مے دے کہ نہ دے بادۂ اطہر تو نہین ہی	کچھہ پیر مغان ساقی کوثر تو نہین ہی
کچھہ معجزۂ ختم آپ کے لب پر تو نہین ہی	عیسی ہی تو ہوا پنا پیمبر تو نہین ہی
جب میان سے نکلی تو مرے دلمین سمائی	تلوار تری روح دو پیکر تو نہین ہی
قاتل ہی گمان معجزۂ شق قمر کا	جوزا کیطرح تیغ دو پیکر تو نہین ہی
میخانے کو سجدہ کیا ہی کعبے نے جھک کر	اوس چشم پہ ابروے نگون سر تو نہین ہی
داغ اوس کہ پہ کہان تجھے یہ گلی ہی کے پھر آہی	بھیجا تھا جسے یہ وہ کبوتر تو نہین ہی
پیری مین جو انوسے ملون جھک کے کیونکر	قامت شجر خشک ہوا تر تو نہین ہی
ہی سرمے کا دنبالہ تری آنکھہ مین ساقی	ساغر سے ترے موج یا ہر تو نہین ہی
مین آنکھین بچھاؤن وہ شہ حسن اگر آے	درویش ہون آزاد ہون بستر تو نہین ہی
منہہ اوسکو دکھاؤگے تو مین ٹکڑے کرونگا	آئینہ ہی کچھہ سد سکندر تو نہین ہی
اوراق خلائق نظر آتے ہین پریشان	یہ دفتر عالم کہین ابتر تو نہین ہی

کیون دیکھتا ہون وصل مین جو اب شب وقت
سر خاب کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہی

او طفل جو کہتا ہی بری آنچ ہی اسکی
چھوٹا سا ترا نیمچہ اخگر تو نہین ہی

کس شوق سے آیا ہی گل زخم کی جانب
اس تیر مین بلبل کا کوئی پر تو نہین ہی

قبضے کی کٹوری مین ہی تلوار کا پانی
اب بار تہ پہ آب اسکی ستمگر تو نہین ہی

خالی ہو تلوار خود عرق شرم سے بھر جاے
منت کش ساقی مرا ساغر تو نہین ہی

عریانی کے جامے کا گریبان بنا ہی
بیکار گلے پر ترا خنجر تو نہین ہی

کہتے ہو مجھے خواب مین معراج ہوئی ہی
جبریل کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہی

کیون او ٹھہ گئے پاے صف مژگان کج ادا
فرمائیے بھاگا ہوا لشکر تو نہین ہی

رسوا نہ کریگا تمھین یہ دیدۂ حیران
پر آب ہی آئینہ صفت تر تو نہین ہی

۱۳	وله	۱۸۹

تم جو پتھر او ٹھا کر کو رہی بینا ہو جاے
منہ پہ پتھر جو لگے آنکھ کا ڈھیلا ہو جاے

گر میان کیجیے جو بن یہ زیادہ ہو جاے
نکل آئے جو عرق حسن کا دریا ہو جاے

گردش چشم کا تیرے اثر ایسا ہو جاے
گرد اوڑے پانے نگہ سے تو بگولا ہو جاے

ذبح کرنے مین جو ہو ڈر تری رسوائی کا
رنگ اوڑ جاے ابھی خون پسینا ہو جاے

سر مہ دینے مین نکل آئین جو تیرے آنسو
ہر گل اشک ابھی نرگس شہلا ہو جاے

چشم مخمور سے دیکھے جو وہ بت کعبے کو
مے سے محراب کا لبریز پیالا ہو جاے

ٹھنک رہا ہی یہ مرا جسم اگر دیکھے نبض
کف عیسی ابھی جل کر کف موسا ہو جاے

نشاسے مین پاؤن جو تم سبزۂ تر پیہ رکھو
ہو یہ بالیدہ ابھی صورت بینا ہوجاے

حال کچھ اونکے تلون کا نہ مجھسے پوچھو
عکس جس گل پہ پڑے وہ گل حنا ہوجاے

رنگ کندن سا تمھارا ہی عجب کیا ہی اگر
طوطی سبزۂ خط سونے کی چڑیا ہوجاے

تم جو اک ہاتھ لگاؤ تو مین ایسا خوش ہون
ابھی دو ہاتھ کا ہی جان کلیجا ہوجاے

شرمگین آنکھہ کی گر یاد مین پتھرا جائے
سنگ سرمہ یہ مری آنکھہ کا ڈھیلا ہوجاے

١٩٠	در دندان نبی سے جو رولاے الفت ہر روز ہر اشک ہر اک عرش کا تارا ہوجاے	٧

دیکھکر مجھہ زار کا مردہ وہ بھولے ناز سے
غش نہ آیا ہو شکست رنگ کی آواز سے

کیا اثر الٹ ہی ہوا صدمہ خرام ناز سے
آگیا غش یار کو خلخال کی آواز سے

دیکھنے والونمین تیرے وہ بہت اچھے رہے
قتل کرڈالا جنھین تیغ نگاہ ناز سے

چاند کے ٹکڑے ترے تلوے ہین او خورشید رو
چاندنی نکلے نہ کیونکر فرش پا انداز سے

درد دوری اوس دہن کیطرح پوشیدہ رہے
چاہیے ایدل جگر واقف نہو اس راز سے

تیرے دیوانے کو ایسا شور سے ننگ ہی
پاؤن تک واقف نہین زنجیر کی آواز سے

پردے کانونکے پھٹے جاتے ہین ہلنے فرط ضعف
ناک مین دم ہی شکست رنگ کی آواز سے

١٩١	ولہ	٨

اے جان تو ہو دور تو کسطرح کل پڑے
نزدیک ہی کہ منہ سے کلیجہ نکل پڑے

کرتے ہو ذکر میرے دل بیقرار کا
منہ سے کہین زبان نہ باہر نکل پڑے

دامن ترا پکڑنے کو بیمضطرب ہوے
ہاتھہ اپنے آستینون کے باہر نکل پڑے

ہوتا ہی انس لڑکو نکو لڑکون سے واقعی
او طفل تجکو دیکھہ کے آنسو نکل پڑے

پھنسنا تھا دل کو گیسوے پیچان مین پھنس گیا
قسمت مین ہو جو پیچ تو کیونکر نہ بل پڑے

ایسا کسی کو شوق شہادت نہووے کا
گردن جھکاؤن تیغ جو اوسکی اوگل پڑے

لکھنے لگا حقیقت گریہ جو یار کو
میری طرح قلم کے بھی آنسو نکل پڑے

باتین جو چکنی چکنی سنی میرے یار کی
زاہد کو کیا ہی اوسکا فرشتہ پھسل پڑے

۱۹۲ — ولہ — ۵

اوسکی تلوار کے رومال کا پھاہا تو نہین
آب شمشیر کی تاثیر جو تیزاب مین ہی

چشم خونریز مین سرمے کا نہین دنبالہ
اپنی نظرون مین ہرن کیف قصاب مین ہی

ناز سے آنکھہ اگر بند وہ کر لیتے ہین
کہتے ہین فتنہ بیدار ابھی خواب مین ہی

گر پڑے ہین مگر آنکھون سے مری گرم آنسو
کرۂ نار کا عالم کرۂ آب مین ہی

میٹھی نظرون سے مجھے دیکھہ کے کین بند آنکھین
زیب دیتا ہی کہون یار شکر خواب مین ہی

ولہ

ہوا ہی عشق تازہ ابتداے آہ ہوتی ہی
مبارک طفل دل کی آج بسم اللہ ہوتی ہی

ملا جب درہم داغ جنون گھبرا کے دل بولا
یہی کیا عشق کی سرکار مین تنخواہ ہوتی ہی

بیان کرتا نہین دل حرف اوس رخسار مخطط کا
خدا کے گھر مین تفسیر کلام اللہ ہوتی ہی

فروغ اپنا سوا ہوتا ہی ظلم چرخ گردان سے
جو دل جلتا ہی روشن اور شمع آہ ہوتی ہی

۶	غزل در نعت سرور کائنات	۱۹۳

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی ۔ عین رب ہے بحقیقت و مجازا عربی

گشت خورشید فلک شہرۂ جان بخشی تو ۔ آمدہ عیسی مریم سپے دربان طلبی

ہجر تو مرگ و وصال تو حیات است حیات ۔ جسم را جانے و جانانے و عیسی لقبی

گر بگویم کہ ایاز ے و خدا محمود ست ۔ بسر عشق کہ این ہم نبود بے ادبی

یا حبیبی ارنی گفت خدا مثل کلیم ۔ حق پسند این چہ جالست باین بو العجبی

بروای خضر دلم تشنۂ دیدار کسی ست ۔ نخورم آب بقا جان دہم از تشنہ لبی

متفرقات

مر گئے ہم وہ روانہ ہو گئے ۔ رات بھر جاگے تھے دنکو سو گئے

قتل بے شمشیر او ظالم کیا ۔ آئنہ دکھلا دیا دو ہو گئے

یا علی تم اور نبی تو ایک ہو ۔ چشم احول مین مگر دو ہو گئے

ولہ

ذکر ابرو کی زبان عادی ہوئی ۔ بات سیدھی بھی جو کی ٹیڑھی ہوئی

بے ہوا اوڑنے لگا مشت غبار ۔ طبع اپنی خاک کی بادی ہوئی

سوکھکر کانٹا ہوا دست جنون ۔ خار دار اب ہاتھہ کی مچھلی ہوئی

ولہ

زر دیا زور دیا مال دیا گنج دیے ۔ اے فلک کونسی لحت کی عوض رنج دیے

اے بتو خوبی قسمت ہے گلا کیا تم سے	جسنے رحمت تمھیں دی اوسنے ہمیں ہجر دیے
کیوں نہوں کوچۂ محبوب میں عاشق نالاں	اس گلستاں کو یہ مرغان نوا سنج دیے

ولہ

رفعت طلب ایسا ہوں ابھی چین نہیں ہے	پوچھا ہوں جو ہاں ہیں کہ فلک ہے کہ زمیں ہے
بے تیرے مجھے دید کا کچھ شوق نہیں ہے	تو پردہ نشیں ہے تو نگہ گوشہ نشیں ہے
آزردہ جو تم ہو تو خفا کون نہیں ہے	آئینہ بھی پرتو سے مرے چین جبیں ہے

ولہ

جسطرف تم ہو ادھر میرا جانا ہو جاے	پائینتی قبر کی بیٹھو تو سرہانا ہو جاے
یار جاتا ہے کہو دل بھی روانا ہو جاے	ساتھ اچھا ہے اگر ایسے میں جانا ہو جاے
کبھی مجھ پہ نگہ غیر مرے جیتے جی	تیر ہیں آپکے کھاؤں وہ نشانا ہو جاے

ولہ

دیکھ پچھتاے گا او بت مرے ترسانے سے	اوٹھ کے کعبے کو چلا جاؤنگا بتخانے سے
وہ مسیحا جو چلا ہاتھ چھڑا کر شب وصل	نبضیں بھی چھوٹ گئیں ہاتھ کے چھٹ جانے سے

ولہ

ہجر میں اک ماہ کے آنسو ہمارے گر پڑے	آسمان ٹوٹا شب فرقت ستارے گر پڑے
پھینکی تھی آہ نے کل شیشے کی گردن توڑ کر	آج سنتے ہیں کہ مسجد کے منارے گر پڑے

ولہ

صحرا کیے ہین پیدا اٹرھکر غبار دل نے		پھینکا ہی دور ہمکو اس دشت متصل نے

ولہ

نہ خود فروشی کہی جنس دل کی طینت ہے		کہ مشتری کو صدا دی شکست قیمت ہے

ولہ

سینے پہ میرے زخم ہین کیا بے نشان لگے		جراح ہاتھہ ملتا ہی ہا ہا کہان لگے

ولہ

لب و دندان دکھاکر اپنے وہ کہتے ہین شوخی سے		نکل آیا ہی دیکھو لال دانتونکی کھڑکی سے
یاد مژگان ہین مری آنکھہ لگی جاتی ہی	ولہ	لوگ سچ کہتے ہین سولی پہ بھی نیند آتی ہی
صداے نالۂ دل آرہی ہی نکہت گل سے	ولہ	چلی آتی ہی شاید کوچۂ منقار بلبل سے
چمن سے توڑکے پھولونکو باغبان چلیے	ولہ	تمہارے سننے کو باتین گلونکی کان چلے
زلف کی چال صبا چلتی ہی	ولہ	کیا پریشان ہوا چلتی ہی

ترجیع بند

صبا کبھی جو ترا کوے یار مین ہو گذر	نہ بھولیو تو پیام وزیر خستہ جگر
یہ کہیو اوس سے کہ ایجان تیری فرقت مین	فغان ہی درد ہی غم ہی الم ہی آٹھہ پہر
لوپہنچ گیا ہی گریبان کا چاک دامن تک	گذر گیا ہی بس اب سر سے آب دیدۂ تر
کبھی ہی ہوش اوسے گاہ فرط بیہوشی	کبھی ہی آپ مین وہ گاہ آپ سے باہر
ہر ایک کوچے مین پھرتا ہی صورت وحشی	کبھی ادھر سے اودھر اور کبھی ادھر سے ادھر

بہت قلق جو ستاتا ہی تو یہ پڑہتا ہی — عجیب حسرت و ارمان سے ہاتھ پھیلا کر

بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم
بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم

ترجیع بند

ہوا ہی اب کے یہ فیض مسیح باد بہار — چمن مین دیدۂ نرگس تلک نہین بیمار
رہا چمن مین نہ آزار دیدہ بلبل کو — پلایا جام گل تر نے شربت دیدار
دم مسیح کا باد بہار مین ہی اثر — نہ کس طرح سے ہو زائل تب دروں چنار
وفور عیش سے بزم نشاط ہی گلشن — کلی جو چٹکے تو آئے صدائے نغمۂ تار
عجب نہین پر پروانہ ہو پر طوطی — نہال شمع تلک سبز ہو کے لائی بار
یہ فیض باد بہاری ریاض دہر مین ہی — بنے وہین زر گل سنگ سے جو نکلے شرار
نظر پڑے گل نارستہ شاخسار سے یون — عیان ہو شیشے سے جیسے شراب سرخ ای یار
گمان غلط ہی کہ بار ثمر سے ہو گئے خم — جھکے ہین شکر کے سجدیکو باغ مین اشجار
چمن مین نام خدا ہی ہجوم گل ایسا — جگہ نہین جو کرے عندلیب وا منقار

ہجوم لالہ و گل آنقدر شدست وزیر
نماند جاے کہ بلبل کشد ز سینہ صفیر

زیادہ ہی گل رعنا سے رنگ بوقلمون — چمن مین دیکھے جس گل کو اک گلستان ہی
زبان حال سے کہتی ہی موج نکہت گل — اب اندنون تو یہ فیض بہار بستان ہی

چو عندلیب بگل درد دل کند اظہار
ز فیض باغ شود نالہ سبز در منقار

یہی بہار کا اب حکم ہے گلستان میں
کہ سایۂ گل تر بھی ہو مثل گل احمر

نہ رہنے پاوے ذرا داغ دلمیں لالے کے
لگاویں مرہم کافور یاسمن لیکر

رہے چمن میں نہ بیمار آج نرگس بھی
بغیر لطف پریشان نہووے سنبل تر

خدا کے فضل سے صحت ہوی ہے آج اوسے
ہزار گلشن عالم فدا کروں جس پر

صبا سے کہدو کہ اب برگ گل کا فرش کرے
چمن کی سیر کو آوے گا آج وہ گل تر

رہیں قرینے سے مرغان باغ ہر جانب
نہ کوئی آوے ادھر اور نہ کوئی جاوے ادھر

گمان سب کو یہ ہووے ہے یہ فرش بلبل چشم
بچھاویں بلبلیں آنکھیں میان رہگذر

چمن سے آویں نکل نخل بہر استقبال
ادب سے نذر گل اشرفی کریں لیکر

ہر اک نثار کرے آج مال و زر اپنا
یہان تلک نہ رہے مشت غنچہ میں بھی زر

چو بیند آن قد و قامت چنان شود دلشاد
بسان بندہ کند سرو را چمن آزاد

تری شفا کی خوشی سے ہوئے ہیں پیر جوان
مثال تیر ہوی راست آج پشت کمان

تو چند روز ہوا تھا علیل دل و جان
قسم خدا کی نہ تھی بس ہمارے جسم میں جان

برنگ نرگس بیمار دم تھا آنکھوں میں
یہ تیرے رنج کا تھا رنج ای مسیح زمان

تری شفا کی دعا مانگتا تھا سب عالم
ہر ایک موے تن خلق بنگیا تھا زبان

حمیدہ غم سے تھے محراب کی طرح زاہد
دعا زبان پہ تھی اور ہاتھ مین قرآن

مدام کرتے تھے شیشے بھی نالۂ قلقل سے
بنا تھا ساغر لبریز دیدۂ گریان

دعائین مانگتے تھے ہاتھ اوٹھا اوٹھا کے سبو
جھکے تھے سجدے مین ساقی سے تا بہ پیر مغان

تری شفا کی دعا مانگتا تھا روز مسیح
کہ تا فلک مری جاتی تھی نالۂ سوزان

مریض دیکھ کے تجکو یہ حال تھا اپنا
رہی تھی جسم مین طاقت نہ دلمین تاب و توان

زفرط ضعف و مرض حال من بدینسان بود
بدست مردم چشمم عصاے مژگان بود

ہزار شکر خدا نے تجھے دی جلد شفا
وگرنہ دامن عیسی تھا اور ہاتھ مرا

تو پھر غسل جو حمام مین ہو تو مین کہون
مسیر مہر درخشان ہی برج آبی کا

خوشی ہر ایک ہوا تیرے غسل صحت سے
کہ تیرے سائے تلے رہتے ہین ہزارہا

خدا نے آج تجھے جان تازہ بخشی ہی
ہزار جان گرامی کرون مین تجھپہ فدا

جھکا کے سجدے کو سر سب کیون نہ دعا مانگین
جو پا شکستہ ہین اونکا تو دستگیر ہوا

نہ کیون کہون مین تجھے آسمان لطف و کرم
نگاہ مہر سے ذرون کو آفتاب کیا

خوشی نہ کیون ہو زمانے کو تیری صحت سے
ہی اس چمن مین سوا تیرے کون ابر سخا

چمن مین دیدۂ نرگس بھی اب نہین رنجور
تجھے شفا جو ہوئے بس کوئی مرض نہ رہا

ز صحت تو چنان اعتدال راست مدار
نمیشوند کنون چشم دلبران بیمار

تری بہار کرم سے ہر ایک ہی زردار | بھرے چمن نے گل اشرفی سے جیب و کنار
جو نام لیکے ترا توڑے گل کوئی گلچین | تو ہاتھ مین ہو زر گل طلا سے دست افشار
ترا وہ حکم وہ ثروت ہی تو اگر چاہے | ہر ایک فقیر کا گھر اسطرح سے ہو طیار
بجاے آب ہو آب گہر کا صرف آومین | خرید مین سونیکی انٹین بناتین گھر معمار
ضعیف ایسے قوی ہین ترے زمانے مین | او بجھکے چاک کرے خار دامن کہسار
سواے در نہین ہوتا ہی کوئی طفل یتیم | ہوا مسیح زبان تو اجل ہوئی بیکار
جو دیکھ لے تری تلوار ماہی دریا | تو اپنے پوست سے بہائے گل کے عوض یار
دعا یہ میری ہی مثل خضر ہو عمر تری | کبھی نہو تو مسیحا کیطرح سے بیمار
سوا ترے کرم و لطف کے یہان اپنا | نہ کوئی یار نہ مونس نہ کوئی ہی غمخوار

فتادہ ام بدرت ای سپہر جود و کرم
براے نام و زبیرم ولے فقیر توام

خمسہ

جگر مین ناوک غم ہی گلے پہ تیغ ستم | زبان پہ آہ ہی آنکھون مین اشک ہی ہر دم
ہوا ہون خنجر غفلت سے کشتہ مین پر غم | مکن تغافل ازین بیشتر کہ مے ترسم

گمان برند کہ این بندہ بے خداوند است

نہ ہی وہ چشم عنایت نہ وہ نگاہ کرم | جفائین بڑھتی ہین تیری وفائین ہوتی ہین کم

غلام پر یہ عتاب اپنے بندے پر یہ ستم | مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم

گمان برند کہ این بندہ بے خداوند ست

کچھ اپنے واسطے کہتا نہیں ہوں یہ غم
کہے نہ بیکس و بے یار مجکو اک عالم | یہی ہے ڈر تری بندہ نوازیوں کی قسم
مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم

گمان برند کہ این بندہ بے خداوند ست

قطعہ

نکر عوض مرے جرم و گناہ بیحد کا
کہیں کہیں نہ عدو دیکھکر مجھے محتاج | آلہی تجکو غفور الرحیم کہتے ہین
یہ اونکے بندے ہین جنکو کریم کہتے ہین

قطعہ تاریخ ترتیب باغ سلطانی

باغ خوش یافت بسرو گل و سنبل ترتیب | اندرین عہد شہنشاہ سخی و باذل
نائب مہدی دین شاہ شہان عالم | غیرت قیصر و فغفور خدیو باذل
چون صدف ہے زگہر چشم تہیدستان شد | ہست دریای سخا و کرمش بے ساحل
بہ صد دولت این تخت نشین زربخش | ہمچو خورشید شود کاسۂ ہست سائل
مثل خورشید درخشندہ کف ہمت او | روے تابندہ او غیرت ماہ کامل
حبذا باغ لطیفیکہ در و بکشادہ | و فعۃً قافلۂ فصل بہارے محمل
نکہت نسترن و یاسمن و نسترنش | جان تازہ بدمد چون دم عیسی در گل
باغبانان ہمہ ہستند چو رضوان بر در | تا ابد باد خزانے نتوان شد داخل

سبزه را همچو خضر هست حیات جاوید	سے شود زندگی تازه بهر دم حاصل
همه این گلشن جان پرور و راحت فزا	نیست از روم و حبش تا بحد چین و چگل
غنچهٔ گلشن تصویر نسیمش وا کرد	عجبی نیست شگفته شود ار غنچهٔ دل
نذر گلدستهٔ تاریخ بیاورد وزیر	قد وائه جنت اعلی بزمین شد نازل

قطعهٔ تاریخ تعمیر کربلا

در عهد بادشاه محمد علی نمود	عاشق علی ز صدق بنا باغ کربلا
هر صبح و شام از پی شاه زمن شاخ	دارد بلب ز دست دعا باغ کربلا
با از سر ادب نهد اینجا ملک که هست	گلزار سید الشهدا باغ کربلا
چون گل شگفت غنچهٔ منقار عندلیب	مثل صباست عقده کشا باغ کربلا
نالد همیشه او ز صدای شکست رنگ	دارد چه عشق آل عبا باغ کربلا
کردم با وچه نسبت گلزار خلد گفت	ای وای ما کجا و کجا باغ کربلا
رویش بسوی کعبه و سویش رخ جهان	هم قبله هست و قبله نما باغ کربلا
کردیم فکر سال بنایش چو ای وزیر	بنوشت کلک فکرت ما باغ کربلا

قطعهٔ تاریخ ترتیب دیوان فقیر محمد خان بهادر گویا

زهی منبع جود خان بهادر	که هست او به بحر شرف بی بها در
کف همتش غیرت ابر نیسان	که آن آب می بارد او گوهر افشان
چو مریخ خونریز باشد بهیجا	چو خورشید تابان بود عالم آرا

عدو غرق خون زاب شمشیر اوبید — حسودان نشانه پی تیر اوبید

زپیلان او هست یک پیل گردون — سبق بر درخشش بشد نیزه گلگون

به ایثار گنجینه هامے دہر او — به اصرار پشمینه هامے دہر او

نه مغموم شد هیچکس از در او — نه محروم شد هیچکس از زر او

رفیق جناب وزیر معظم — فقیر محمد امیر مکرم

صد و بست سالش بود زندگانی — باقبال و باجاه و باکامرانی

نصیبش بود صحت و عافیت هم — قرینش بود عشرت و میمنت هم

بود لطف نظمش به از آب گوهر — زبان شست لاریب از آب کوثر

محیط جهانست فکر رسایش — که شد ورد بر هر زبان شعرهایش

کلام فصیحش بلاغت نظام ست — بدایع و بیان را زو انتظام ست

زمضمون چشمان بیمار جانان — شده دفترش غیرت نرگستان

چو فکرے در اشعار رنگین نموده — زحد رتبه گلعذاران فزوده

به از ابرو حور هر بیت دیوان — نقط غیرت خال رخسار غلمان

به از نسر طائر طیور مضامین — زکیوان بلند ست معنی رنگین

زهر مصرعش مصرع سرو شد پست — زرنگینیش جیب گل چاک گشت ست

دو آتش خم و کلک او باده نوش ست — مضامین او همچو مستے بجوش ست

چه با تامل ترتیب و تالیف آن شد — بهر صفحه رنگ گلستان عیان شد

نہ تالیف و ترتیب دیوان نمودہ	کہ او نخلبندی بستان نمودہ
بگفتند سالش زمہ تا بماہے	کہ ترتیب دیوان ہمایون آلہی ۱۲۴۸

قطعۂ تاریخ مسجد

ساخت چون مسجد بنا اسحاق و اسماعیل خان	از رہ صدق و صفا ہمپایہ بیت الحرام
بہر تاریخش مصلی ہا بگفتند ای وزیر	کعبہ ایمان ہا این ست بیشک و السلام ۱۲۲۱

ایضا

ساخت اسحاق خان اسماعیل	مسجد دو یے زفضل خدا
سال تاریخ او نوشت وزیر	شد دگر کعبہ شریف بنا ۱۲۶۹

قطعۂ تاریخ تولد شاہزادہ مرزا خورشید شکوہ

از فطرت شہزادہ خورشید شکوہ	تر شد دہن خشک من از آب مراد
از یمن قدم زمین چو شد رشک فلک	خرم گردید و سر بپایش بنہاد
گل خندہ زن ست و بلبلان نغمہ سرا	شد دور ز طبع باغبان خوی عناد
از فیض بہار عیش و عشرت چہ عجب	گلدام شود چمن بدوش صیاد
تاریخ دعائیہ رقم کرد وزیر	جا دید جوان بخت جوان طالع باد ۱۲۶۳

خاتمۃ الطبع

ہدیۂ سپاس فراوان اور تحفۂ حمد بے پایان لائق بارگاہ بدیع الارض والسماوات ہی

کہ جسنے ایک مشت خاک کو جامع الصنائع بنا کر علم معنی و بیان سکھایا اور آلی شنا بے شمار
اوس عالم امی لقب کے لیے سزاوار ہی کہ جسنے اہل عالم مثال کو مجاز و حقیقت کا تفرقہ بتا کر
استعارۂ اصنام کو کہ مشبہ بہ کو عین مشبہ سمجھتے تھے دلائل بینہ سے باطل فرمایا
اور مناقب عظمی لائق سرکار آل اطہار اور اصحاب کبار ہی کہ جن کے برکت اور فیض
ہدایت سے کنایہ معرفت ذہن مین آیا مابعد خاکسار کج مج زبان امیدوار
افضال ایزد منان محمد عبد الواحد خان خلف محمد مصطفی خان
ابن حاجی محمد روشن خان وخلہما اللہ فی دار الجنان اہل انصاف کی خدمت
مین صاف صاف عرض کرتا ہی کہ مدت دراز سے خیال انطباع کلام بلاغت نظام
افصح الفصحا محسود الشعرا عالم دقائق شعر و سخن اکمل شاعران زمن
دانائے اشارات بدیع و بیان واقف رموز محاورات اردو زبان فخر المتقدمین
سند المتاخرین اشرف شرفائے ذیشان افضل نجبائے ہندوستان
جامع خصائل دلپذیر حاوی فضائل بے نظیر جناب خواجہ محمد وزیر
ابن خواجہ محمد فقیر تغمدہما اللہ بغفرانہ الخطیر کا ملحوظ خاطر فاتر
تھا لیکن مستغنی المزاجی اور آزاد طبعی سے کہ لازمہ اہل کمال ہی سوائے احباب
و تلامیذ کے ایک پرچہ بھی مصنف کے پاس کبھی نہ دیکھا الحمد للہ کہ اس ایام
جمعیت انضمام مین ہزاران جانفشانی اور سعی محبان ولی سید ہادی علی
اور سید محمد محسن علی صاحب سے کہ سرخیل شاگردان عالی وقار

اور سر دفتر تلمیذان صاحب اعتبار جناب غفران مآب ہین یہ گلدستہ لخت جگر کہ
ورق ورق اور پرچہ پرچہ اس کا مثل اوراق گل پریشان اور منتشر تھا
بکمال صحت فراہم اور مرتب ہوکر موسوم بہ ۱۲۶۳ **دفتر فصاحت** ہوا اور باہتمام
خاکسار مین مشک بیزی خامہ عنبرین شامہ مشتاق خفی و جلی شیخ **اشرف علی** ہے
او نتیسوین ۲۹ تاریخ ذی الحجہ سنہ ۱۲۶۳ ہجری کو مطبع مصطفائی واقع شہر لکھنو محلہ
محمود نگر مین زیور طبع زیب فرما کر یوسف بازار شہرت ہوا تھا اب کہ سنہ ۱۲۹۵ ہجری مین
اس شاہد معنی کے ہزارون ارباب سخن مشتاق نظر آئے اور بسبب نایابی و کم یابی کے
اطراف و اکناف سے سیکڑون خط اصحاب کے برابر آتے لہذا بار دیگر قلم
مشکین رقم خطاط مشہور آفاق خواجہ محمد حسین صاحب سے لکھوایا
اور بکمال صحت و تحقیق کے ساتھ کاغذ صاف
وعمدہ پر چھپوایا احباب کو فکر تازہ کی تکلیف
دینی مناسب نجانی بطور یادگار قدیم
تاریخون سے صفحات خاتمہ کو
زیب زینت دی فقط

تاریخہای طبع دیوان بلاغت عنوان از نتائج افکار شعرای گزیدہ دگر

از جناب فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد ضیا خان بہادر برق تخلص
شاگرد رشید جناب شیخ امام بخش صاحب مغفور ناسخ تخلص تغمدہ اللہ بغفرانہ

مطبوع طبائع خلائق جہان — منظوم وزیریہ باکمال ہند ست
تاریخ رقم کرد چنین خامۂ برق — دیوان کلیم ہمیشال ہند ست
۱۲۵۲

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

ہی مطلع خورشید کا ہر شعر نظیر — ہی ہر مصرع میں ماہ نو کی تنویر
ای بحر یہ سال طبع لکھا ہیں نے — ہی نسخۂ برگزیدہ دیوان وزیر
۱۲۵۲

از جناب کپتان مقبول الدولہ احسان الملک مرزا محمد مہدی علیخان بہادر
ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم و مغفور

خواجہ وزیر افصح دوران وحید عصر — یکتا بفکر بودہ و مشاق لاجواب
دیوان شدہ چو طبع بگو سال ای قبول — این کارنامہ ہست در آفاق لاجواب
۱۲۵۲

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شہید تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

شاد و مسرور شود ہر کہ بہ بیند این را — دوستان طبع نمودند چہ دیوان متین
سال مطبوع چنین ساختہ تحریر شہید — منطبع گشتہ چہ دیوان و کلام الحق این
۱۲۵۲

از جناب مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

نظم اقلیم سخن اس نظم کو کہتے ہیں سب	کیوں نہ خاقانی ہو اب کنج لحد میں گوشہ گیر
مہر لکھدو تم یہی بس مصرع تاریخ طبع	صاف نشور معانی ہر کہ دیوان وزیر

از لالہ رام سہامی صاحب عاصی تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

وزیر بادشہ شاعران شد از دنیا	مدام روضہ رضوان نشیمن خود انگاہ بود
بخاندان نبی و علی شہ محشور	دعا قبول بدرگاہ حضرت الہ بود
ندیدہ ہست کسی شاعری چنین خوش فکر	فلک بدعوی من در جہان گواہ بود
چو بعد رحلت او طبع گشت دیوانش	کہ حسن مطبع او رشک مہر و ماہ بود
نوشت مصرع تاریخ طبع آن رونق	طلسم عشق اسپند وزیر و شاہ بود ۱۲۷۲

از مرزا علی حسین صاحب کیوان تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

مدحت شیرین زبانی شہ دین ورد داشت	زین سبب جملہ کلامش گشت شیرین مثل شہد
بعد مرگش نظم شد مطبوع و کیوان سال گفت	طبع دیوان وزیر ہیچو خاقانی بعہد ۱۲۷۲

ایضاً

آن خواجہ وزیر متوفی	خاقانی دیگر بزمن شد
دیوان شدہ مطبوع بگو سال	مطبوع ہمہ طبع سخن شد ۱۲۷۲

ایضاً

وزیر خوش بیان شیرین زبان خوش گو	اوسیکے واسطے تھی شاعری موضوع
چھپی جب نظم کیوان نے کہی تاریخ	قبول روح خاقانی ہوئی مطبوع ۱۲۷۲

از منشی اعظم علی صاحب ذرہ تخلص شاگرد منشی مظفر علی صاحب اسیر

شدہ مطبوع نظم خواجہ وزیر — چون دل عاشقان شور انگیز
گفت تاریخ طبع او ذرہ — سخن یادگار سحر آمیز

از شیخ الٰہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب

وزیر کا ہی کلام ایسا نظیر جسکا کہین نہ دیکھا — فصیح بندش تو شعر عمدہ ہر ایک مضمون بلند و بالا
کرون جو عشقی مین اسکی مدحت مری زبان مین کہان ہے طاقت — مزہ وہ چٹخارا گی وہ شوکت ہی ایسی ایسا ہر استعارا
بس اسیر تمہ کا ہو جو دیوان تو اسکی تاریخ ہی نمایان — زبان شیرین کلام رنگین کمال نیا کمال زیبا

از سید کاظم حسین صاحب تنویر تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب رشک

بلبل جان تازگی پاتی ہی اسکی سیر سے — ہر روش ہی گلشن بہار دیوان وزیر
طبع کی تاریخ یہ تنویر کرتا ہی رقم — شاہراہ معدن افکار دیوان وزیر

از میر ضامن علی صاحب جلال تخلص شاگرد جناب فتح الدولہ بہادر برق تخلص

چو شد بکوشش بخود مرتب این دیوان — پسند گشت دل خلق را چہ خاص چہ عام
جلال مصرع تاریخ سال طبع نوشت — ہمہ کلام وزیر ست شاہ کل کلام

از جناب خواجہ بادشاہ صاحب صغیر تخلص خلف اکبر جناب خواجہ صاحب مرحوم

دیوان شہ اقلیم سخن کا ہوا مطبوع — کس طرح سخن سنج نہون گرم ثنا آج
احباب تو کیا بر سر انصاف ہین حاسد — تعریف کی ہر سمت سے آتی ہی صدا آج
ترتیب سے اور چھپنے سے جوبن نکل آیا — ہر شاہد معنی کو ہوا حسن صفا آج

انصاف سے سب نقش و نگار اسکی جو دیکھے — مانی کہے ارزنگ کا بھی رنگ مٹا آج
کیا نور کے گل اوڑتے ہین کس حسن کی ہلیں ز — ہی قابل دید اس چمنستان کی فضا آج
تحریر کرو طبع کی تاریخ سفیر اب — گویا کہ ہی ارا ستہ معشوق ہوا آج

ایضا

واہ کیا دیوان رنگین ہو چکا مطبوع آج — جسکے ہر صفحے پہ ہی عالم ریاض خلد کا
مردمک حرفوں کے نقطے ہین و دائرہ چشم حور — دید کے قابل ہی اس دیوان کا حسن صفا
کیا مسلسل اسکی سطرین ہین دلکش و مطبوع نیز — زلف غلمان جنان کا صاف دھوکا ہو گیا
لکھ مین فصلی بہار طبع دیوان کا سفیر — سنبلستان لطافت کیا ہی ہی واہ وا

از جناب آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد قلق تخلص شاگرد رشید جناب خواجہ صاحب مرحوم

کیا ہی تصویر چھپی نظم فریبا فصیح — نقش ہر دل صفت صنعت مانی ہی یہ
مدح کرتے ہین عدو صورت حباب اسکی — ایک ادنی اثر سحر بیانی ہی یہ
کیون نہ سمجھے اسے دستور عمل ہر نامی — چل بسے حضرت استاد نشانی ہی یہ
ولولہ دیکھنے سے اسکے نکیون ہو پیدا — حاصل فکرت ایام جوانی ہی یہ
لکھی ہی عشق مجازی کی حقیقت ساری — دل آشفتہ و شیدا کی کہانی ہی یہ
موج زن بحر فصاحت ہی ہر اک صفحے مین — طبع مواج کی ادنی سی روانی ہی یہ
چہرۂ الوز دیوان نظر آجاسے اگر — بے تکلف کہیں سب یوسف ثانی ہی یہ

کیون نہ پژمردہ ہون گلہاے مضامین عدو	باغ حاسد کے لیے باد خزانی ہے یہ
بلبل کلک قلق نے یہ لکھا طبع کا سال	طرفہ گلدستۂ گلزار معانی ہے یہ ۱۲۷۲

از جناب سید محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

صدف طبع سے نکلا در شہوار وزیر	کرتے ہین بحر کمالات کے غواص پسند
مصرع مادۂ طبع یہ لکھے ہے محسن	اب وہ دیوان چھپا جسکو کرین خاص پسند ۱۲۷۲

ایضا

چھپ گیا دیوان رنگین وزیر نامور	اب بدخشان ہے یقین ہے لکھنؤ ہو طعنہ زن
جوہری طبع محسن نے لکھا سال طبع	مطبع سنگین سے آج آیا دلالعل سخن ۱۲۷۲

از جناب شاہزادۂ مرزا محمد ہمایون قدر بہادر مسیر تخلص خلف اوسط جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد سید محسن علی محسن

واہ کیا یہ نسخہ روشن چھپا	بنگے پروانہ کرینگے سب پسند
جنکے حرف بانقط لکھے ہے مسیر	نور کی ہے شمع مضمون بلند ۱۲۷۲

از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ہو چکا مطبوع دیوان وزیر	دوستونکا دل نہایت شاد ہے
شعر سیدھے ہین سکۂ کامل عیار	کیا ہی نظم حضرت استاد ہے
ہین بر عایا گر مضامین لطیف	بندش خوب اونکی جانانہ زاد ہے
کلک نشتر نے لکھا یہ سال طبع	ملک مضمون وزیر آباد ہے ۱۲۷۲

از منشی مرزا احمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

للہ الحمد ہوا طبع کلام استاد	ہر سخن فہم کے دلکو ہے اسی سمت رجوع
خوب تاریخ لگی ہاتھہ لکھو اے معجز	کیا ہی یہ نظم دل اویز ہوئی ہے مطبوع ۱۲۷۲

از میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر کلام کامل استاد	شد طبع بحسن شوکت و شان
در گلشن این جہان فانی	چون نکہت گل بدی پریشان
تاریخ چو بلبل این حسن گفت	دیوان وزیر ہست بستان ۱۲۷۲

از جناب سید ہادیعلی صاحب بیخود تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

زہی دیوان ہمیشہ آب و رنگ آرایش	چو لعل بے بہا از مطبع سنگین بر آمد
چنین در سفت در تاریخ طبعش خامۂ بیخود	چو در شاہوار اینده لبسلک طبع در آمد ۱۲۷۲

ایضا

واہ کیا باغ مضامین ہو چکا مطبوع آج	ہر سخنور مثل بلبل ہے ثنا خوان وزیر
کلک شاخ گل سے یہ تاریخ اے بیخود لکھو	بیخزان گلزار زیبا ہے یہ دیوان وزیر ۱۲۷۲

ایضا در سال فصلی

صد شکر وہ کلام بلیغ آج چھپ گیا	رطب اللسان ہیں جسکی صفت میں گدا و شاہ
کیا ہی جمال یوسف معنی ہے دلفریب	اس نظم کی ہے سبکو زلیخا کی طرح چاہ
ایسے بندھے ہیں اسمیں مضامین نور کے	کرتے ہیں کسب نور سدا جن سے مہر و ماہ

ہون آشناے بحر سخن غوطہ زن اگر
برسون نہ آب گوہر مضمون کے پائین تھاہ

مضمون ہر اک شہنشہ اقلیم نظم ہی
کیون ہو نہ روح خسرو وشاہی سے باج خواہ

باندھی ہوا یہ فیض بہار کلام نے
اوڑتے ہین ہوش باد صبا مثل برگ کاہ

کہتے ہین اسکو سحر بیانی کہ وقت دید
بے اختیار کہتے ہین حاسد بھی واہ واہ

خوشحرف کسقدر ہی یہ دیوان دلفریب
جو دائرہ ہی یوسف دلکے لیے ہی چاہ

ظل ہما سے کم نہین ہر حرف کا سواد
شاہین بنے جو آے ادھر طائر نگاہ

پرنور اسقدر ہین نقاط حروف شعر
ہوتا ہی سبکو عقد ثریا کا اشتباہ

صفحون پہ خط عیان نہین بین السطور کے
گویا یہ ہی قلمرو معنی کے شاہراہ

بین السطور لیلی مضمون کی مانگ ہی
سطرین عروس نظم کے ہین گیسو سیاہ

ہیچو دلکھوگے اسکی صفت تم کہان تلک
فصلی کا سال خوبی دیوان یہ ہی گواہ

فردوسی دے رہا ہی لب گور سے صدا
ہی رشک شاہنامہ کلام وزیر واہ
۱۲۶۳

ایضاً در سال عیسوی

چھپا ہی وہ دیوان بے مثل آج
سند جانتے ہین سخنور جسے

نہایت ہی مطبوع یہ نظم ہی
عجب کیا جو صفحے پہ دل کے چھپے

مضامین کی ہین بندشین صاف صاف
کہ قصر سخن ہین ہین نصب آئنے

اثر ہی یہ اعمال کے شوق کا
ہزارون ہی مضمون مسخر ہوے

عدو نقد دل دیتے ہین رونما
جمال عروس سخن دیکھ کے

نقوش معانی دلکش نہین	یہ تعویذ حب کے ہین گویا لکھے
وہ تاثیر اس نقش مضمون مین ہی	پڑھے کلمہ حاسد اگر دیکھہ لے
مسیحی مین بیخود یہ لکھہ سال طبع	عجب نقش تسخیر چھاپے گئے ۱۸۵۶

ایضا از سمت

کیا خوب چھپی نظم جناب استاد	کحل بصر خلق ہوا جسکا سواد
خوش قطع ہر اک حرف ہی ایسا اسکا	اک قطعۂ دلکش ہی یہ دیوان گویا
اس رنگ کے ہر حرف نے پائی ہی نشست	دی خامۂ یاقوت رقم کو جو شکست
ان حرفونکی کیا دلکش و زیبا ہی کشش	ہر دائرہ معشوق کی رکھتا ہی کشش
جو مد ہی وہ ہی ابروِ لیلاے سخن	ہر دائرہ ہی دیدۂ عذراے سخن
یہ اوج پہ ہی اختر تقدیر نقاط	خورشید سے وہ چند ہی تنویر نقاط
اس حسن کا دیوان نظر آیا جسدم	دل نے کہا سمت مین کرو سال رقم
ناگاہ سنی ہاتف غیبی کی صدا	یہ خوب ہی دفتر فصاحت چھاپا ۱۹۱۳

از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد سید ہادیعلی بیخود

واہ کس حسن کے اشعار ہوے ہین مطبوع	ہر سخن فہم ہی مجنون کیطرح سے شیدا
دلربا طبع کی تاریخ ہی لکھوا ای ضبط	محمل لیلی مضمون ہی یہ دیوان گویا ۱۳۳۲

ایضا

چھپا کیا صاف دیوان وزیر فصیح و اکمل	بیاض صبح جنت گر اسے کہیے تو زیبا ہی

فلک ہی ہر ورق تارے حروف اور کہکشان سطرین	خط جدول نہین خیط ابیض آشکارا ہے
دکھایا جوہر حسن صفا اس نظم نے ایسا	کہ ہر اک صفحہ پر آئینہ قدرت کا دھوکا ہے
نہین سطرین صفحین ہین شاہراہ سما کے	بعینہ بزم انجم کا گمان نقطون پہ ہوتا ہے
تعلی پر ہین مرغان مضامین بلند ایسے	کہ جنکو ہمسری کا طائر سدرہ سے دعوا ہے
جو سہل و ممتنع غزلین ہین دردآمیز ہین ایسی	کہ ہر بیدرد کا سنکر کلیجہ منہ کو آتا ہے
صحیح الفاظ بندش صاف سب مضمون پسندیدہ	جو کچھ ڈھونڈھو خدا کے فضل سے اسمین مہیا ہے
وہ گویا گرم ہین مضمون عالی جنکے دیکھے سے	کلیجہ حاسدون کا آتش حسرت سے بھنتا ہے
ہوے اس نظم سے منسوخ دفتر خود پسندونکے	جو کہیے ناسخ دیوان اعدا اسکو بیجا ہے
جنھین ہے شک کلام خواجہ ہو کہدے کوئی اونسے	خدا کے دین مین ای حاسدو کسکا اجارا ہے
کہینگے منصفان اہل معنی دیکھکر اسکو	ہنر سے ہے یہ مملو عیب سے بالکل مبرا ہے
جو فکر سال کی آواز قلب ضبط سے آئی	مرقع یہ شبیہ شاہد معنی کا چھاپا ہے ١٢٧٢

از مولوی حفیظ اللہ صاحب ربط تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

وہ دیوان رنگین ہوا آج طبع	کہ ارژنگ کا جس پہ ہے اشتباہ
مضامین کے نقشے وہ دلکش کھنچے	ہو بہزاد حیران کرے گر نگاہ
لکھا خامۂ ربط نے سال طبع	مرقع ہین یہ شعر معنی کے واہ ١٢٧٢

از جناب شاہزادہ مرزا محمد سلیمان قدر بہادر تسخیر تخلص خلف اکبر جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد رشید سید ہادی علی بیخود

چھپ چکی نظم وزیر شہ اقلیم سخن	روح خاقانی و خسرو کی ہوئی گرم ثنا
آبدار ایسے ہین اشعار فصاحت انگیز	صاف آب در مضمون کا بہا ہے دریا
نعت کے شعر جو پڑھتا ہے کوئی کہتا ہے	خوب دیوان ہے یہ صل علی صل علی
بندشین عارض گل سے بھی سوا ہین رنگین	بلبل طبع سخندان نہو کیون اسپہ فدا
جا کے گلشن ہین پڑھے شعر اگر اسکے کوئی	ہر کلی گل کی چٹک کر یہ کہے خوب کہا
بلبل خامۂ تسخیر یہ لکھ طبع سال	اب کھلا ہے گل مضمون نہین دیوان چھپا ۱۲۷۲

از ارشاد علی شاہ صاحب سالک تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

دفتر دلکش جناب وزیر	للہ الحمد آج طبع ہوا
حسن روئے عروس مضمون ہے	دل عالم ہے محو آئینہ سا
بندشین اسکی صاف ہین ایسی	دوست رکھتے ہین جسکو اہل صفا
طبع کا سال لکھو ای سالک	اب یہ دیوان بے نظیر چھپا ۱۲۷۲

از عبد الرحیم خان صاحب سالہ دار رحیم تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہو چکا مطبوع دیوان وزیر نامور	ہے برائے استفادہ ہر کسیکو اسکی چاہ
ای رحیم اب تو رقم کر مصرع تاریخ طبع	دفتر رنگین معنی چھپ گیا کیا آج واہ

از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علی صاحب شاگرد بیخود

چھپ گیا فضل خدا سے آج وہ دلکش کلام	جسکا ہر اک شعر ہے ورد زبان خاص و عام
کسقدر مطبوع طبع خلق یہ نسخا ہوا	خاطر عالم پہ نقش کالحجر گویا ہوا

اے محمد اب لکھو یہ سال طبع دلپذیر
دستکے صفحے پہ ہوا سب نقش دیوانِ زبر ١٢٧٢

ایضاً

چھپا ہے اے محمد اب وہ دیوان
صفت کرتا ہے جسکی ہر سخندان

وہ دلکش ہے بہار باغ مضمون
دل حاسد ہو جس سے مثل گل خون

ہین خوش تقطیع سب اشعار یکسر
ہے موزون اور موزون یہ برابر

عیوب قافیہ سے ہے مبرّا
نہ اس مین دخل اقوا ہے نہ ایطا

ہر اک بندش ہے اسکی قابل دید
نہین ہے نام خارستان تعقید

وہ رنگین ہے ہر اک مصرع کی بندش
کہ جس پہ ہے گل مضمون کو نازش

جب ایسا گلشن بے خار دیکھا
لکھون تاریخ مجھکو دھیان آیا

سنا مصراع بلبل کی زبان سے
یہ گلشن پاک ہے کیسا خزان سے ١٢٧٢

ایضاً

محسود خاص و عام کا دیوان چھپ چکا
کیون حاسدون کے دلکو نہ صدمہ کثیر ہو

نظم فصیح خواجہ کا ممکن نہین جواب
سحبان لحد مین جاکے نکیون گوشہ گیر ہو

لکھ اے محمد اب سن فصلی کا مادہ
مطبوع طبع خلق کلام وزیر ہو ١٢٦٣

از شیخ محمد بخش صاحب خلد تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہوا مطبع مصطفائی مین طبع
کلام آج استاد بیمثل کا

یہ تاریخ اے خلد لکھ طبع کی
کھلا باغ معنی کا اب واہ وا ١٢٧٢

از مولوی نعیم اللہ صاحب نعیم تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہوا طبع فضل خدا سے جہان سے	کلام وزیر سخندان بے مثل
نعیم اسکی تاریخ کی فکر اگر ہی	یہ لکھو چھپا خوب دیوان بے مثل

از منشی الطاف حسین صاحب الطاف تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شد چو زیب طبع نظم روح افزای وزیر	مہر اعجازش ز مشرق تا بہ مغرب تافتہ
خامۂ الطاف سال اش از سر بہجت نوشت	قالب مطبع چہ جان تازہ ای دل یافتہ

از مولوی محمد حسین صاحب متین تخلص شاگرد منشی الطاف حسین الطاف

خوب دیوان ای متین چھپا	ایک عالم کا دلپذیر یہ ہی
ملک معنی مین ہی اسیکا راج	سکہ حضرت وزیر یہ ہی
پوچھی ہاتف سے مینے جب تاریخ	کہا دیوان بے نظیر یہ ہی

از جناب مرزا محمد اصغر علیخان صاحب دہلوی نسیم تخلص

شریف و کامل و یکتای وقت خواجہ وزیر	چو آفتاب کلامش منور و تابان
پسند خلق شد ابیات طبع والایش	زمان زمزمہ ہا عندلیب ہندستان
چکید انچہ ز کلکش دم خیال سخن	اسیر دام مضامین شد ند پیر و جوان
بسال طبع دلم ای نسیم ایما کرد	بگو کلام وزیر ست لائق شاہان

از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی
کہ از مصرعۂ ثانی مطلع سر دیوان بصنعت تخرجہ بر آوردہ

بڑھا یہ مرتبہ نظم وزیر رشک سحبان کا
ہوا شاہ دواوین نام بسم اللہ سے دیوان کا

نگاہیں گدگداتی ہیں دم نظارۂ مضمون
ہوا جوش صفا سے صفحہ عارض حور و غلمان کا

عدو جب دیکھتے ہیں بندش الفاظ کہتے ہیں
اثر ہے مصرع برجستہ میں شمشیر عریان کا

زبان معترض باب سخن میں کھل نہیں سکتی
ہوا قفل خموشی نقطہ لبہاے سخندان کا

عیان ہے بسکہ شان وحی ہر مضمون عالی سے
لقب ہے شہپر روح الامین اوراق دیوان کا

فصاحت نے لئے بوسے وہان نکتہ پرور کے
بلاغت سے ہوا اعجاز باطل فکر سحبان کا

چھپا جس دم مرتب ہو کے یہ افسون بیتابی
رکھا جمعیت دل نام اجزاے پریشان کا

شکست پاے خامہ سے صدا تاریخ کی نکلی
سہر دیوان یہ ہے الحمد للہ تاج قرآن کا
۱۲۶۲

ایضاً کہ از حروف منقوط مادہ سال ہجری و از غیر منقوط سال فصلی بر می آید

طبع چون گرد بیرنگ مضامین خیال
شہرتش ارباب فن را مژدہ دیدار داد

شد تماشاے تمنا فکر کردم بہر سال
ابر نیسان طبیعت گوہر شہسوار داد

ہجری و فصلی ازین مصراع تو تسلیم گفت
اے کمال فکر بر تر رفعت اشعار داد
۱۲۶۳ ۱۲۶۲

از برادر عزیز از جان عبد اللہ خان ید اللہ عمرہ متخلص بہ شاگرد نسیم دہلوی

شدہ طبع دیوان خواجہ عزیز
بحسن فصاحت ندارد مثال

سواد حروفش بہ میل نظر
کشد توتیاے بچشم خیال

نوشتہ پے سال او کلک مہر
طلسم مضامین صاحب کمال
۱۲۶۲

از نواب امیر الدولہ بہادر آفتاب متخلص خلف نواب رکن الدولہ بہادر شاگرد نسیم دہلوی

چون بطبع آمده کلام وزیر	شد ازو لذت آشنا هر دل
کرد تاریخ آفتاب رقم	شاهد فکر شاعر کامل ۱۲۶۲

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دهلوی

کلام وزیر لیست گلشن ز طبع ۱۲۶۲	سخن فهم عالم ازو کامگار ۱۲۶۲
رقم کرده اشرف بی زیب سال ۱۲۶۲	جگر گوشهٔ فکر عالے وقار ۱۲۶۲

ایضاً فصلی

چو دیوان وزیر از فضل یزدان	شده مطبوع با آئین بهتر
سخن را سر بلند بسیار سائید	معانے کرد پیدا احسن دیگر
سواد او سواد کاکل حور	ورق ها صفحهٔ رخسار دلبر
بنقد دل همه عالم طلبگار	بجایش مشترے باشد سخنور
دم طبعش نوشتم سال فصلے	شعاع آفتاب طبع انور ۱۲۶۳

از مولوی باسط علی صاحب شوکت تخلص شاگرد نسیم دهلوی

بتوفیق خداوند یگانه	بطبع آمد چو این ابیات مجموع
دل شوکت نمودا یا پی سال	بگو دیوان دلکش گشت مطبوع ۱۲۶۲

از شادی لال صاحب چمن تخلص شاگرد نسیم دهلوی

کرد در طبع رنگ بیز بهار	چون شمیم گل کمال وزیر
جست سالش چمن ز بلبل قدس	گفت چه گلشن خیال وزیر

از مرزا مچھو بیگ صاحب عاشق تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ طبع دیوان استاد کامل	کہ فکرش چو آئینہ صاف از تکدر
بگو عاشق از روی اظہار سالش	ز دریاے طبع وزیر لیست این در

از وارث علی صاحب وصال تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ چون طبع این نظم گرامی	ز فکر شاعر صاحب کمالے
وصال از روی بہجت کن رقم سال	زہے گلدستۂ نازک خیالے

نثر خاتمہ چکیدۂ خامۂ سحر کار نثار بے مثل وحید روزگار مخترع نثر اردو معروف نزدیک و دور جناب مرزا رجب علی بیگ صاحب تخلص سرور

حمد خالق ارض و سما وسیلۂ نجات ہی + اور نعت سرور کائنات ذریعۂ رستگاری ہی + لیکن فہم و عقل دونون مین عاری ہی + نہ اوس بحر بیکنار کا کنارا ہی + نہ اسکی تحریر کا یارا ہی + اوسکی کنہ مین عقل کل حیران ہی + بشر تو انسان ہی + فکر کی رسائی وہم کا گمان بیجا ہی گناہ ہی + خاموشی بہتر ہی کہ سلسلۂ سخن کوتاہ ہی + اور اوسکی نعت کے رمز کون پاے + جسکا سایہ تک نظر نہ آے + اگر انصاف فرمائیے تو ایک بات فقیر کے ذہن مین آئی ہی + طبع آزمائی ہی کہ سایۂ ہما خصال اوس رحمت ذو الجلال کا تمام عالم کے سر پر سایہ گستر ہوتا ہی + ہم کور باطنون کی بینائی کا وہان تک کب گذر ہوتا ہی + جب پہلے مرحلے مین بیجا ہی تو کیا نظر آے + مصلحت یہ ہی اوسپر اور اوسکی آل و اصحاب پر سلام بھیجے درود پڑھے + زیادہ بکھیڑے مین نہ اولجھے طبیعت سے نہ گڑھے + یہ خوشہ چین خرمن سخنوران

بارہ بنکٹ مین خود غلط سراپا قصور + رجب علی بیگ سرور نئی خبر اظہار کرتا ہی + جسکی
خواہش ہر ایک سلیقہ شعار کرتا ہی + یعنی عنایت فرما انتہا کے شفیق + بحر رحمت پروردگار
کے غریق + شاعران حال مین یکتا بے نظیر جناب خواجہ محمد وزیر صاحب تخلص وزیر تھے +
کئی برس گذرے ہین کہ سراے فنا سے اونکا انتقال ہوا + بہت بخیر مآل ہوا + شیخ امام بخش
ناسخ کے شاگرد رشید تھے + دید تھے نہ شنید تھے + جو بارہ بنک ہین اس فن سے ماہر بلند دستگاہ
ہی + وہ بنظر انصاف دیکھ لے کلام اونکا گواہ ہی + مرد قانع وضعدار غیور تھے + نزدیک و دور مشہور
تھے + بظاہر یکی مشت استخوان + باطن مین شیر ژیان مرد میدان + راست بازون سے
فلک کج نہاد ازل سے ٹیڑھا رہا ہی + جو وضع کے پابند ہین اونکو بکھیڑا رہا ہی + کہین سے کچھ
معین نتھا بے تردد معاش نتھی + قناعت کے یہ معنی ہین اسپر تلاش نتھی + کچھ دنون فقیر محمد خان
گویا سے صحبت رہی گویا باہم شیر و شکر تھے + جلسے ہمدگر تھے + آخر کو شکر رنجی ہوی صحبت برہم
ہو گئی + رہ و رسم کم ہو گئی + گوشہ نشینی مین سالہاے دراز اوقات بسر کی + گرم و سرد
زمانہ دیکھا شام غم غوش ہو کے سحر کی + بسکہ سبکبار تھے + ہر دم سفر کو تیار تھے +
اونکے مرنے سے دوستونکو تو ملال ہوا + بلکہ دشمنونکو رنج بدرجۂ کمال ہوا + ہزارہا غزل کہی
طبیعت کی پریشانی سے جمع کرنے کا کبھی دھیان نکیا + دیوان کو مرتب نکیا عمد اپریشان
کیا + اندنون کہ سنہ ہجری بارہ سو بہتر ہین جناب سید محسن علیصاحب محسن تخلص
کہ خوب شاعر ہین + اس فن سے بہت ماہر ہین + وضعدارون مین انتخاب ہین + بے مثل ہین
لاجواب ہین + انھون نے بسبب ربط قدیم کوشش عظیم سے غزلین بہم پہنچائین + اور جناب